مفت تقسیم کے لیے

اُردُو

پانچویں جماعت کے لیے

(اُردُو نصاب لازمی ۲۰۱۸ء کے مطابق)

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

ناشر: احتشام پیکیجز (پرائیویٹ لمیٹڈ)، کراچی۔

مفت تقسیم کے لیے

جملہ حقوق بہ حق سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ جام شورو محفوظ ہیں۔

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ، جام شورو

منظورشدہ: نظامتِ نصاب، جائزہ و تحقیق سندھ، جام شورو اور محکمہ تعلیم و خواندگی برائے اسکول سندھ۔

جائزہ شدہ: صوبائی کمیٹی برائے جائزہ درسی کتب و نصاب سندھ۔

مراسلہ نمبر: ایس او (سی) ایس ای ایل ڈی/ ایچ سی ڈبلیو/۱۸/۲۰۱۸/ بہ تاریخ ۲۳ جنوری ۲۰۲۳

نگرانِ اعلیٰ

آغا سہیل احمد

چیئر مین سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ

نِگراں

ناہید اختر

مصنفین / موٴلفین

محمد فاروق دانش ● سہیل ابراہیم ● خالد امین ● غلام محمد اصغر

● طاہرہ ناصر ● ارشاد قریشی ● سعدیہ سیما

صوبائی جائزہ کمیٹی

● ڈاکٹر عتیق احمد جیلانی ● سید مسرّت حسین رضوی ● محمد ناظم علی خان ماتلوی

● محمد وسیم مغل ● نشاط حسن ● زاہدہ بنگش

مدیر ڈاکٹر شذرہ حسین شر

ڈاکٹر شہناز

السٹریشن / سرورق صوہام طٰہٰ عباسی پروف خوانی ندیم

کمپوزنگ بختیار احمد بھٹو حیدر آباد

مطبع: احتشام پیکیجز (پرائیویٹ لمیٹڈ)، کراچی۔

پیش لفظ

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ ایک ایسا تعلیمی ادارہ ہے جس کا فریضہ درسی کتب کی تیاری و اشاعت ہے۔ اس کا اوّلین مقصد ایسی درسی کتب کی تیاری و فراہمی ہے جو نسل نو کو شعور و آگہی اور ایسی صلاحیت بخشیں جن کے ذریعے وہ اسلام کے نظریات، بھائی چارے، اسلاف کے کارناموں اور اپنے ثقافتی ورثہ و روایات کی پاس داری کرتے ہوئے دورِ جدید کے نت نئے سائنسی، تکنیکی اور معاشرتی تقاضوں کا مقابلہ کر کے کام یاب زندگی گزار سکے۔

اس اعلیٰ مقصد کی تکمیل کی غرض سے اہلِ علم، ماہرینِ مضامین، مدرّسین کرام اور مخلص احباب کی ایک ٹیم ہر سمت سے حاصل ہونے والی تجاویز کی روشنی میں ہماری درسی کتب کے معیار، جائزے اور ان کی اصلاح کے لیے ہمارے ساتھ پیہم مصروفِ عمل ہے۔

ہمارے ماہرین اور اشاعتی عملے کے لیے اپنے مطلوبہ مقاصد کا حصول اسی صورت میں ممکن ہے کہ ان کتب سے اساتذہ کرام اور طلبہ وطالبات کماحقہ استفادہ کریں۔ علاوہ ازیں ان کی تجاویز اور آرا ان کتب کے معیار کو مزید بہتر بنانے میں ہمارے لیے مدد و معاون ثابت ہوں گی۔

چیئرمین

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

برائے اساتذہ کرام: پڑھانے سے پہلے اسے ضرور پڑھیے

مؤثر تدریس کے لیے ضروری ہے کہ اساتذہ نصاب میں درج مقاصد، مہارات، اور حاصلاتِ تعلم (Learning Outcomes) سے واقف ہوں لہٰذا پانچویں جماعت کی اِس درسی کتابِ اُردو میں تمام اسباق کے آغاز میں نصابِ اُردو ۲۰۱۸ء کے تمام حاصلاتِ تعلم شامل کر دیے گئے ہیں، تاکہ اساتذہ انھیں ذہن میں رکھ کر تدریسی اقدامات عمل میں لائیں۔

مؤثر اور نتیجہ خیز تیاری کے لیے تیاری اور منصوبہ بندی ایک ضروری امر ہے۔ اس کے لیے ذیل میں چند عمومی "ہدایات برائے اساتذہ" درج کی جارہی ہیں۔

نثری اسباق کی تدریس

تدریسِ زبان کا مقصد چار بنیادی لسانی مہارتوں، سننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا کا فروغ ہے کہ طلبہ اُردو زبان سن کر سمجھ سکیں، درست تلفظ اور لب و لہجے سے اُردو بول سکیں، سمجھ کر پڑھ سکیں اور درست املا میں لکھ کر اُردو میں اپنے خیالات، احساسات اور معلومات کا اظہار کر سکیں۔
نثری اسباق کا مقصد بچوں کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کر کے انھیں اُردو بولنے، پڑھنے، لکھنے اور سمجھنے کے قابل بنانا ہے۔ اس مقصد کے لیے سبق کی تدریس کے درج ذیل اقدامات تجویز کیے جاتے ہیں:

۱- سابقہ معلومات فعال کرنا (Activating Previous Knowledge)

"معلوم سے نامعلوم" کے تدریسی اُصول کے تحت مختلف تدریسی تدابیر بہ روئے کار لائی جاسکتی ہیں جن میں طلبہ کو سبق کے عنوان پر لانے کے لیے سوال جواب کرنا، سبق سے متعلق تصاویر دکھانا، مختصر کہانی یا واقعہ سنانا وغیرہ شامل ہیں۔
مثلاً: سبق پڑھانے کے لیے کھیل سے متعلق سوالات کر کے یا مشہور کھلاڑیوں کی تصاویر دکھا کر یا کھیل سے متعلق مختصر کہانی یا واقعہ سُنا کر طلبہ کو نئے سبق اور نئی معلومات کی جانب راغب (Motivate) کیا جاسکتا ہے۔

۲- نئی معلومات کی تشکیل

اس مرحلے پر درج ذیل اقدامات کیے جائیں:

☆ درست تلفظ، لب و لہجے اور تاثرات سے مثالی بلند خوانی کیجیے۔
☆ بورڈ پر سبق کے نئے الفاظ مع اعراب تحریر کر کے اُن کے تلفظ و معانی بتائیے۔
☆ روزانہ مختلف طلبہ سے سبق کی بلند خوانی کرائیے تاکہ ہر طالب علم / طالبہ علم بلند خوانی کر کے آموزشی عمل میں شامل ہو۔ طلبہ کی بلند خوانی میں الفاظ کی غلط ادائی پر درمیان میں درستی نہ کیجیے، بلکہ اغلاط کی نشان دہی بورڈ پر کرتے جائیے اور جب تمام طلبہ بلند خوانی کر لیں تو غلطیوں کی اصلاح کیجیے۔ اس کے لیے درج ذیل طریقوں میں سے کوئی ایک اختیار کیا جاسکتا ہے:

- **الف بائی طریقہ (Alphabetical Method)**

اگر طلبہ نے لفظ "عِلْم" کو "عِلَم" ادا کیا ہے تو لفظ بورڈ پر واضح انداز میں لکھ کر اس طرح ادا کروائیے:
عین لام زیر عِل، میم ساکن، عِلْم

- **صوتی طریقہ (Phonetic Method)**

صوتی طریقہ اختیار کرتے ہوئے حروف کے ناموں کی بہ جائے آوازوں کو ملا کر لفظ ادا کروائیے:
/ع/ِ/ل/ْ/م/عِلْم

☆ بلند خوانی کے بعد خاموش خوانی (Silent Reading) کے لیے طلبہ کو گروپوں (Groups) میں تقسیم کر کے اُنھیں سبق کے مختلف پیراگراف تفویض کیجیے۔ ساتھ ہی ہر پیراگراف سے متعلق سوالات بنا کر کارڈ (cards) کی شکل میں یا بورڈ پر تحریر کیجیے کہ طلبہ یہ سوالات ذہن میں رکھ کر دیا گیا پیراگراف اپنے اپنے گروپ میں مل کر پڑھیں۔ بات چیت اور معلومات کے تبادلے

کے ساتھ سوالوں کے جواب نوٹ کر کے کمرۂ جماعت میں پیش کریں (Present)۔ اساتذہ ہر گروہ کی پیش کش کے بعد ضروری اصلاح اور بازرسی (Feed Back) فراہم کیجیے۔

خلاصۂ سبق (Sum–up)

آخر میں خلاصے کے لیے سبق کی اہم معلومات، تصورات اور نکات مختصراً دہرائیے۔ اس مقصد کے لیے طلبہ سے سوال جواب بھی کیے جاسکتے ہیں۔

جانچ (Assessment)

طلبہ کی تفہیم کی جانچ دو طریقوں سے کی جاسکتی ہے: ایک دورانِ تدریس جانچ (Formative Assessment) جس میں سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے کی مختلف سرگرمیوں کے دوران ہی واضح ہو جاتا ہے کہ طلبہ تصورات سمجھ رہے ہیں یا نہیں۔ دوسرا طریقہ اختتامی یا کلی جانچ (Summative Assessment) ہے جو سبق کے اختتام پر زبانی/ تحریری سوالات کی صورت میں پیراگراف/ نوٹ لکھوا کر کی جاسکتی ہے۔

گھر کا کام (Home Assignment)

آخر میں تصورات و معلومات پختہ کرنے کے لیے گھر کا کام (Home Assignment) تفویض کیجیے۔

نظم کی تدریس

نظم کی تدریس کا مقصد تصورات و معلومات کی فراہمی سے زیادہ بچوں کے ذوقِ جمال اور قوّتِ متخیلہ کو ابھارنا ہے اور نظم پڑھنے میں لطف اندوزی پیدا کرنا ہے۔ نظم کی تدریس میں بھی نثری اسباق کے اقدامات و مراحل ہی اختیار کیجیے۔ تاہم نظم پڑھنے میں تحت اللفظ، لے، آہنگ اور ترنم کا خیال رکھیے اور اس میں طلبہ کی فعال شرکت (Active Participation) کو یقینی بنائیے۔

نظم پڑھنے کے دوران تلفظ و معنی کا ذکر نہ کیجیے بلکہ نئے الفاظ کے تلفظ و معنی نظم پڑھنے سے پہلے ہی بتا دیجیے تاکہ دورانِ نظم خوانی پڑھنے کا لطف متاثر نہ ہو۔

طلبہ مرکز طریقہ (Students Centered Method)

یہ طریقہ اختیار کرتے ہوئے فعال آموزش (Active learning) پر مبنی تدابیر اپنائیے جن میں طلبہ کی بھرپور شرکت ہوتی ہے اس طریقے میں استاد سہولت فراہم کرنے والا (Facilitator) ہوتا ہے۔

تدریس قواعد:

تدریسِ قواعد کے سلسلے میں دو طریقے رائج ہیں۔ ایک طریقہ استخراجی طریقہ (Deductive Method) کہلاتا ہے، جس میں کسی قواعدی پہلو مثلاً: اسم، صفت، ضمیر وغیرہ کی تعریف بتاتے ہیں اور اس کے بعد مثالیں دی جاتی ہیں۔ اس طریقے کی خامی یہ ہے کہ یہ طلبہ کو تعریف رٹنے (Rot-Memorization) کی طرف لے جاتا ہے۔ جب کہ دوسرا طریقہ استقرائی طریقہ (Inductive Method) ہے جس میں پہلے مثالیں دی جاتی ہیں، اس کے بعد تعریف بتائی جاتی ہے۔ مثلاً: اسمِ ضمیر، پڑھانے کے لیے ایک مختصر عبارت بورڈ پر لکھیے:

"علی ایک ذہین لڑکا ہے۔ وہ صبح سویرے اُٹھتا ہے۔ اُسے کہانیاں پڑھنے کا شوق ہے۔"

طلبہ سے یہ عبارت پڑھوائیے اور سوال کیجیے کہ پہلے جملے میں لڑکے کا نام "علی" موجود ہے جب کہ دوسرے جملوں میں "علی" کی جگہ کون سے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں؟ طلبہ کے جوابات کے بعد اُنھیں بتائیے کہ نام کی جگہ استعمال ہونے والے لفظ 'ضمیر' کہلاتے ہیں۔

استقرائی طریقہ، استخراجی طریقے کے مقابلے میں زیادہ فطری، مؤثر اور قابل فہم ہے۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان		صفحہ
١	اے خدا	(نظم)	٨
٢	نعت	(نظم)	١٢
٣	اِیفائے عہد		١٥
٤	حضرت خدیجۃَ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا		١٨
٥	سچّی کہانی		٢٣
٦	حضرت سَچّل سر مَستؒ		٢٨
٧	بہار آئی	(نظم)	٣٥
٨	درختوں سے پیار کرو		٣٩
٩	بابُو سرٹاپ کی سیر		٤٦
١٠	ہمارا رہن سہن اور رسم و رواج		٥٤
١١	کاغذ	(نظم)	٥٩
١٢	نائیک محمد اشرف شہید		٦٢
١٣	انفارمیشن ٹیکنالوجی		٦٧
١٤	ہم اور ہمارا ماحول		٧١
١٥	وَطن کا ترانہ	(نظم)	٧٥

نمبر شمار	عنوان		صفحہ
۱۶	میرا وَطن رہے سَلامت		۷۹
۱۷	اسکاؤٹنگ		۸۵
۱۸	ٹوٹ بٹوٹ کے مُرغے	(نظم)	۹۰
۱۹	سَقّے کا گدھا		۹۴
۲۰	اسٹیٹ بینک میوزیم (عجائب گھر) اور آرٹ گیلری		۹۸
۲۱	تِتلی	(نظم)	۱۰۳
۲۲	خَط		۱۰۶
۲۳	ہَم اور ہماری زمین		۱۰۹
۲۴	اِیمان دار لڑکا	(نظم)	۱۱۳
۲۵	سال کے بارہ مہینے		۱۱۶
۲۶	میں ہوں متوازن غذا		۱۲۳
۲۷	سلطانہ رَضیہ	(نظم)	۱۲۷
۲۸	مُفت مَشوَرَہ		۱۳۰
۲۹	خِضَر کا کام کروں راہ نُما بن جاؤں	(نظم)	۱۳۷
۳۰	فرہنگ		۱۴۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس حمد کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- درسی و غیر درسی کتب میں شامل نظمیں سُن کر ترنم سے سنا سکیں۔
۲- نظم پڑھتے ہوئے مختلف معلومات و تصوّرات میں مماثلت تلاش کر سکیں۔
۳- مختلف موضوعات سے متعلق تصاویر دیکھ کر ان کے بارے میں اپنے خیالات لکھ سکیں۔

اے خدا

حمدِ جنابِ باری　　رکھّو زباں پہ جاری
وہ خالقِ جہاں ہے　　وہ رازقِ جہاں ہے
حاکم ہے بحر و بَر کا　　مالک ہے خشک و تَر کا
فرشِ زمیں اُسی کا　　عرشِ بَریں اُسی کا
از ماہ تا بہ ماہی　　ہے اُس کی بادشاہی
ہر جا ظُہور اُس کا　　ہر شے میں نُور اُس کا
ہر چیز میں نِہاں ہے　　ہر چیز سے عَیاں ہے
ممکن نہیں کسی سے　　تعریف اُس کی لکھّے
توصیف اُس خدا کی
کیا لکھّے مُشتِ خاکی

(علامہ راشدُالخیری)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) حمدِ جنابِ باری سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

(ب) بحر و بَر کا مالک کون ہے؟

(ج) اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے کوئی بھی دس نعمتیں لکھیے۔

(د) کیا لکھے "مشتِ خاکی" سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

سوال ۲: حمد کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- اس نظم میں بیان کی گئی ہے، اللہ کی:

(الف) رحمت (ب) قدرت (ج) محبت (د) نعمت

۲- "بحر و بر" کا مطلب ہے:

(الف) آسمان و زمین (ب) دریا اور سمندر

(ج) سمندر اور زمین (د) سمندر اور آسمان

۳- اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز میں ہے:

(الف) ظاہر (ب) پوشیدہ (ج) ظاہر و پوشیدہ (د) بلند و بالا

۴- لفظ "توصیف" کے معنی ہیں:

(الف) خوبی (ب) خوب صورتی (ج) قدرت (د) تعریف

۵- "مُشتِ خاکی" کا مطلب ہے:

(الف) فرشتہ (ب) انسان (ج) حاکم (د) شاعر

سوال ۳: ذیل کے الفاظ اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

ظہور، نور، شے، مالک، حکم

سوال ۴: ذیل میں چند الفاظ دیے گئے ہیں۔ انھیں اپنی/اپنے ٹیچر کے ساتھ دہرائیے اور ان کا تلفظ یاد رکھیے۔ بار بار دہرائیے تاکہ یہ صحیح طور پر ادا کیے جا سکیں۔

رَکھو - نِہاں - عَیاں - لکھے - مُشتِ خاکی

سوال ۵: اس حمد کے علاوہ کوئی اور حمد یاد کر کے اپنے ساتھیوں کو ترنّم سے سنائیے۔

سوال ۶: کسی رسالے سے کوئی حمد اپنی کاپی میں لکھیے۔

قافیہ: شعر میں ملتی جلتی آواز والے الفاظ کو قافیہ کہتے ہیں۔ قافیہ کی جمع قوافی ہے۔ اِس نظم کے پہلے شعر کے قوافی "باری" اور "جاری" ہیں۔ دوسرے کے "خالق" اور "رازق" اور تیسرے کے "بَر" اور "تَر"۔

سوال ۷: مشق کیجیے:

کیا یہ ہم قافیہ لفظ ہیں؟	ہاں / نہیں
• باری / جاری	
• حاکم / مالک	
• خالق / رازق	
• ہر جا / ہر شے	
• نہاں / عیاں	

ردیف: دوسرے مصرعے کے آخر میں دُہرائے جانے والے لفظ یا الفاظ کو ردیف کہتے ہیں۔ اِس نظم کے دوسرے شعر کی ردیف ہے "جہاں ہے" اور تیسرے شعر کی ردیف "کا" ہے۔

سوال ۸: اس حمد کے دوسرے، چوتھے اور چھٹے شعر میں استعمال ہونے والی ردیفیں لکھیے۔

سوال ۹: اس حمد سے آپ نے کیا سیکھا؟ کون سی نئی معلومات ملیں؟ کون سے نئے لفظ سیکھے؟ کیا بات یاد رکھنے کی ہے؟ ان سب کو یہاں لکھ لیجیے:

____

____

____

____

____

____

____

____

سرگرمی

۱- کمرۂ جماعت کی مختلف سرگرمیوں اور گھر کے کام کے حوالے سے ٹیچر کی ہدایات واحکامات توجہ سے سنیے، یاد رکھیے اور اپنے ساتھیوں کے لیے انھیں دہرائیے۔

برائے اساتذہ

- نظم کی ترنّم سے درست تلفظ، لب و لہجے اور تاثرات کے ساتھ مثالی بلند خوانی کیجیے۔
- طلبہ سے بھی اسی انداز سے بلند خوانی کرائیے۔
- کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات براہ راست عبارت میں موجود نہیں۔ اس کے لیے طلبہ کی جوڑیاں (Pairs) بنا کر خاموش خوانی کرائیے اور پہلے طلبہ کو موقع دیجیے کہ وہ اشعار پر غور و فکر کر کے ان سوالوں کے جواب دیں۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس نعت کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ :

۱- استاد کے دیے ہوئے احکامات سُن کر یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ بہ وقتِ ضرورت دہرا سکیں۔
۲- نظم سن کر اس سے متعلق جائزے کے سوالات کا جواب دے سکیں۔
۳- درسی وغیر درسی کتب میں شامل نظمیں سُن کر ترنم سے سنا سکیں۔

نَعْت

ہمارے نبی احمدِ مصطفٰیؐ ہیں
فدا اُنؐ پہ ہم، وہؐ رسولِ خدا ہیں

حقیقت کی صورت دِکھائی اُنھوںؐ نے
خدا تک پہنچنے کا وہؐ راستا ہیں

وہیؐ بے کسوں، بے نواؤں کے والیؐ
غریبوں، یتیموں کا وہؐ آسرا ہیں

ہوئے ہیں جو اُنؐ کی محبّت کے قیدی
یہ جانو، جہاں کے دُکھوں سے رِہا ہیں

ہمیشہ رہے نام اُنؐ کا زباں پر
وہیؐ آرزو ہیں، وہیؐ مُدّعا ہیں

(قیوم نظرؔ)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) حقیقت کی صورت کس نے دکھائی ہے؟

(ب) خدا تک پہنچنے کے لیے کون سا راستا بتایا گیا ہے؟

(ج) اس نعت کے چوتھے شعر میں شاعر نے کیا کہا ہے؟

(د) نعت میں شاعر کی آرزو کیا ہے؟

سوال ۲: نعت کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- نظم کے مطابق رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بے کَسوں کے ہیں:

(الف) ساتھی (ب) والی (ج) دوست (د) ہم درد

۲- رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں بتائی:

(الف) سچائی (ب) ہم دردی (ج) ایمان داری (د) آرزو

۳- آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے سہارا دیا:

(الف) قیدیوں کو (ب) ضرورت مندوں کو

(ج) محنت کرنے والوں کو (د) گم راہوں کو

۴- رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی محبت آزاد کر دیتی ہے:

(الف) قید خانے سے (ب) خواہشوں سے

(ج) گم راہی سے (د) پریشانیوں سے

۵- "ہمیشہ رہے نام اُن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا زباں پر" کا مطلب ہے کہ ہم جاری رکھیں:

(الف) نیک کام (ب) حضورؐ کا ذکر (ج) اچھی باتیں (د) بھلائیاں

سوال ۳: کالم "الف" کے الفاظ کو خط کے ذریعے کالم "ب" کے الفاظ سے ملایئے:

جیسے:

الف	ب
حقیقت کی صورت	وہی مُدعا ہیں
غریبوں، یتیموں	بے نواؤں کے والی
وہی بے کسوں	اُن کی محبت کے قیدی
ہوئے ہیں جو	کا وہ آسرا ہیں
وہی آرزو ہیں	دکھائی انھوں نے

سوال ۴: نعت میں سے پانچ ہم آواز الفاظ تلاش کر کے لکھیے:

۱-　　۲-　　۳-　　۴-　　۵-

سوال ۵: درج ذیل الفاظ کو اُن کے ہم معنی الفاظ سے ملایئے:

(الف) فدا - راستا - رِہا - مدعا - آرزو

(ب) مقصد - تمنا - قربان - راہ - آزاد

سوال ۶: اس نعت سے آپ نے کیا سیکھا؟ کون سی نئی معلومات ملیں؟ کون سے نئے لفظ سیکھے؟ سبق کی اہم بات کیا ہے؟ یہ سب لکھیے۔

____

____

____

سرگرمیاں

۱- طلبہ دیگر کتب و رسائل سے کسی نعت کا انتخاب کر کے لائیں گے اور استاد کو دکھائیں گے۔
۲- طلبہ کمرۂ جماعت میں یہ نعت ہم آواز ہو کر ترنّم سے پڑھیں گے۔
۳- طلبہ باری باری نبی کریمؐ کی شان اور سیرت کے چند پہلو بیان کریں گے۔
۴- طلبہ استاد کے احکامات کمرۂ جماعت میں ایک دوسرے کو سنائیں گے۔
۵- اپنی / اپنے ٹیچر کی رہ نمائی میں ترنّم کے ساتھ نعت کی بلند خوانی کیجیے۔

برائے اساتذہ

۱- طلبہ کو نعت پڑھنے اور سننے کے آداب سکھایئے۔
۲- طلبہ کو نئے الفاظ کا تلفّظ سکھایئے۔
۳- طلبہ کو مختلف احکامات دیجیے اور اُن سے وہی الفاظ ادا کرایئے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- عبارت سُن کر اس کا اپنی زندگی سے تعلق قائم کر سکیں۔

۲- روزمرہ اُمور کی گفتگو، مباحثوں میں حصہ لے سکیں۔

۳- کمرۂ جماعت میں مختلف موضوعات پر ہونے والی گفتگو سن کر اس کی نوعیت کا ادراک کر سکیں۔

۴- جارحانہ رویوں سے آگاہی پر مضمون تحریر کر کے اشاعت کے لیے بھیج سکیں۔

اِیفائے عہد

اِیفائے عہد یعنی اپنی کہی ہوئی کوئی بات، قول کو پورا کرنا۔ ہمارے معاشرے میں اس طرح کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں، مگر سب سے بڑی مثال ہمارے پیارے نبی حضرت مُحمّد رسول اللہ خاتَمُ النَّبِیّٖین صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحابِہٖ وَسَلَّمَ (ترجمہ: حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کے آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت اور سلامتی ہو۔) کے دور کی ہے، جو کہ اس واقعے سے ہمیں ملتی ہے۔

حضرت حُذَیفَہ بن یمانؓ مشہور جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے ہیں۔ آپؓ قبیلہ بنو عَبَس سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے وطن ہی میں اپنے والد ماجد ''حضرت حسل'' (جن کا لقب یمان تھا) کے ساتھ اسلام لے آئے تھے۔ اسلام لانے کے بعد یہ آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے۔ اتفاق سے یہ ٹھیک وہ وقت تھا جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحابِہٖ وَسَلَّمَ غزوہ بدر کی تیاری فرما رہے تھے اور آپ کے مقابلے کے لیے ابو جہل کا لشکر مکہ مکرمہ سے روانہ ہو چکا تھا۔ حضرت حُذَیفَہ بن یمانؓ اور آپ کے والد کی راستے میں ابو جہل کے لشکر سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔ انھوں نے دونوں کو گرفتار کر لیا اور کہا کہ تم محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحابِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس جا رہے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم تو مدینہ جا رہے ہیں۔ اس پر ابو جہل کے لشکر والوں نے ان سے کہا کہ ہم تمھیں اس وقت تک آزاد نہیں کریں گے، جب تک تم ہمارے ساتھ یہ معاہدہ نہ کرو کہ تم صرف مدینہ جاؤ گے، لیکن ہمارے خلاف جنگ میں ان کا ساتھ نہیں دو گے۔ مجبوراً ان حضرات نے یہ معاہدہ کر لیا اور اس کے بعد حضور اکرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پہنچ کر یہ سارا واقعہ بیان کیا۔ اُس وقت حق و باطل کا سب سے پہلا معرکہ درپیش تھا۔ مقابلہ ان کفارِ قریش سے تھا جو اسلحے میں لیس ہو کر آئے تھے اور جن کی تعداد

مسلمانوں کے مقابلے میں تین گُنا سے بھی زائد تھی۔ ادھر مسلمانوں کے لیے ایک ایک آدمی بڑا قیمتی تھا، لیکن حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اتنے سنگین اور مشکل حالات میں بھی معاہدے کی خلاف ورزی کو برداشت نہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ "ہم اُن کے عہد کو پورا کریں گے اور کفار کے خلاف اللہ عزّوجلّ سے مدد مانگیں گے۔" (صحیح مسلم) آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو اس بنا پر پہلے اسلامی معرکے (غزوۂ بدر) میں شرکت کی اجازت نہیں دی۔

حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ وعدہ/ عہد کی وفاداری میں ایک قابلِ تقلید مثال تھے، غزوۂ بدر میں افراد کی سخت کمی کے باوجود آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اِیفائے عہد کو ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور اللہ پاک نے اپنے محبوب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خُوب مدد فرمائی اور کفارِ مکہ بُرے طریقے سے شکست کھا کر واپس ہوئے۔

اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہر حال میں اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) اِیفائے عہد کسے کہتے ہیں؟

(ب) حضرت حذیفہ بن یمانؓ کون تھے اور ان کا کس قبیلے سے تعلق تھا؟

(ج) ابوجہل نے راستے میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ کیا کیا؟

(د) حق و باطل کا پہلا معرکہ کون سا تھا؟

(ہ) حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کیا ارشاد فرمایا؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱۔ اِیفائے عہد کا مطلب ہے:

(الف) قول پورا کرنا (ب) کام ختم کرنا

(ج) وعدہ خلافی کرنا (د) ہمت کرنا

۲- کفارِ مکہ لیس ہو کر آئے تھے:

(الف) زیور سے　(ب) کپڑوں سے

(ج) اسلحہ سے　(د) کتابوں سے

۳- ”معرکہ“ کا مطلب ہے:

(الف) دوستی کرنا　(ب) جنگ کرنا

(ج) ایک جگہ اکٹھا ہونا　(د) مقابلہ کرنا

۴- حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں وعدہ پورا کرنا سکھایا:

(الف) تقریر کے ذریعے　(ب) عمل کے ذریعے

(ج) تحریر کے ذریعے　(د) علم کے ذریعے

۵- یہ سبق بتاتا ہے کہ مشکل حالات میں بھی ہمیں خیال رکھنا چاہیے:

(الف) روپے پیسوں کا　(ب) اپنے ساتھیوں کا

(ج) اخلاق و کردار کا　(د) مقصد کے حُصول کا

سوال ۳: درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

قول، جلیل القدر، لشکر، تقلید، شکست

سوال ۴: اس طرح کا کوئی اور واقعہ ۲۰ سطروں میں تحریر کیجیے۔

سرگرمیاں

۱- اپنا قول اور فعل آپ کس طرح نبھاتے ہیں؟ کمرۂ جماعت میں ساتھی طلبہ کو بتائیں گے۔

۲- طلبہ معاشرے میں پائے جانے والے مختلف جارحانہ رویوں سے آگاہی کے لیے مضمون لکھیں گے اور معلم / معلمہ کی اصلاح کے بعد اسے اشاعت کے لیے بھیجیں گے۔

برائے اساتذہ

طلبہ کو اِیفائے عہد کے بارے میں مزید واقعے سنائیے۔ نیز کمرۂ جماعت میں بھی اپنا قول و فعل کیسے پورا کیا جائے؟ ان کی رہ نمائی کیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- ارد گرد کے ماحول (گھر، اسکول، مسجد اور محلے) میں ایک ساتھ دی جانے والی ہدایات/ احکامات سُن کر اُن کی تعمیل کر سکیں۔
۲- کسی عام موضوع پر نسبتاً طویل جملے ادا کر سکیں۔
۳- سنی/ پڑھی ہوئی عبارات سے متعلق سوال کر سکیں۔
۴- تذکیر و تانیث (جان دار اور بے جان) کے مطابق افعال کا جملوں میں استعمال کر سکیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار مکّے کی انتہائی مال دار خواتین میں ہوتا تھا۔ اپنی پاکیزگی اور پاک دامنی کی وجہ سے آپؓ "طاہرہ" کے لقب سے مشہور تھیں۔ حضرت خدیجہؓ کو ایسے شخص کی تلاش تھی جو، اُن کا سامانِ تجارت، دِیانت داری کے ساتھ دوسرے ملکوں میں جاکر فروخت کر دیا کرے۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کئی تجارتی سفر کر چکے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اعلیٰ کردار کی وجہ سے لوگ آپ کو "صادق" اور "امین" کہہ کر پکارتے تھے۔

بی بی خدیجہؓ کو نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سچائی اور ایمان داری کا علم ہوا تو اپنے تجارتی سامان کی فروخت کے لیے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے درخواست کی، جسے آپؐ نے قبول فرمالیا۔ جب رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تجارت کا مال لے کر ملک شام جانے لگے تو حضرت خدیجہؓ نے اپنے غلام مَیسَرہ کو بھی ساتھ روانہ کر دیا اور اسے تاکید کی کہ سفر اور تجارتی لَین دَین کے دوران جو کچھ وہ دیکھے، اس کی تفصیل آکر بتائے۔

جب نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تجارتی سفر سے واپس تشریف لائے تو غلام نے تجارت میں مُنافع کی خوش خبری کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کو رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بہترین اَخلاق اور دِیانت داری کا حال بھی سنایا۔ حضرت خدیجہؓ کو تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی شرافت اور دیانت کا اندازہ پہلے ہی تھا، اب غلام کے بیان سے اس کی تصدیق بھی ہو گئی۔ چناں چہ اُنھوں نے

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں نکاح کا پیغام بھجوایا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے چچا حضرت ابو طالب نے یہ پیغام قبول فرمالیا۔ اس طرح حضرت خدیجہؓ کی شادی نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے ہو گئی۔ اُس وقت آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پچیس برس کے تھے جب کہ بی بی خدیجہؓ کی عمر چالیس برس تھی۔

شادی کے بعد حضرت خدیجہؓ نے اپنی باقی زندگی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی انتہائی خدمت کرتے گزاری۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بھی حضرت خدیجہؓ کو بے حد خوش رکھتے تھے۔ اُن کی زندگی میں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے دوسری شادی نہیں کی، حال آں کہ اس زمانے میں عَرَب میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا عام رواج تھا۔ جب بی بی خدیجہؓ کا انتقال ہوا تو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو بہت صدمہ ہوا۔ اسی سال آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے مہربان چچا حضرت ابو طالبؓ کا بھی اِنتقال ہوا، اس لیے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اس سال کو "عامُ الحُزن" یعنی غم کا سال کہتے تھے۔

حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بی بی خدیجہؓ کا ذکر بہت عزّت اور محبّت سے کرتے۔ یہاں تک کہ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ قربانی کا گوشت یا دوسری چیزیں تقسیم فرماتے تو اس میں سے حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو حصّہ ضرور بھجواتے۔ حضرت خدیجہؓ کو اُمّت کی "افضل ترین خاتون" ہونے کا اِعزاز حاصل ہے۔ آپؓ کی اَوّلین فضیلت تو یہ ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رِسالت پر سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت آپؓ کے حصے میں آئی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؓ کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی پہلی زوجۂ پاک اور اُمُّ المؤمنین ہونے کا شَرَف بھی حاصل ہے۔ شادی کے بعد آپؓ نے اپنا سب کچھ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر قربان کر دیا اور ہر مشکل میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ساتھ دیا۔ یہاں تک کہ ایک ایسا وقت بھی آیا جب مکّے کے لوگوں نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے ہر قسم کا تعلق ختم کر دیا۔ آپ ﷺ کو اپنے خاندان کے ساتھ تین سال ایک گھاٹی میں گزارنا پڑے۔ حضرت خدیجہؓ اس عرصے میں حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ہی تھیں۔ اس دوران میں اکثر اوقات شدید بھوک اور پیاس کا سامنا بھی

کرنا پڑا۔ لیکن ان تمام تکالیف کو حضرت خدیجہؓ نے نہایت صبر و اِستقامت کے ساتھ برداشت کیا۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت خدیجہؓ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ”خدیجہؓ مجھ پر ایمان لائیں اور میری نُبوّت کی گواہی اُس وقت دی جب لوگ مجھے جھٹلاتے اور مذاق اُڑاتے تھے۔ انھوں نے اُس وقت میری اَخلاقی مدد کی جب مجھے حوصلے کی ضرورت تھی۔ میرے پاس کچھ نہ تھا تو انھوں نے مال و دولت سے مدد کی۔ اللہ نے خدیجہؓ سے مجھے اولاد بھی عطا کی۔“ ایک موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”خدیجہ اُمّت کی افضل ترین خاتون ہیں۔“ حضرت خدیجہؓ کی خدمات اللہ تعالیٰ کو بھی پسند تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کے ذریعے حضرت خدیجہؓ کو سلام بھیجا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کی زندگی عورتوں کے لیے مثالی زندگی ہے جس پر عمل کر کے وہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں کام یاب ہو سکتی ہیں۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) حضرت خدیجہؓ ”طاہرہ“ کے لقب سے کیوں مشہور تھیں؟

(ب) حضرت خدیجہؓ نے اپنا شریکِ تجارت بنانے کے لیے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو کیوں منتخب کیا؟

(ج) حضرت خدیجہؓ کے بارے میں نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا فرمایا؟

(د) ”غم کے سال“ میں کن دو مشہور شخصیات کا انتقال ہوا؟

(ہ) حضرت خدیجہؓ کو امت کی ”افضل ترین خاتون“ کیوں کہا جاتا ہے؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالوں کے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- بی بی خدیجہؓ سے نکاح کے وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی عمرِ مبارک برس تھی:

(الف) ۱۵ (ب) ۲۵ (ج) ۳۵ (د) ۴۵

۲- آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم تجارت کا مال لے کر گئے:

(الف) شام (ب) عراق (ج) یمن (د) اردن

۳- آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم جب تجارت کے لیے گئے تو بی بی خدیجہؓ کا غلام ساتھ تھا:

(الف) میسرہ (ب) راحیل (ج) عبداللہ (د) ابو نصر

۴- آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کو ایک گھاٹی میں گزارنا پڑے:

(الف) دو سال (ب) تین سال (ج) چار سال (د) پانچ سال

۵- "غم کے سال" میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے چچا کا بھی انتقال ہوا:

(الف) حضرت ابو طالبؓ (ب) حضرت حمزہؓ (ج) حضرت عباسؓ (د) زبیر

سوال ۳: ذیل کے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

تجارت - رواج - خوش خبری - شرف - دیانت

سوال ۴: زمانۂ حال کے پانچ جملے لکھیے اور انھیں زمانۂ مستقبل میں تبدیل کیجیے۔

جیسے:

زمانۂ حال	زمانۂ مستقبل
میں ہاکی کھیلتا ہوں	میں ہاکی کھیلوں گا

سوال ۵: دیے گئے واحد کے جملوں کو جمع کے جملوں میں تبدیل کیجیے:

جیسے: میرا بھائی چھوٹا ہے۔ میرے بھائی چھوٹے ہیں۔

۱- بچّہ شرارت کر رہا ہے۔

۲- میرے پاس پرانا سکہ ہے۔

۳- احمد نے کتاب خریدی ہے۔

۴- مقابلے میں انعام دیا گیا ہے۔

سوال ٦: اس پورے سبق میں آپ نے کیا سیکھا؟ کون سی نئی معلومات ملیں؟ کون سے نئے لفظ سیکھے؟ کون سی بات اہم ہے؟ یہ سب یہاں لکھیے۔

سرگرمیاں

۱- حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰؓ کی سیرت پر بچّے تقریر کریں گے۔

۲- طلبہ اسکول میں حضرت خدیجہؓ کا دن منائیں گے اور تقریب کی میز بانی بھی کریں گے۔

برائے اساتذہ

۱- طلبہ کو شخصیت نگاری سے واقف کرائیے۔

۲- طلبہ کو ارد گرد کے ماحول (گھر، اسکول، مسجد اور محلے) میں دی جانے والی ہدایات / احکامات پر عمل کرنے کی تلقین کیجیے اور عملی مشق کرائیے۔ مثلاً: اسکول، گھر، مسجد اور محلے میں ''ہفتۂ صفائی''۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- مختلف معاشرتی اور اخلاقی کہانیاں تاثرات کے ساتھ کمرۂ جماعت میں سنا سکیں۔
۲- سنی/ پڑھی ہوئی کہانی اپنے لفظوں میں لکھ سکیں۔
۳- سابقے اور لاحقے کی مدد سے الفاظ بنا سکیں۔
۴- تصویری اشاروں کی مدد سے بیس سطور پر مشتمل کہانی/ مضمون لکھ سکیں۔
۵- روزمرہ معاملات میں وقت کی پابندی کا از خود مظاہرہ کر سکیں۔
۶- واقعہ سُن کر اسے اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات سے جوڑ سکیں۔

سچّی کہانی

ایک بادشاہ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد کثرت سے درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات اسے خواب میں نبی اکرم حضرت محمد رسول اللہ خاتَمُ النَّبِیّین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی زیارت ہوئی۔ اس نے دیکھا کہ سَرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ فکر مند ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر وہ دن بھر پریشان رہا۔ اس کی سمجھ میں وجہ نہ آئی۔

دوسری رات حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پھر خواب میں تشریف لائے اور ان دو افراد کی نشان دہی فرمائی جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو پریشان کر رہے تھے۔ پھر تیسری رات بھی بادشاہ نے یہی خواب دیکھا۔ تین رات مسلسل ایک ہی طرح کا خواب دیکھ کر وہ بادشاہ بے چین ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ ضرور کچھ گڑبڑ ہے۔ یہ سوچ کر اس نے فوراً مدینے شریف جانے کا فیصلہ کیا اور کئی دن کے مسلسل سفر کے بعد مدینے جا پہنچا۔

مدینے پہنچ کر بادشاہ نے پہلے تو آنے جانے والے تمام راستے بند کرا دیے۔ پھر اس نے ایک بہت بڑی دعوت کی، جس میں شہر کے تمام لوگوں کو مدعو کیا۔ کھانے کے دوران میں بادشاہ نے گھوم پھر کر ایک ایک شخص کو غور سے دیکھا، لیکن اسے وہ چہرے نظر نہ آئے، جن کی پہچان سرکارِ سَرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے خواب میں کرائی تھی۔ اس پر وہ سخت پریشان ہو گیا۔ اس نے مسلسل تین

رات خواب میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو پریشان دیکھا تھا، اس لیے اُسے بھلا کیسے چین آسکتا تھا۔ جب سب لوگ چلے گئے تو اس نے شہر کے کوتوال سے پوچھا: "کیا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو آج کی دعوت میں نہیں آئے؟" کوتوال نے بتایا کہ شہر کے تو سب لوگ دعوت میں شریک تھے، البتہ دو عبادت گزار بزرگ نہیں آئے۔ وہ شہر میں کسی سے ملتے مِلاتے بھی نہیں ہیں۔ روضۂ مبارک کے قریب ایک جھونپڑی میں ان کا قیام ہے۔ وہ سارا دن وہاں عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

یہ سن کر بادشاہ فوراً اُس جھونپڑی پر پہنچا۔ لیکن دونوں بزرگ اس وقت موجود نہیں تھے۔ بادشاہ نے جھونپڑی میں داخل ہو کر ایک ایک چیز کا غور سے جائزہ لیا مگر اسے کوئی قابلِ اعتراض چیز نظر نہ آئی۔ وہ فکر مند تو تھا ہی، اسی پریشانی میں اس نے جب زمین پر بچھی ہوئی ایک چٹائی کو اٹھایا تو سارا ماجرا اس کی سمجھ میں آگیا۔ چٹائی کے نیچے ایک سُرنگ نظر آئی جو حضور انور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی قبرِ مبارک تک جاچکی تھی۔

یہ دیکھتے ہی بادشاہ کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ اُس نے اُن دونوں بزرگوں کو اُسی وقت پیش کرنے کا حکم دیا۔ جب اُنھیں بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ فوراً پہچان گیا کہ یہی وہ شیطان ہیں، جن کے چہرے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خواب میں دکھا کر اِن کے شَر سے بچانے کا حکم دیا تھا۔

بادشاہ نے شدید غصے سے اُن سے پوچھا: "تم کون ہو اور اس ناپاک حرکت کے پیچھے تمھارا کیا مقصد ہے؟" اِس پر دونوں نے پہلے تو اِدھر اُدھر کی باتیں بنائیں، لیکن جب دیکھا کہ اب حقیقت بتائے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے تو بتایا کہ ہمیں اس لیے بھیجا گیا ہے کہ ہم سرنگ کے ذریعے تمھارے نبی (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) کی قبر تک پہنچیں اور اُن کا جَسَدِ مبارک یہاں سے نکال کر لے جائیں۔ آج ہمارا کام مکمل ہونے ہی والا تھا۔

یہ سن کر بادشاہ آگ بگولہ ہو گیا اور اُس نے اُسی وقت اپنی تلوار نکال کر اُن دونوں کی گردنیں تن سے جدا کر دیں۔ اُس کے بعد حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے روضۂ مبارک کے چاروں طرف گہری کھدائی کروا کر اس میں پگھلا ہوا سیسا بھروا دیا۔ تاکہ آیندہ کوئی بھی ایسی ناپاک جسارت نہ کر سکے۔ اس واقعے کو یاد کر کے بادشاہ اکثر روتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا کہ سرورِ عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

نے اتنے عظیم کام کے لیے اُس کا اِنتخاب کیا۔ اِس عاشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا نام نورالدین زنگیؒ تھا۔ اُس کا مزار دِمَشق میں ہے۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) نورالدین زنگیؒ نے خواب میں کیا دیکھا؟

(ب) نورالدین زنگیؒ نے ان لوگوں کو پکڑنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا؟

(ج) دشمنوں کے ناپاک عزائم کیا تھے؟

(د) نورالدین زنگیؒ نے روضۂ پاک کی حفاظت کے لیے کیا کام کرایا؟

(ہ) نورالدین زنگیؒ کس بات پر شکر ادا کیا کرتا تھا؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالوں کے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- بادشاہ کی حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے محبت کا خاص اظہار تھا:

(الف) مدینے کا سفر (ب) لوگوں کی دعوت

(ج) کثرت سے درود پڑھنا (د) روضۂ مبارک محفوظ بنانا

۲- بادشاہ نے دونوں افراد کو پکڑنے کے لیے طریقہ اختیار کیا:

(الف) سرنگ کھودنے (ب) کوتوال کو حکم دیا

(ج) لوگوں کی دعوت کی (د) لوگوں کے چہرے دیکھ کر

۳- "آنکھوں میں خون اُتر آنا" کا مطلب ہے:

(الف) آنکھیں خراب ہونا (ب) بہت پریشان بنانا

(ج) شدید غصّہ آجانا (د) ناراضی کا اظہار کرنا

۴- نورالدین نے اللہ کا شکر ادا کیا کیوں کہ :

(الف) اُنھوں نے خواب میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحابِہٖ وَسَلَّمَ کی زیارت کی۔

(ب) اُنھوں نے ناپاک حرکت کرنے والوں کو سزا دی۔

(ج) اللہ نے اُنھیں بادشاہ بنایا تھا۔

(د) سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحابِہٖ وَسَلَّمَ نے عظیم کام کے لیے اُن کا انتخاب کیا۔

۵- نورالدین زنگی کا مزار ہے :

(الف) دمشق میں (ب) حلب میں (ج) مدینے میں (د) بصریٰ میں

سوال ۳: ذیل میں چند الفاظ دیے گئے ہیں۔ انھیں اپنی/اپنے ٹیچر کے ساتھ دہرائیے اور ان کا تلفظ یاد رکھیے۔ بار بار دہرائیے تاکہ یہ صحیح طور پر ادا کیے جا سکیں۔

فکر مند - خواب - جسدِ مبارک - دِمشق - آگ بگولہ

سوال ۴: کہانی توجہ اور دل چسپی سے سن کر اس کے بارے میں اپنے ساتھی سے تبادلۂ خیال کیجیے۔

سوال ۵: الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

مدعو، مشغول، ماجرا، مسلسل، نشان دہی

☆ عمیر صبح مسجد گیا، اس نے جاتے ہوئے اپنے دوست عدیل کو بھی ساتھ لے لیا۔ واپسی پر عدیل نے کہا:

"اگر تم نہ جگاتے تو میں سوتا ہی رہ جاتا۔"

اوپر کی عبارت میں "اس، تم" اور "میں" اسم کے بدلے استعمال ہوئے ہیں، جو "ضمیر" کہلاتے ہیں۔

سوال ۶: اس سبق میں ایسے الفاظ تلاش کیجیے جو ضمیر کے طور پر استعمال ہوئے ہوں۔

☆ اس سبق میں کچھ ایسے الفاظ بھی آئے ہیں، جو دو لفظوں سے مل کر بنے ہیں۔ جیسے : "بے چین" اور "فکر مند"۔ "بے چین" میں پہلے استعمال ہونے والا لفظ "بے" ہے۔ ایسا لفظ جو پہلے استعمال ہوتا ہے، اسے "سابقہ" کہتے ہیں۔ لفظ "فکر مند" میں آخر میں استعمال ہونے والا لفظ "مند" ہے۔ ایسے لفظ کو "لاحقہ" کہتے ہیں۔

سوال ۷: آپ سابقہ "بے" اور لاحقہ "مند" لگا کر پانچ پانچ الفاظ لکھیے۔

سوال ۸: اس کہانی کو اپنے لفظوں میں لکھیے۔

سوال ۹: تصویری اشاروں کی مدد سے کہانی / مضمون لکھیے اور کمرۂ جماعت میں سنائیے۔

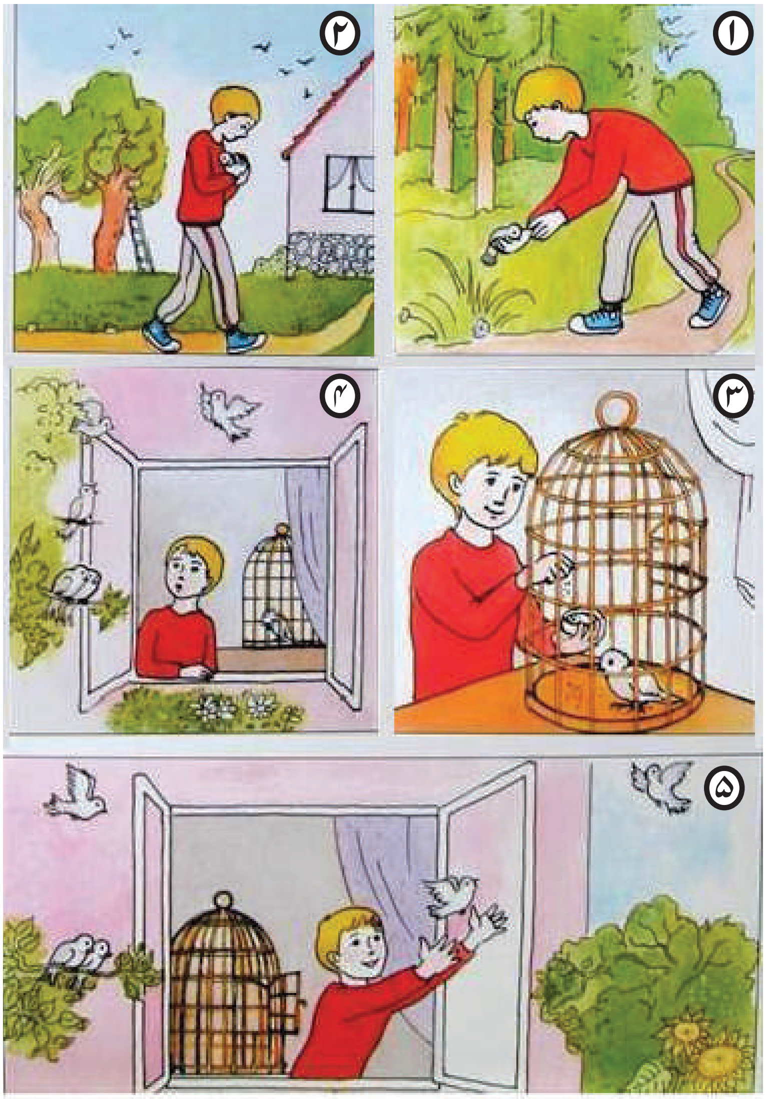

سرگرمیاں

۱- سیرتِ طیّبہ پر بچّے کوئی واقعہ سنائیں گے۔

۲- طلبہ اپنے روزمرہ کے معاملات میں پابندیِ وقت کی کوئی مثال کمرۂ جماعت میں سنائیں گے۔
مثلاً: پنج وقتہ یا عیدین کی نمازیں یا کسی شادی میں وقت پر پہنچنا۔

برائے اساتذہ

۱- ایسے الفاظ کے کارڈ بنائیے جن کے ایک سے زیادہ مترادفات بن سکتے ہوں۔ ان میں مطابقت بھی کرائیے۔

۲- طلبہ کو سابقے اور لاحقے کی پہچان کرائیے اور جملے بنوائیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- لوگوں سے اپنے نیک جذبات، احساسات، خیالات اور تصورات مؤثر انداز سے پہنچا سکیں۔
۲- سن عیسوی اور ہجری مع تاریخ اُردو ہندسوں اور لفظوں میں لکھ سکیں۔
۳-اسمِ معرفہ کی اقسام سمجھ کر انھیں جملوں میں شناخت کر سکیں۔
۴- علامتِ فاعل "نے" اور علامتِ مفعول "کو" کا صحیح استعمال کر سکیں۔
۵-مختلف موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

سَچّل سرمَستؒ

ضلع خیر پور میں رانی پور اور گمبٹ کے درمیان ایک گاؤں درازہ شریف ہے۔ بہت پہلے اس گاؤں میں تین بزرگ ہستیاں رہتی تھیں جو اپنی عبادت اور دین داری کی وجہ سے دور دور تک مشہور تھیں۔ ان میں ایک کا نام صاحب ڈنو درویش اور باقی دو بھائی میاں صلاح الدینؒ اور میاں عبدالحقؒ تھے۔ دونوں بھائی مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عُمَر فارُوق رَضی اللہ عَنہ کی اولاد میں سے تھے۔ اس لیے فاروقی کہلاتے تھے۔

جس طرح بزرگوں میں یہ تینوں بزرگ اپنی عبادت اور دین داری کی وجہ سے مشہور تھے، اسی طرح بچّوں میں میاں صلاح الدینؒ کا ایک بچّہ سچل بہت مشہور تھا۔ اس بچّے کا نام عبدالوہّاب تھا۔ لوگ اس کی

نیکی اور سچائی کی وجہ سے اسے سچوّ، سچل اور سچےّ ڈنو کہتے تھے۔ سچل کو یہ شہرت اس لیے حاصل ہوئی تھی کہ وہ اپنے والد اور چچا کی نصیحتوں پر عمل کرتا تھا، فضول باتوں میں وقت ضایع کرنے کے بہ جائے پڑھنے لکھنے اور نیک لوگوں کی صحبت میں وقت گزارتا تھا۔ اسے نماز کا بے حد شوق تھا۔ جہاں اذان ہوئی اور وہ مسجد کی طرف چلا۔ چھوٹی سی عمر میں کلام پاک بھی حفظ کر لیا تھا۔ یہی خوبیاں تھیں جن کی بنا پر سچل سارے گاؤں کی آنکھ کا تارا بن گیا تھا۔

سچل ابھی کم سن ہی تھا کہ اس کے والد میاں صلاح الدین فاروقیؒ کا اِنتقال ہو گیا۔ والد کے اِنتقال کے بعد سچل اپنے چچا میاں عبدالحق فاروقیؒ کے پاس رہنے لگا۔ میاں صاحب بھی اتنے نیک تھے کہ صاحب ڈنو، درویش جیسے بزرگ نے انھیں اپنا جانَشین مقرر کر لیا۔ ایک بار سچل اور ان کے چچا میاں عبدالحق فاروقی، صاحب ڈنو درویش کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ وہاں ایک اور بزرگ تشریف رکھتے ہیں۔ یہ بزرگ سندھ کے مشہور صُوفی شاعر اور درویش شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ تھے۔ سچل کی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے اُنھوں نے صاحب ڈنو درویش سے فرمایا کہ جو ہانڈی ہم نے پکائی ہے، اس کا ڈھکنا یہ بچّہ اُتارے گا۔ مطلب یہ تھا کہ لوگوں کو شاعری کے ذریعے دین کی جانب راغب کرنے کا جو کام ہم نے شروع کیا ہے، یہ بچہ سچل بڑا ہو کر اس کام کو پورا کرے گا۔ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی سچل کے بارے میں پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ وہ بچّہ بڑا ہو کر اپنے وقت کا بہت بڑا شاعر اور مُبلّغ بنا اور سچل سَر مَست کے نام سے مشہور ہوا۔

سچل سَر مَستؒ بڑے ہو کر تنہائی پسند ہو گئے تھے۔ اکثر غور و فکر میں مشغول رہتے، نماز پابندی سے پڑھتے اور زیادہ تر وقت اللہ تعالٰی کی عبادت میں گزارتے۔ بے شمار لوگ آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ میر سہراب خان اور میر رستم خان تالپور جو اُس زمانے میں خیر پور کے حاکم تھے، وہ بھی آپ کو اپنا بزرگ مانتے تھے۔ درازہ شریف میں سچل سرمستؒ کا مزار بھی میر رستم خان ہی نے بنوایا۔

سچل سرمستؒ کو سندھی، ہندی، اردو، فارسی، عربی، پنجابی اور سرائیکی، سات زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ وہ ان سب زبانوں میں شعر کہتے تھے، اس لیے آپ کو ''ہفتِ زبان'' شاعر بھی کہا جاتا ہے۔ سندھی

زبان میں ان کے شعروں کا مجموعہ "سچّل جو رسالو" کے نام سے دو جِلدوں میں ہے۔ اِن اَشعار میں انھوں نے محبت، امن اور بھائی چارے کا درس دیا ہے۔

آپؒ کا انتقال ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۴۲ ہجری کو نوے سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کا عُرس رمضان شریف میں بڑی عقیدت سے منایا جاتا ہے۔ دور دور سے لوگ آکر اس میں شریک ہوتے ہیں۔

سَچّل سَرمَستؒ کا کلام ہر خاص و عام میں اپنی خوبیوں کی وجہ سے آج بھی مقبول ہے۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) سَچّل سَرمَستؒ کا کیا نام تھا؟

(ب) سَچّل سَرمَستؒ میں دین داری کی کیا باتیں تھیں؟

(ج) شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ نے سچل سرمستؒ کے بارے میں کیا پیشین گوئی کی تھی؟

(د) سَچّل سَرمَستؒ نے کس کس زبان میں شعر کہے ہیں؟

(ہ) سَچّل سَرمَستؒ کے اشعار میں کیا درس دیا گیا ہے؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- درازہ شریف کا تعلق اس ضلعے سے ہے:

(الف) خیرپور (ب) میرپور (ج) شہدادپور (د) شکارپور

۲- سچل سرمست کے والد کا نام ہے:

(الف) عبدالخالق (ب) عبداللطیف (ج) عبدالحق (د) صلاح الدین

۳۔ سچل سرمست کا عرس مہینے میں منایا جاتا ہے:

(الف) رجب (ب) شعبان (ج) رمضان (د) شوال

۴۔ لفظ مبلغ کے معنیٰ ہیں :

(الف) شاعری کرنے والا (ب) باتیں بنانے والا (ج) پڑھانے والا (د) تبلیغ کرنے والا

۵۔ لفظ آنکھ کا تارا کا متضاد ہے :

(الف) بہت پیارا (ب) بہت قریب (ج) بہترین (د) آنکھ کی پتلی

سوال ۳: ان الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

شہرت - آنکھ کا تارا - پیشین گوئی - خاص و عام - زبان

سوال ۴: ذیل میں چند الفاظ دیے گئے ہیں۔ انھیں اپنی/اپنے ٹیچر کے ساتھ دہرائیے اور ان کا تلفظ یاد رکھیے۔ بار بار دہرائیے تاکہ یہ صحیح طور پر ادا کیے جا سکیں۔

حِفْظ - کم سِن - جانَشِیْن - پَیشِین گوئی - مُبَلِّغ

☆ ''اسماء نے فاطمہ کو بلایا۔''

ہم نے دیکھا کہ درج بالا جملے میں:

۱۔ اسماء نے بلانے کا کام کیا۔ ۲۔ فاطمہ کو بلایا گیا۔ ۳۔ بلانے کا کام کیا گیا۔

اس جملے میں ہمیں معلوم ہوا کہ :

- وہ اسم جو کام کرنے والے کو ظاہر کرے اسے فاعل کہتے ہیں۔ اس جملے میں اسماء فاعل ہے۔
- وہ اسم جس پر کام کا اثر ہو اسے مفعول کہتے ہیں۔ اس جملے میں فاطمہ مفعول ہے۔
- وہ لفظ جس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے اور زمانہ بھی پایا جائے اسے فعل کہتے ہیں۔ اس جملے میں لفظ بلایا فعل ہے۔

سوال نمبر ۵: آپ درج ذیل جملوں میں فاعل، مفعول اور فعل بتائیے:

(الف) احمد نے اختر کو بھیجا۔ (ب) سعید نے آم کھایا۔ (ج) انس نے ابراہیم کو ہنسایا۔

(د) عبداللہ نے کاظم کو جگایا۔ (ہ) النعم نے حفصہ کو پڑھایا۔

☆ وضاحت: سن کا حساب رکھنے کے لیے دنیا میں تین اہم تقویم یعنی کلینڈر استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے:
قبلِ مسیح، سن عیسوی یا سن ہجری۔

قبلِ مسیح: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کے زمانے کو قبل مسیح کہتے ہیں۔ اسے کلینڈر میں 'ق م' کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس سبق میں بتایا گیا ہے کہ ۳۰۰ قبل مسیح کے سکّے بھی اس میوزیم میں موجود ہیں۔

عیسوی سن: عیسوی تقویم جسے اردو میں سال کے بعد ''ء'' سے دکھایا جاتا ہے (مثلاً: ۲۰۲۳ء) وہ تقویم ہے جس میں وقت کا حساب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے لگایا جاتا ہے۔

ہجری سن: ہجری سن سے مراد اسلامی تاریخ کا حساب حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مدینے کی طرف ہجرت سے لگانا ہے۔ اس میں جو مہینے استعمال ہوتے ہیں، ان کا استعمال اسلام سے پہلے بھی تھا جس میں محرم پہلا مہینا ہے۔ چوں کہ یہ ایک قمری تقویم ہے، لہٰذا اس کا ہر مہینا چاند کو دیکھ کر شروع ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم مسلمان مختلف تقریب چاند دیکھ کر کرتے ہیں۔ عید، بقر عید، رمضان، محرم وغیرہ۔ اسے کلینڈر میں ''ھ'' کی صورت میں دکھایا جاتا ہے۔ (مثلاً: ۱۳۴۴ھ)

سوال ۶: درج ذیل عیسوی سن اور ہجری سن کو اُردو ہندسوں سے لفظوں میں اور لفظوں سے اُردو ہندسوں میں لکھیے:

ہندسوں میں	لفظوں میں
۱۹۷۷ء	
	اٹھارہ سو چھہتر عیسوی
۱۱۰۲ھ	
	بارہ سو بیالیس ہجری

☆ سر سید نے یونیورسٹی قائم کی۔　　　　بے نظیر شہید دخترِ مشرق کہلاتی ہیں۔

محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا۔

الطاف حسین حالیؔ اردو کے قومی شاعر ہیں۔

درج بالا عبارات میں الفاظ: دخترِ مشرق، بن قاسم اور حالیؔ اسمِ علم ہیں۔

اسم علم، اسم معرفہ کی قسم ہے۔ اس سے مراد وہ اسم ہے، جو کسی شخص کے خاص نام کو ظاہر کرتا ہے۔
اسمِ علم کی بھی درج ذیل پانچ قسمیں ہیں:

(الف) **خطاب:** وہ اسم جو کسی خوبی کی وجہ سے حکومت کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ جیسے: سر سید، خان بہادر، حسن علی آفندی، شمس العلماء، داؤد پوتا۔

(ب) **لقب:** وہ اسم جو کسی خاص صفت کی وجہ سے عوام میں مشہور ہو کر نام بن جائے۔ مثلاً: حضرت موسیٰؑ "کلیمُ اللہ" اور حضرت ابراہیمؑ "خلیل اللہ"۔

(ج) **کنیت:** وہ اسم جو ماں، باپ، بیٹی یا بیٹے یا کسی اور تعلق کی وجہ سے رکھا جائے۔ جیسے: بن قاسم، ابن مریمؑ، بنتِ محمدؐ، امّ کلثومؓ، اَبو حنیفہؒ۔

(د) **عُرف:** وہ نام جو خوبی یا عیب کی وجہ سے مشہور ہو جائے۔ جیسے: "سوریہ بادشاہ" پیر پگارو، تیمور لنگ۔

(ہ) **تخلص:** وہ نام جو اکثر شعرا اپنے اشعار میں استعمال کرتے ہیں۔ جیسے: الطاف حسین حالیؔ، میر تقی میرؔ، اسد اللہ خان غالبؔ۔

سوال ۷: درج ذیل لفظوں میں سے اسم علم کی اقسام شناخت کر کے الگ الگ لکھیے:

ذبیح اللہ، بنتِ علیؓ، ابوہریرہ، اُمّ زبیر، ابوالقاسم، سچّل سرمست، سچّو، ذوقؔ، شمس العلماء، قائدِ اعظم، سر۔

سوال ۸: اس سبق میں آپ نے کیا سیکھا؟ کون سی نئی معلومات ملیں؟ کون سے نئے لفظ سیکھے؟ کیا بات یاد رکھنے کی ہے؟ یہ سب یہاں لکھیے:

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

سرگرمیاں

۱- بچّوں نے سچّل سرمست سے متعلق جو معلومات حاصل کی ہیں، وہ کمرۂ جماعت میں سنائیں گے۔

۲- طلبہ گروپ کی شکل میں مختلف موضوعات (تحریکِ آزادی، یومِ پاکستان، قائدِ اعظم) سے متعلق معلومات جمع کر کے دوسرے طلبہ کو سُنائیں گے۔

برائے اساتذہ

۱- بچّوں کو سندھ کے مزید صوفی شُعَرا سے متعلق آگاہی دیجیے۔

۲- بچّوں کو اسمِ علم کی اقسام کی اچھی طرح مشق کرائیے۔

۳- طلبہ کو حرف "نے" بہ طور علامت فاعل اور "کو" بہ طور علامت مفعول کا استعمال سکھائیے۔

۴- گروپ میں مختلف موضوعات سے متعلق ہونے والی سرگرمیوں کی نگرانی کیجیے۔ نیز معلومات جمع کرنے کے لیے مختلف ذرائع بتائیے۔ مثلاً: مختلف رسالے، اخبارات، اسکول یا گھر کی لائبریری۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- نظم سُن کر اس سے متعلق توجیہہ و تعبیر (Infer/Interpret) کر سکیں۔
۲- مضامین لکھتے وقت مناسب اشعار اور موزوں اقوالِ زرّیں کا استعمال کر سکیں۔
۳- نظموں میں دیے گئے مناظر، کیفیات اور حالات کی تشریح و توضیح کر سکیں۔
۴- مختلف موضوعات سے متعلق تصاویر دیکھ کر ان کے بارے میں اپنے خیالات لکھ سکیں۔
۵- نظم پڑھتے ہوئے اس میں شامل مختلف موضوعات اور تصوّرات میں فرق کر سکیں۔
۶- مجوزہ عبارت کا خوش خط املا کر سکیں۔

بہار آئی

بدل گئی شکل خشک و تَر کی   نئی تھی پوشاک ہر شجر کی
ہَوا نے جب عام یہ خبر کی   بہار آئی، بہار آئی
بہار آئی، بہار آئی

جو ساز چشموں کے بج رہے ہیں   تو باغ پھولوں سے سج رہے ہیں
خزاں کے انداز تج رہے ہیں   کہ اب ہے فصلِ بہار آئی
بہار آئی، بہار آئی

جو بُلبلوں نے زبان کھولی   ”ہے دوست تُو“ فاختہ بھی بولی
اُدھر سے اِک قُمریوں کی ٹولی   قطار اندر قطار آئی
بہار آئی، بہار آئی

چمن میں سبزے کا لہلہانا   حسین کلیوں کا مسکرانا
خوشی سے بچّوں کا کِھلکِھلانا   لیے مناظر ہزار آئی
بہار آئی، بہار آئی

جوان تانیں اُڑا رہے ہیں   بزرگ بھی مسکرا رہے ہیں
سب اُس کی خوشیاں منا رہے ہیں   یہ سب کا بن کر قرار آئی
بہار آئی، بہار آئی

(رئیس فروغ)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) فاختہ کیا بولی؟

(ب) ہوا نے کیا خبر عام کی؟

(ج) شجر کی نئ پوشاک سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

(د) موسمِ بہار آنے پر کیا تبدیلی ہو جاتی ہے؟

(ہ) اس نظم میں کون کون سے پرندوں کا ذکر ہے؟

سوال ۲: نظم کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- بہار کا موسم نشانی ہے:

(الف) بے چینی کی (ب) خوشی کی (ج) اطمینان کی (د) اُداسی کی

۲- "نئ تھی پوشاک ہر شجر کی" اس کا مطلب ہے:

(الف) نئے درخت لگانا (ب) درختوں کا ہرا ہونا

(ج) درختوں کے پتے گرنا (د) درختوں کو رنگ دینا

۳- چمّن میں سبزہ:

(الف) مُسکرایا (ب) لَہلہایا (ج) کِھلکھلایا (د) لہرایا

۴- "خزاں کے انداز تج رہے ہیں" کے معنی ہیں کہ:

(الف) خزاں اپنے عروج پر ہے (ب) خزاں کا انداز نرالا ہے

(ج) خزاں کی آمد ہے (د) خزاں رخصت ہو رہی ہے

۵- آمدِ بہار کی خبر عام کی:

(الف) گھٹا نے (ب) ہوا نے (ج) پرندوں نے (د) درختوں نے

سوال ۳: اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

پوشاک- خبر عام ہونا- زبان کھولنا- کھلکھلانا- تانیں اُڑانا- گُنگُنانا

سوال ۴: "بہار کے موسم" پر مختصر مضمون لکھیے۔

سوال ۵: ان لفظوں کے متضاد لکھیے:

نئی، عام، بہار، دوست، خوشی، بزرگ

سوال ۶: ذیل کے الفاظ کو خوش خط لکھیے:

پوشاک، بَہار، خزاں، قطار، فاختہ، قَرار، مَناظر، کِھلکِھلانا

سوال ۷: ذیل میں چند الفاظ دیے گئے ہیں۔ انھیں اپنی/اپنے ٹیچر کے ساتھ دہرایئے اور ان کا تلفظ یاد رکھیے۔ بار بار دہرایئے تاکہ یہ صحیح طور پر ادا کیے جاسکیں۔

خَزَاں- قُمرِیوں- کِھلکِھلانا- مَناظِر- بُزُرگ

سوال ۸: نظم کے ساتھ دی گئی تصویر غور سے دیکھیے۔ تصویر میں آپ کو جو کچھ نظر آرہا ہے، اپنے ساتھی کو بتایئے اور اپنے ساتھی سے پوچھیے کہ اُسے تصویر کیسی لگی؟

☆ نثر کے جملوں اور نظم کے مصرعوں میں الفاظ کی ترتیب کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے۔ جملوں میں فعل آخر میں آتا ہے، جب کہ مصرعوں میں فعل کا آخر میں آنا ضروری نہیں۔ مصرعوں میں بعض الفاظ چھوڑ بھی دیے جاتے ہیں۔

مصرعوں کے الفاظ کو اگر نثر کی ترتیب کے مطابق لکھ لیا جائے تو مطلب سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ ایسا کرنے کے لیے "فعل" آخر میں رکھنا ہوتا ہے۔ چھوڑے ہوئے الفاظ اپنی جانب سے شامل کرنے ہوتے ہیں۔ اگر پورے بند کو نثر کی ترتیب کے مطابق لکھنا ہو تو اس میں مصرعوں کی ترتیب بھی بدلی جاسکتی ہے۔ مثلاً:

اس نظم کے پہلے بند کی نثر اس طرح ہو گی:

ہوا نے یہ خبر عام کی (کہ) بہار آئی (تو) خشک و ترکی شکل بدل گئی (اب) ہر شجر کی پوشاک نئی تھی۔

سوال ۹ :اب آپ اس طریقے کے مطابق دوسرے بند کی نثر بنائیے۔

سوال ۱۰:سبق کے آغاز میں دی گئی تصویر غور سے دیکھیے، تصویر دیکھ کر جو خیالات بھی آپ کے ذہن میں آئیں، اپنے ساتھی کو بتائیے۔

سرگرمیاں

۱- طلبہ بہار کے موضوع پر اشعار کا چارٹ بنا کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں گے۔

۲- طلبہ باری باری بہار کے حوالے سے اپنے احساسات چند جملوں میں بیان کریں گے۔

۳- طلبہ اس نظم میں موجود مختلف بندوں میں بیان کردہ معلومات اور تصورات میں فرق بیان کریں گے۔مثلاً: خشک و تر، خزاں و بہار، مختلف پرندوں کا فرق مثلاً: بلبل، فاختہ اور قمریوں کا فرق وغیرہ۔

۴- گروپ میں بات چیت کر کے مصرعے پر تبصرہ لکھوائیے۔

رنگ بھریے۔

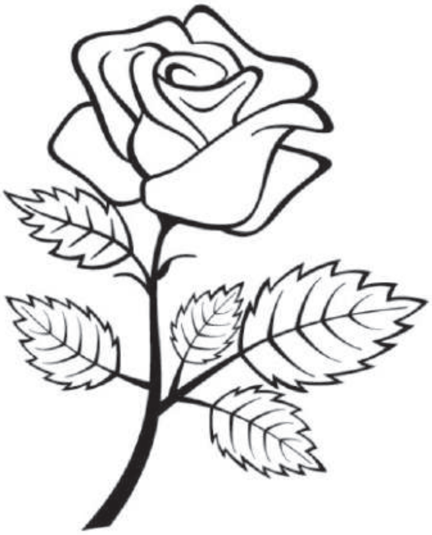

برائے اساتذہ

بہار کے موضوع پر بچوں سے شعر جمع کرا کے بیت بازی کرائیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- کہانی سُن کر اس کے اجزاء سے متعلق سوالات کے جواب دے سکیں۔(کہانی کا خاکہ، مقام، کردار، نتیجہ وغیرہ)

۲- ابلاغ کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کر سکیں۔

۳- نسبتاً طویل عبارت سُن کر اس سے متعلق اعلیٰ ذہنی سطح کے سوالات اطلاقی (Application)، تجزیاتی (Analytical)، جائزاتی (Evaluative) کے جواب دے سکیں۔

۴- اضافی مطالعے کی عادت از خود پختہ کر سکیں۔

۵- پانچ ہزار الفاظ سن کر ان کے تلفظ اور معنی کا ادراک کر سکیں۔

۶- حروف تاسّف کا استعمال کر سکیں۔

۷- مختلف موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

درختوں سے پیار کرو

سجّاد اپنے گھر میں رکھے ہوئے پرانے سامان کو اُلٹ پَلٹ رہا تھا کہ اسے ایک آری ملی۔ اوہو! یہ تو وہی آری ہے جس سے ابُّو لکڑی کاٹتے ہیں۔ اب میں بھی اس سے لکڑی کاٹوں گا۔ سجّاد دل ہی دل میں کہہ رہا تھا، لیکن لکڑی آئے گی کہاں سے؟

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ گھر میں اُسے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جسے وہ کاٹ سکتا۔ اچانک اسے باغ کا خیال آیا۔ گھر کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا باغیچہ تھا، جس میں درخت، پھول دار پودے اور گھاس اُگی ہوئی

تھی۔ اسے وہ نیم کا بڑا سا درخت بھی یاد آیا جو باغیچے میں لگا ہوا تھا۔ میں آری سے اُسے کاٹوں گا اور لکڑی حاصل کروں گا۔ اس نے یہ سوچا اور آری اٹھا کر چُپکے سے باغیچے میں پہنچ گیا۔

دوپہر کا وقت تھا، باغیچے میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے نیم کے تنے پر آری چلانی شروع کر دی۔ ''اُف مر گیا! ہائے۔ آ... آ... آ...'' کوئی زور زور سے چیخنے لگا۔ سجّاد چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ یہ کس کی آواز تھی؟ اس نے سوچا۔

''باغ میں تو کوئی نہیں ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے دوبارہ آری لی اور درخت کے تنے پر چلانے لگا۔ تنے پر کٹنے کا ہلکا سا نشان پڑ گیا اور ساتھ ہی ایک درد بھری آواز آئی: ''کیا کر رہے ہو؟ ہائے، اُف!'' سجّاد کو یوں لگا جیسے کوئی تکلیف میں ہو۔

اس بار سجّاد ڈر گیا، کیوں کہ اسے آواز تو سنائی دے رہی تھی مگر نظر کوئی نہیں آ رہا تھا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا، باغیچے میں کوئی نہیں تھا۔ تیز ہوا سے پودوں اور درختوں کی شاخیں جُھوم رہی تھیں۔ ''یہاں تو کوئی بھی نہیں۔ کیا یہ درخت بول رہا ہے؟'' اس نے اپنے آپ سے پوچھا۔ نہیں درخت نہیں بول سکتا۔ یہ سوچ کر اس نے پھر آری درخت کے تنے پر چلانی شروع کر دی۔ تنے پر پڑا ہوا نشان کچھ اور گہرا ہو گیا۔

”ہائے، ہائے... مر گیا!... اُف! تم مجھے کیوں کاٹ رہے ہو؟ خدا کے لیے مجھے مت کاٹو۔“ اس بار آواز تیز تھی۔ ساتھ ہی کوئی سِسکیاں بھی لے رہا تھا جیسے رو رہا ہو۔ ”تم کون ہو؟ نظر کیوں نہیں آتے؟“ سجاد نے اس بار ہمت کر کے پوچھا۔ آواز آئی: ”میں نیم کا درخت ہوں، تمھارے سامنے ہی کھڑا ہوں اور تم مجھے کاٹ رہے ہو۔ آخر کیوں؟ مجھے تکلیف ہو رہی ہے، مجھے مت کاٹو۔“ سجّاد نے حیرت سے پوچھا: ”تم بول رہے ہو درخت!“

”ہاں میں درخت ہوں اور بول رہا ہوں، لیکن تم مجھے کیوں کاٹنا چاہتے ہو؟“ آواز آئی۔

”یوں ہی، کوئی خاص وجہ نہیں۔ میں فارغ بیٹھا تھا اور مجھے آری مل گئی۔ میں نے سوچا کہ کوئی چیز کاٹی جائے اور مجھے تم مل گئے۔“ سجّاد نے جواب دیا۔

”کتنی بُری بات ہے تم اپنی تفریح کے لیے مجھے کاٹ دینا چاہتے ہو۔ میں تو تمھارا دوست ہوں، تمھارا بہت خیال رکھتا ہوں، تم سے پیار کرتا ہوں اور میں تمھاری زندگی کے لیے اتنا ضروری ہوں کہ تم میرے بغیر ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتے، فوراً مر جاؤ گے۔ تم کتنے احسان فراموش اور بے وُقوف ہو کہ مجھے ہی کاٹ دینا چاہتے ہو۔“ درخت نے کہا۔

سجّاد کو اس کی باتیں سن کر بڑی حیرت ہوئی اور کہنے لگا: ”بھلا یہ کیسی بات کہی تم نے! تم میرے دوست کیوں کر ہوئے؟ تم میرا خیال کیسے رکھ سکتے ہو اور میں تمھارے بغیر زندہ کیوں نہیں رہ سکتا؟“

درخت ہنسا اور بولا: ”میرے ننھے دوست! تمھیں کچھ نہیں معلوم، لو سُنو! میں اور دنیا کے سارے درخت جب سانس لیتے ہیں تو آکسیجن پیدا کرتے ہیں اور یہی آکسیجن تم سانس کے ساتھ اپنے جسم میں لے جاتے ہو۔ اگر آکسیجن نہ ہو تو دنیا کا کوئی انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ آپ انسان جب آکسیجن سانس کے ساتھ باہر نکالتے ہیں تو وہ زہریلی ہو جاتی ہے، اسے کاربن ڈائی آکسائیڈ کہتے ہیں۔ لیکن ہم سارے درخت اس زہریلی ہوا یعنی کاربن ڈائی آکسائیڈ کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں اور آپ کے لیے دوبارہ صَاف سُتھری آکسیجن بنا کر ہوا میں چھوڑ دیتے ہیں۔“

”واقعی! تم تو بہت اچھّے ہو۔ مجھے معاف کر دو پیارے درخت۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں تمھیں

کاٹ کر کتنی بڑی غلطی کر رہا ہوں۔‘‘ سجّاد نے افسوس سے کہا۔

درخت نے جواب دیا: ’’یہ تو کچھ بھی نہیں، میں تو کئی طرح سے تمھارے کام آتا ہوں۔ گرمیوں میں انسانوں، پرندوں اور جان وروں کے لیے سایہ فراہم کرتا ہوں۔ انھیں دھوپ اور گرمی سے بچاتا ہوں۔ رنگ بہ رنگے پرندے میری شاخوں پر گھونسلا بناتے ہیں۔ اگر درخت نہ ہوں تو پرندے بے گھر ہو جائیں اور شاید مر جائیں۔ اور ہاں! درختوں کے پھل انسان اور پرندے کھاتے ہیں۔ پھل بہت طاقت ور اور صحت کے لیے مفید غذا ہے۔ اگر درخت نہ ہوں تو انسانوں کو پھل بھی نہ ملیں۔ اور سنو! ہماری لکڑی سے تم مکان، دروازے، کھڑکیاں بناتے ہو، طرح طرح کا فرنیچر بناتے ہو۔ ہمارے پھولوں، پھلوں اور پتّوں کے رس، شاخوں اور گودے سے تم طرح طرح کی ادویات بناتے ہو۔ اگر درخت اور پودے نہ ہوں تو انسانوں کو دوا بھی نہ ملے۔ اس کے علاوہ دنیا میں جتنے رنگ ہیں وہ پودوں اور درختوں کے پھولوں اور پتّوں ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ اگر ہم نہ ہوتے تو دنیا ویران ہوتی۔‘‘ درخت کہتا رہا اور سجّاد سنتا رہا۔

’’اس کے ساتھ ساتھ ہم زمین سے پانی چُوس کر فضا میں چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سے ایک تو ہوا ٹھنڈی رہتی ہے اور دوسرے زمین کو سیم اور تھور نہیں لگتا۔ ہم تیز ہوا، آندھی اور گرد وغُبار کو بھی روک لیتے ہیں۔ ہماری ایک قسم ’’مینگروو‘‘ کہلاتی ہے، جو مچھلی کے انڈوں کی پرورش کرتی ہے اور ساحلی علاقوں کو تباہی سے بچاتی ہے۔ ہماری وجہ سے ہر جگہ خوب صورت اور پُرسکون ہو جاتی ہے۔‘‘

درخت خاموش ہوا تو سجّاد کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ ’’مجھے معاف کر دو پیارے درخت! مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم میرا کتنا خیال رکھتے ہو، میری زندگی کے لیے کتنے ضروری ہو۔‘‘ اس نے درخت سے لپٹتے ہوئے کہا۔ درخت مسکرایا اور دھیرے سے بولا: ’’مجھے معلوم تھا کہ تم بہت اچھّے بچّے ہو اور میرے بارے میں نہ جاننے کی وجہ سے مجھ پر آری چلا رہے ہو۔ اسی لیے میں نے تمھیں معاف کر دیا لیکن وعدہ کرو کہ آیندہ کبھی ایسی غلطی نہیں کرو گے۔‘‘

’’میں وعدہ کرتا ہوں میرے اچھّے درخت! میں کبھی کسی درخت کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا، بلکہ ہر

ایک سے یہی کہوں گا کہ درخت ہمارے دوست ہیں۔ ان کی حفاظت کرو، درختوں سے پیار کرو اور اپنی زمینوں میں اور گھروں میں درخت لگاؤ‘‘۔ البتہ اگر کوئی درخت کسی وجہ سے سوکھ جائے تو اس کی لکڑی سے گھر کا فرنیچر، الماریاں، کھڑکیاں اور دروازے بنواؤ۔

(ڈاکٹر رؤف پاریکھ)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) سجّاد کو پرانے سامان سے کیا چیز ملی؟

(ب) باغیچے میں کس کے رونے اور چلانے کی آواز آنے لگی؟

(ج) سجّاد کے پوچھنے پر درخت نے کیا جواب دیا؟

(د) آکسیجن گیس منھ سے باہر نکل کر کیا بن جاتی ہے؟

(ہ) مینگرووکسے کہتے ہیں؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱۔ باغیچے میں تھے:

(الف) درخت، پھول دار پودے (ب) کاغذ اور گتے

(ج) جنگلی جانور (د) درخت، پھول، پودے اور گھاس

۲۔ درد بھری آواز تھی:

(الف) سجّاد کی (ب) درخت کی (ج) پرندے کی (د) مچھلی کی

۳۔ ہماری زندگی کے لیے نقصان دہ ہے:

(الف) پانی (ب) آکسیجن (ج) کاربن ڈائی آکسائیڈ (د) ہوا

۴- پھلوں، پتّوں، شاخوں اور گودے سے بنتی ہیں:

(الف) ادویات (ب) کھڑکیاں (ج) سبزیاں (د) الماریاں

۵- مینگرووکے درخت کرتے ہیں:

(الف) طوفان سے حفاظت (ب) سیلاب سے حفاظت

(ج) جان وروں سے حفاظت (د) مچھّلیوں کی پرورش

سوال ۳: اگر ملک میں قحط پڑ جائے یا موسم خُشک ہو جائے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

سوال ۴: اگر کسی ملک میں سیلاب زیادہ آتے ہوں تو اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟

سوال ۵: آپ اپنے شہر یا گاؤں میں طوفانی بارشوں سے ہونے والے نقصانات کا اندازہ لگائیے۔

سوال ٦: سبق پڑھیے اور بتائیے کہ درج ذیل جملے کس نے کہے؟

۱- ہائے ہائے.... مر گیا، اُف! ____________________

۲- تم بول رہے ہو۔ ____________________

۳- احسان فراموش اور بے وقوف ہو۔ مجھے کاٹ دینا چاہتے ہو۔ ____________________

۴- واقعی تم بہت اچھّے ہو۔ ____________________

۵- آئندہ کبھی ایسی غلطی نہیں کروگے۔ ____________________

سوال ۷: درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

تکلیف - ہمّت - تفریح - دُھوپ - معاف

سوال ۸: ''درخت ہمارے دوست'' اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیجیے اور درختوں کے کم از کم پانچ فائدے تحریر کیجیے۔

☆ سبق میں کہیں کہیں افسوس یا غم کے اظہار کے لیے ''اُف، ہائے'' جیسے کلمات استعمال ہوئے ہیں، انھیں حُروفِ تاسّف کہتے ہیں۔

سوال ۹: درج ذیل حروفِ تاسّف جملوں میں استعمال کیجیے:

حیف!، افسوس!، آہ!، ہائے!

سوال ۱۰: غلط املا درست کر کے لکھیے:

صامان، درکھت، طیز، ہیرت، شاکھ، سحت

سوال ۱۱: سبق کے آغاز میں دی گئی تصویر غور سے دیکھیے، تصویر دیکھ کر جو خیالات بھی آپ کے ذہن میں آئیں، اپنے ساتھی کو بتائیے۔

سرگرمیاں

۱۔ طلبہ اسی طرح کی کوئی اور کہانی اپنے الفاظ میں تحریر کریں گے۔
۲۔ طلبہ کمرۂ جماعت میں نصیحت آموز قصے اور کہانیاں سنائیں گے۔
۳۔ طلبہ کمرۂ جماعت میں کوئی علمی گوشہ بنا کر اس میں ہر ہفتے ایک ایک کتاب لا کر جمع کریں گے اور وہاں سے کتابیں لے جا کر مطالعہ کریں گے۔
۴۔ کسی موضوع پر مضمون لکھیں گے اور استاد کی رہ نمائی میں اخبارات، رسالوں یا ٹی وی پر نشر کرنے کے لیے بھیجیں گے۔

برائے اساتذہ

طلبہ کو کہانی لکھنے کا طریقہ بتائیے کہ کہانی کے مختلف اجزا (خاکہ، مقام، کردار اور نتیجہ) ہوتے ہیں۔ ان سے کہانی کو دل چسپ کیسے بنایا جاسکتا ہے، مختلف موضوعات پر کہانی لکھوائیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- ایک منٹ میں سو سے ایک سو بیس الفاظ درست طور پر پڑھ سکیں۔
۲- لغت میں الفاظ کے معانی تلاش کر سکیں۔
۳- تمنائی اور شکیہ جملوں میں تفریق کر سکیں۔
۴- بس، ریل گاڑی، جہاز وغیرہ کے ذریعے کیے ہوئے سفر کی روداد لکھ سکیں۔
۵- اسباق کا خلاصہ / مرکزی خیال لکھ سکیں۔
۶- تذکیر و تانیث (بے جان) کے مطابق الفاظ کا جملوں میں استعمال کریں۔

بابُوسر ٹاپ کی سیر

ہمارے والد صاحب ہر سال ہمیں پاکستان کے کسی نہ کسی شہر کی سیر کو لے جاتے ہیں۔

اس دفعہ جب گرمیوں کی چُھٹِیّوں کا اعلان ہوا، تو ہم سب بہن بھائی ابّو کے سر ہو گئے کہ ہمیں کہیں گھمانے لے چلیں۔

ابّو نے ہم سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے دفتر میں چھٹیوں کے لیے درخواست دیں گے، اگر منظور ہو گئی تو وہ ہمیں لے جائیں گے۔

ابو نے اگلے ہی دن چھٹّی کے لیے درخواست دے دی۔ چند دنوں بعد ابّو نے ہمیں یہ خوش خبری دی کہ ان کی چُھٹِّیاں منظور ہو گئی ہیں اور ہم اتوار کو ریل گاڑی سے اسلام آباد کے لیے نکل رہے ہیں۔

یہ سنتے ہی ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ کچھ دیر میں سب کھانا کھانے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے مختلف سیاحتی مقامات کے حوالے سے اپنی اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے۔ پچھلے چند دنوں میں ہم نے انٹرنیٹ پر پاکستان کے کئی ایسے سیاحتی مقامات ڈھونڈ نکالے تھے جو اس سے پہلے ہم نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ کبھی سوات اور چترال کی حسین وادیوں کا منصوبہ بنتا تو کبھی گِلگِت ہُنزہ کے لیے بحث ہوتی۔ ہم نے ان مقامات کا ایک نقشہ تک بنا رکھا تھا۔ صائمہ نے وہ نقشہ ابّو کے سامنے رکھا۔ ابّو وہ نقشہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ انھوں نے صائمہ کو شاباشی دی۔ نقشے میں انھوں نے کئی جگہوں پر سرخ روشنائی سے نشان لگائے ہوئے تھے۔ ابّو کچھ دیر غور سے نقشہ دیکھتے رہے پھر جیسے کچھ سوچ کر انھوں نے ایک جگہ پین سے دائرہ بنایا اور سر ہلایا۔

"ہم بابوسر ٹاپ جائیں گے۔" ابّو نے اعلان کیا۔

"ابّو! وہاں جانے کے لیے ہم ناران والا راستا لیں گے یا گِلگِت بلتِستان سے جائیں گے؟" صائمہ نے سوال کیا۔

"ہم ناران کی طرف سے جائیں گے۔ اب تم لوگ اپنی امی کی مدد سے سفر کے لیے سامان باندھنا شروع کرو۔ میں ریل گاڑی اور ہوٹل کی بکنگ کراتا ہوں۔" ابّو نے ہدایات دیں۔ امی نے بچّوں کو ساتھ لے جانے والی ضروری اشیا کی فہرست لکھوائی۔ اس دوران میں ہر بچّہ اپنی اپنی رائے دیتا رہا۔ امی نے کہا کہ "سفر میں کم سے کم سامان رکھیں تو سہولت رہتی ہے۔ اس لیے جو ضروری ہو بس وہی رکھیں۔"

اتوار کا دن بھی آ گیا۔ ٹرین وقت پر آ چکی تھی۔ ہمارے کندھوں پر چھوٹے چھوٹے بستے لٹکے ہوئے تھے جن میں ہم نے اپنی ضرورت کا چھوٹا موٹا ضروری سامان رکھا ہوا تھا۔ امی نے ہمیں ایک ایک ڈائری اور پین ساتھ دے دیے تھے اور ہدایت کی تھی کہ "جب بھی موقع ملے، اپنے سفر کی رُوداد اس میں لکھتے

جانا۔ جو بات اور مقام خاص لگے، اس کے بارے میں اپنے احساسات ضرور لکھنا۔"

سفر بے حد خوش گوار گزرا۔ اگلے دن رات کے آٹھ بج کر چند منٹ اوپر ہوئے ہوں گے کہ ٹرین مارگلہ اسٹیشن پر رکی۔ ہم نے چوں کہ کراچی کے بعد چھوٹے بڑے کئی اسٹیشن، جن میں لاہور اسٹیشن اور راولپنڈی اسٹیشن بھی شامل تھے، دیکھے تھے، اس لیے ہمارا خیال تھا کہ مارگلہ بھی کوئی ایسا ہی بارَونق اسٹیشن ہوگا۔ لیکن ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ ایک سنسان سا اور نہایت چھوٹا سا اسٹیشن تھا۔ ایک چھوٹی سی عمارت کے درمیان راہ داری سی بنی تھی، جہاں مسافر اترتے تھے اور اس راہ داری کو پار کر کے عمارت کی دوسری جانب پہنچتے تھے، جہاں سے باہر نکلنے کے لیے ایک دروازہ تھا۔ کچھ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں، جن پر مسافروں کے عزیز اور رشتے دار اُن کی آمد کے منتظر تھے۔ گیٹ کے باہر چند مسافر گاڑیاں، ٹیکسیاں اور سوزوکیاں کھڑی تھیں۔ ابو نے قُلی کی مدد سے سارا سامان اتروایا۔ پھر اجرت ادا کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا۔

ابّو نے پہلے سے کار کی بکنگ بھی کروا رکھی تھی، کیوں کہ رات کو سفر کرنا مناسب نہیں تھا، اس لیے اسلام آباد کے ایک گیسٹ ہاؤس میں ہم نے رات گزاری۔ اگلی صبح ہمیں ناران کے لیے نکلنا تھا۔

امی نے ہمیں صبح پانچ بجے جگا دیا۔ ابھی سورج پوری طرح طلوع نہیں ہوا تھا۔ ابّو نے بتایا کہ کار آ چکی ہے، سب جلدی سے تیار ہو جائیں کیوں کہ سفر لمبا ہے۔ ناشتا راستے میں کہیں رُک کر کر لیں گے۔ گیسٹ ہاؤس کے ملازمین نے سامان کار کی ڈِکّی میں رکھا۔ یہ ایک کشادہ کار تھی۔ آگے کی نِشَست میں ابّو بیٹھے، جب کہ پیچھے امی کے ساتھ ہم تینوں بہن بھائی بہ آسانی بیٹھ گئے۔

سفر شروع ہوا۔ اسلام آباد کی صاف سُتھری سڑکوں پر کار تیزی سے رَواں دَواں تھی۔ ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت کے بعد ایک چھوٹے لیکن صاف سُتھرے ہوٹل کے پاس ابّو نے کار رُکوائی۔ سب کو بھوک لگ رہی تھی۔ انڈے چھولے، پائے، پراٹھا سب کچھ تھا، لیکن سفر کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے امی نے سمجھایا کہ ناشتا ہلکا پھلکا کر لیں کیوں کہ متلی ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ہم سب نے چائے اور گرما گرم پراٹھے کو ترجیح دی۔ ناشتے کے بعد دوبارہ سفر شروع ہوا۔

اب وہ راستا شروع ہو چکا تھا جو کہ گول چکر دار سڑکوں پر مُشتمل تھا۔ سڑک کی ایک جانب خوب صورت پہاڑ اور وادیاں تھیں تو دوسری جانب وہ پہاڑ اور مٹی کے تُودے تھے جنھیں کاٹ کر یہ راستے

بنائے گئے تھے۔ دوپہر کا کھانا بھی ہم نے اسی طرح راستے میں ایک مناسب جگہ رُک کر کھایا۔ ڈرائیور نہایت مہارت اور احتیاط سے کار چلا رہا تھا۔

ناران پہنچتے پہنچتے شام کے سات بج چکے تھے۔ اندھیرا پھیل گیا۔ سارے ہوٹلوں کی بتیاں روشن ہو گئیں۔ ہم خوشی سے نہال تھے، کیوں کہ وہ ایک نہایت بارونق علاقہ تھا۔ ڈرائیور، ابّو کے بتائے ہوئے ہوٹل میں لے گیا۔

ہم جیسے ہی کار سے باہر نکلے، ٹھنڈی اور سرد ہواؤں نے ہمارا استقبال کیا۔ امّی نے پہلے ہی جیکٹ اور گرم شالیں نکال لی تھیں۔ ہمیں بہت مزا آرہا تھا۔

"یہاں کا موسم کتنا مختلف ہے نا! اس وقت ہمارے صوبے میں کتنی گرمی ہے۔" علی اپنے دونوں ہاتھ جیکٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے بولا۔

"وہ اس لیے کہ یہ پاکستان کے بالائی شمالی علاقے ہیں۔ جون جولائی کے مہینوں میں اسی لیے زیادہ سیّاح آتے ہیں کہ ایک تو موسم نہایت خوش گوار ہوتا ہے، پھر اسکولوں کی چھٹیاں بھی ہوتی ہیں۔ ورنہ اکتوبر کے بعد یہاں برف باری کا سلسلہ شروع ہو جائے تو آنے جانے کے راستے عموماً بند ہو جاتے ہیں اور دسمبر سے فروری تک سیّاحوں کی آمد بھی روک دی جاتی ہے۔" ابّو نے تفصیل سے بتایا۔

رات سکون سے ہوٹل میں گزاری۔ اگلی صبح بابو سرٹاپ کے لیے نکلنا تھا۔ کار والا سات بجے ہی پہنچ گیا تھا۔ ہم نے ناران بازار میں ناشتا کیا۔ ابو نے سب کو گرم کپڑے پہننے کی تاکید کی۔ امّی نے سب کی جیکٹیں، چمڑے کے دستانے، اُونی ٹوپیاں اور گرم شالیں ایک بیگ میں رکھ لی تھیں۔ ساڑھے آٹھ بجے تک ہم ناران سے روانہ ہو گئے۔

صرف ہم تینوں بچے ہی نہیں بلکہ امّی اور ابّو بھی راستے کی خوب صورتی کو سراہے بغیر نہ رہ سکے۔ زیادہ تر سڑکیں پُختہ تھیں۔ ایک طرف قراقرم کا پہاڑی سلسلہ اور اس میں گرتے جھرنوں کے پانی، دوسری جانب دریائے کنہار کے دل کش مناظر، آلو اور مٹر کے سرسبز کھیت ایک لمحے کے لیے بھی تھکاوٹ کا احساس پیدا نہیں کرتے۔

"ابّو! ہمارا ملک کتنا حسین ہے..... یہ سارے مناظر تو ہم نے کیلنڈر میں دیکھے ہیں۔" سارہ سچ مچ بہت حیران تھی۔

"بے شک! ہمارا ملک دنیا کے خُوب صورت ترین ممالک میں سے ایک ہے۔" ابّو نے کہا۔
"سکندر بھائی! یہ بابو سر ٹاپ سطحِ سمندر سے کتنا بلند ہے؟" ابو نے ڈرائیور سے پوچھا۔
"وادیِ ناران سطحِ سمندر سے تقریباً ۸۵۰۰ فٹ بلند اور بابو سر ٹاپ کی بلندی ۱۳۷۰۰ ہے۔" سکندر بھائی نے بتایا۔

راستے میں ہمیں جگہ جگہ بڑے بڑے گلیشیئر نظر آئے، جہاں رُک کر ہم نے تصویریں بھی اتروائیں۔ جگہ جگہ گرتے آب شار اتنا حسین منظر پیش کر رہے تھے کہ ہمیں وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا۔ ناران سے بابو سر ٹاپ ۷۵ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ پکّی، بَل کھاتی سڑکوں سے گزر کر تقریباً تین گھنٹے کی چڑھائی کے بعد جب ہم بابو سر ٹاپ پہنچے تو کار سے باہر نکلتے ہی سخت برفانی ہواؤں نے ہمارا استقبال کیا۔ ہم نے جلدی جلدی اپنی جیکٹیں اور چمڑے کے دستانے چڑھائے۔ ٹھنڈ اتنی زیادہ تھی کہ امی، ابّو کو بھی اونی ٹوپیاں پہننی پڑیں۔ وہاں کا نظارہ قابلِ دید تھا۔ برف پوش پہاڑ ان کی نظروں کے بالکل سامنے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے چند قدم کی دُوری پر ہوں اور وہ ہاتھ بڑھا کر اسے چُھو سکتے ہوں۔ پورے ملک سے سیّاحوں کا ایک جمِّ غفیر تھا جو وہاں سیر کے لیے آیا ہوا تھا۔ کئی غیر ملکی سیّاح بھی نظر آئے جو موٹر سائیکل پر پاکستان کی سیاحت کے لیے نکلے ہوئے تھے۔ انھیں دیکھ کر ہم حیران تھے۔ وہاں پر نصب بورڈ پر بابو سر ٹاپ کا نقشہ بنا ہوا تھا کہ یہاں تک پہنچنے کے راستے کن کن علاقوں سے نکلتے ہیں۔ لوگ اس بورڈ کے پاس کھڑے ہو کر تصاویر کھنچوا رہے تھے۔

علی تو بالکل مبہوت سا کھڑا ایک ٹک برف پوش پہاڑوں کو دیکھ رہا تھا۔
"کیا ہوا؟ کہاں گم ہو؟" سارہ نے اس کا کندھا ہلایا تو وہ چونکا۔
"ایسا لگ رہا ہے کہ میں پریوں کے دیس میں ہوں۔ کس قدر خوب صورت پہاڑ ہیں!" وہ بے حد حیران تھا۔

ہم کچھ دیر وہاں برف میں کھیلے۔ اس کے بعد ہمیں بُھوک لگنے لگی۔ انتہائی بلندی کے باعث آکسیجن کی کمی بھی محسوس ہوتی ہے۔ امی کے پاس پانی رکھا ہوا تھا اس لیے وہ وقفے وقفے سے بچوں کو پانی پینے کی تاکید کر رہی تھیں۔

بابو سر ٹاپ پر مقامی افراد نے ڈھابا ہوٹل قائم کیے ہوئے ہیں، جن میں چائے، آلو پکوڑے، اُبلے

ہوئے انڈے، سیخ تِکے اور مشروبات ملتے ہیں۔ ایک مناسب جگہ دیکھ کر ہم نے پکوڑے اور گرما گرم انڈے کھائے اور چائے پی۔ جس سے ہمیں کچھ حرارت ملی تو سب کو سکون محسوس ہوا۔

وہاں کی مقامی انتظامیہ کا ایک شخص ابّو کا واقف نکلا۔ اس نے بتایا کہ بابو سر ٹاپ کا راستا مئی سے اکتوبر تک کھلا رہتا ہے، کیوں کہ سردی میں شدید برف باری کے باعث یہ راستا اکثر بند ہو جاتا ہے اور اگر کھل بھی جائے تو پھسلَن کے باعث ٹریفک کا چلنا محال ہوتا ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ یہاں آنے کے لیے ہر لحاظ سے بہتر گاڑی کا اِنتخاب کریں، کیوں کہ اگر یہاں گاڑی خراب ہو جائے تو مکینک کی سہولت موجود نہیں ہے۔

اب سردی ناقابلِ برداشت ہو چلی تھی اور موسم بھی خراب ہونے لگا تھا۔ ابّو نے سب کو گاڑی میں بیٹھنے کے لیے کہا۔ ڈرائیور نے کچھ دیر کے لیے گاڑی کا ہیٹر چلا دیا۔ دس منٹ بعد ہم وہاں سے روانہ ہو گئے۔ واپسی میں چوں کہ اُترائی تھی، اس لیے ہم جلد ہی ناران پہنچ گئے۔ راستے میں ہلکی ہلکی بارش نے موسم کا لطف دوبالا کر دیا۔ ہم مغرب تک اپنے ہوٹل پہنچ چکے تھے۔ ہم اس یادگار سفر سے خوب لطف اندوز ہوئے اور رات دیر تک اس کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ ایک بات کی ہم سب کو بے حد خوشی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک کو بے مثال حسن اور خوب صورتی سے نوازا ہے، اس کے لیے ہم اس کا جتنا شکر ادا کریں وہ کم ہے۔ ہمیں اپنے وطن کی قدر کرنی چاہیے۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) ابّو نے بچوں سے کیا وعدہ کیا؟

(ب) امّی نے بچوں کو ڈائری اور پین کیوں دیا؟

(ج) مارگلہ اسٹیشن کو دیکھ کر بچّوں کو کیوں حیرت ہوئی؟

(د) موسمِ گرما میں سیّاح پاکستان کے شمالی علاقوں کا رُخ کیوں کرتے ہیں؟

(ہ) بابُو سر ٹاپ کے بارے میں تین باتیں لکھیے جو آپ کو اچھی لگی ہوں۔

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- وادیِ ناران سطحِ سمندر سے بلند ہے:

(الف) ۶۵۰۰ فٹ (ب) ۷۵۰۰ فٹ

(ج) ۸۷۰۰ فٹ (د) ۹۵۰۰ فٹ

۲- نقشہ ابو کے سامنے رکھا:

(الف) صائمہ نے (ب) علی نے (ج) سارہ نے (د) امی نے

۳- ابو نے اعلان کیا:

(الف) بابو سر ٹاپ جانے کا (ب) چترال جانے کا

(ج) سوات جانے کا (د) گلگت جانے کا

۴- بابو سر ٹاپ کو پریوں کا دیس قرار دینے کی وجہ ہے:

(الف) بلندی (ب) خوب صورتی (ج) سردی (د) برف باری

۵- انتہائی بلندی پر آکسیجن کم ہونے سے مشکل پیش آتی ہے:

(الف) چلنے پھرنے میں (ب) سُننے بولنے میں

(ج) سانس لینے میں (د) بات کرنے میں

سوال ۳: اس سبق کا خلاصہ لکھیے۔

سوال ۴: دیے گئے الفاظ کے معنی کتاب میں موجود فرہنگ سے تلاش کر کے لکھیے:

راہداری، رُوداد، اندیشہ، نہال ہونا، سراہنا، مبہوت، جم غفیر

سوال ۵: گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے کے لیے بچے کسی تفریحی جگہ یا کسی رشتے دار کے ہاں چلے جاتے ہیں۔ ایسی کسی چھٹی کا حال تحریر کیجیے۔

☆ انس نے سلیم سے کہا کہ کاش! ہم بھی چھٹیوں میں مری کی سیر کرنے جاتے۔
سلیم نے کہا کہ کہیں چور راستے میں نہ لوٹ لیں۔
ان دونوں جملوں کو غور سے پڑھیے۔ پہلے جملے میں انس کو مری کی سیر کی خواہش یا تمنا ہے۔ دوسرے جملے میں سلیم کو راستے میں چور کا شک ہے۔ پہلے جملے کو "تمنائی" اور دوسرے کو "شکیہ" جملہ کہتے ہیں۔

سوال ۶: آپ پانچ پانچ تمنّائی اور شکیہ جملے لکھیے۔

سوال ۷: درج ذیل الفاظ تذکیر و تانیث کے اعتبار سے اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

سفر - سکون - پہاڑ - وادی - شال

سوال ۸: سبق کے شروع میں دی گئی تصویر غور سے دیکھیے۔ یہ کسی پُر فضا مقام کی تصویر ہے۔ اسی طرح کے کسی ایسے مقام کے بارے میں اپنے ساتھیوں یا ٹیچر کو بتائیے جہاں آپ سیر کے لیے گئے ہوں۔

سرگرمیاں

۱- طلبہ اپنے کسی سفر کی روداد اپنے لفظوں میں تحریر کریں گے۔
۲- طلبہ اس سبق کو روانی سے اس طرح پڑھیں گے کہ ایک منٹ میں کم از کم سو سے ایک سو بیس الفاظ درست تلفظ سے ادا ہو جائیں۔

برائے اساتذہ

۱- طلبہ کو پاکستان کے مختلف تفریحی مقامات کی تصاویر دکھائیے اور اُن جگہوں کے بارے میں معلومات بھی فراہم کیجیے۔
۲- اسکول کی جانب سے ممکن ہو تو طلبہ کو اپنے شہر کے کسی تاریخی مقام کی سیر کے لیے لے جائیے۔
۳- طلبہ سے سبق کی فرداً فرداً خواندگی کرائیے۔ مشق کرائیے کہ ایک منٹ میں ایک سو بیس الفاظ درست تلفظ سے پڑھ سکیں۔ اِس کے لیے رفتارِ قرأت معلوم کرنے کا کلیہ استعمال کیجیے۔

$$\text{رفتارِ قرأت} = \frac{\text{کُل پڑھے گئے الفاظ کی تعداد}}{\text{کُل وقت منٹوں میں}}$$

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- اسباق کا خلاصہ، مرکزی خیال لکھ سکیں۔

۲- مختلف موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

۳- سابقے اور لاحقے کی مدد سے الفاظ بنا سکیں۔

۴- مختلف ذرائع سے مواد اکٹھا کر کے اپنی تقاریر پیش کر سکیں۔

۵- خطوط (درخواست، دعوت نامہ، تہنیتی کارڈ) لکھ سکیں۔

ہمارا رہن سہن اور رسم و رواج

کسی بھی قوم کی تہذیب کا اندازہ اس کے رہن سہن اور اس کی ثقافت سے لگایا جا سکتا ہے۔ پاکستانی ثقافت کی اپنی انفرادی شناخت اور پہچان ہے۔ کسی بھی ثقافت میں زبان کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے وطن پاکستان کی قومّی زبان اردو ہے، جو پورے ملک میں بولی، سمجھی اور لکھی جاتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی کئی زبانیں ہیں جو مختلف علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہیں، جن میں پنجابی، سرائیکی، پشتو، سندھی، بلوچی، کشمیری اور دیگر زبانیں شامل ہیں۔ یہ سب مل کر ثقافت کا گل دستہ بناتی ہیں۔

پاکستانی کھانے اپنے اعلیٰ ذائقے، انفرادیت اور لذّت کی وجہ سے دُنیا بھر میں مقبول ہیں۔ بریانی ان کھانوں میں سب سے زیادہ مقبول ہے، جو ہر خاص و عام کو پسند ہے۔ علاقائی کھانوں میں خیبر پختون خوا کا کابُلی پلاؤ، سیخ کباب، چپلی کباب، بولانی اور اوشک بہت مقبول ہیں۔ سندھ کے کھانے پورے پاکستان میں پسند کیے جاتے ہیں۔ ان میں قورمہ، حلیم، نہاری اور سندھی بریانی قابلِ ذکر ہیں۔ بلوچی کھانوں میں

سمندری جان وروں کے گوشت کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں کا سب سے مشہور پکوان سجّی ہے۔ ان کھانوں میں مرچ کا استعمال عام طور پر کم ہوتا ہے۔ پنجاب، پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ یہاں کے کھانے چٹ پٹے اور تیکھے ہوتے ہیں۔ یہاں کے لوگ کھانے پینے کے معاملے میں پورے ملک میں مشہور ہیں۔ سرسوں کا ساگ اور مکئی یا باجرے کی روٹی یہاں کا مشہور کھانا ہے۔ اس کے علاوہ آلو پراٹھا، حلوا پوری، شامی کباب، چکن کڑاہی، نہاری، پائے، دال چاول وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں کے لذیذ کھانے سب کو بہت پسند ہیں، یہی وجہ ہے کہ پورے ملک سے لوگ محض یہاں کے کھانے کھانے کے لیے بھی یہاں آتے ہیں۔

ہمارے وطن کے لوگ خوش لباس ہیں۔ ہر صوبے کا لباس مُنفَرِد اور خوب صورت ہے۔ مختلف علاقوں کے رہنے والے لوگ اپنے رواج کے مطابق لباس پہنتے ہیں۔ ہمارا قومی لباس شلوار قمیض ہے اور ملک کی اکثریت اس لباس کو پسند کرتی ہے، تاہم ہر علاقے میں مختلف اقسام کے لباس پہنے جاتے ہیں۔ جیسے: بلوچستان میں شلوار قمیض کے ساتھ پگڑی پہنی جاتی ہے۔ سندھ کی ثقافت کی علامت اجرک اور سندھی ٹوپی ہے۔ خیبر پختون خوا کی پشاوری چپل بھی بہت مشہور ہے۔ پگڑی اور دھوتی پنجاب کا ثقافتی ورثہ ہے۔

کھیل انسان کو صحت مند اور پھرتیلا رکھتا ہے۔ لوگ چاق و چوبند رہنے کے لیے مختلف قسم کے کھیل کھیلتے ہیں۔ ہمارے وطن میں بھی مختلف کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ کرکٹ ایسا کھیل ہے جو ملک کے کونے کونے میں کھیلا، دیکھا اور پسند کیا جاتا ہے۔ نوجوان یہ کھیل ہر محلے، گلی اور سڑک پر کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسکواش اور کُشتی کے مقابلے بھی یہاں مقبول ہیں، جب کہ گلگِت اور شمالی علاقوں میں پولو کھیل کے مقابلے مُنعَقِد ہوتے ہیں۔ مختلف علاقوں میں مختلف کھیلوں کا رواج بھی ہے۔ ہاکی ہمارا قومی کھیل ہے۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) رہن سہن کے بہتر طریقوں میں سب سے بہتر طریقہ کیا ہے؟

(ب) ہمارے وطن کے چند مشہور کھانے بتائیے۔

(ج) ہمارے وطن میں کون کون سی زبانیں بولی جاتی ہیں؟

(د) ہمارے وطن کے ثقافتی لباس کون کون سے ہیں؟

(ہ) ہمارے وطن میں کون کون سے کھیل کھیلے جاتے ہیں؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱۔ شلوار قمیض ہمارا ہے:

(الف) قومّی لباس (ب) عوامی لباس (ج) ثقافتی لباس (د) صوبائی لباس

۲۔ ہمارے وطن کے کھانوں میں سب سے مقبول کھانا ہے:

(الف) بریانی (ب) قورمہ (ج) نہاری (د) کڑاہی گوشت

۳۔ کھیل انسان کو رکھتے ہیں:

(الف) مصروف (ب) سست (ج) پھرتیلا (د) اکیلا

۴۔ سبق میں ترتیب سے ذکر کیا گیا ہے:

(الف) پگڑیوں ٹوپیوں، مقابلوں اور ثقافتوں کا (ب) زبانوں، پکوانوں، لباسوں اور کھیلوں کا

(ج) علاقوں، شہروں، صوبوں اور ثقافتوں کا (د) رسموں، رواجوں، پہناووں اور کھانوں کا

۵۔ اس سبق کا انداز ہے:

(الف) تفریحی (ب) مزاحیہ (ج) معلوماتی (د) نصیحت آموز

سوال ۳: ثقافت کے موضوع پر دس سطروں پر مشتمل پیرا گراف لکھیے۔

☆ سابقہ: کسی لفظ کے شروع میں کوئی لفظ لگا کہ اُس سے ایک نیا لفظ بنالیا جاتا ہے، اسے سابقہ کہتے ہیں۔

جیسے کہ: ادب سے پہلے بے لگا کر بے ادب اور سمجھ سے پہلے نالگا کر ناسمجھ بنالیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر: ان مول - باوفا - تنگ نظر - پُر وقار

لاحقہ: جو لفظ کسی اسم کے بعد میں لگایا جاتا ہے، لاحقہ کہلاتا ہے۔ جیسے ضرورت کے آخر میں مند لگا کر "ضرورت مند" اور درد کے آخر میں ناک لگا کر "دردناک"...... یہاں "مند" اور "ناک" لاحقے ہیں۔

مزید مثالیں: جان باز - زور آور - کم تر - دربان۔

سابقوں اور لاحقوں کے استعمال سے ہم مختلف طرح کے بامعنیٰ الفاظ بنا کر اپنی گفتگو کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

سوال ۴: اوپر دیے گئے سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے کم از کم پانچ پانچ الفاظ بنائیے۔

سوال ۵: درست بیان کے لیے "ہاں" اور غلط کے لیے "نا" لکھیے:

(الف) ہاکی ہمارا قومّی کھیل ہے۔ ☐
(ب) پاکستان کے چار صوبوں میں چار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ☐
(ج) خیبر پختون خوا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ☐
(د) سندھ کی ثقافت اجرک اور سندھی ٹوپی ہے۔ ☐
(ہ) پنجاب میں سمندری خوراک کی طرف زیادہ توجہ ہے۔ ☐

سوال ۶: ان لفظوں کے زیر، زبر، پیش بدل کر بامعنی لفظ لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے:

دَم - بِل - اِس - کُل - دَور - مُلک - مُصوِّر - مُقرِّر

سوال ۷: کمرۂ جماعت میں اُستاد اور طلبہ کے درمیان پاکستانی رہن سہن سے متعلق بات چیت کو مکالموں کی صورت میں لکھیے۔

سوال ۸: اس سبق کا خلاصہ میں تحریر کیجیے۔

سوال ۹: ذیل میں چند الفاظ دیے گئے ہیں۔ انھیں اپنی/اپنے ٹیچر کے ساتھ دہرائیے اور ان کا تلفظ یاد رکھیے۔ بار بار دہرائیے تاکہ یہ صحیح طور پر ادا کیے جا سکیں:

مُنفَرِد - اَقسام - وِرثہ - چاق و چوبَند - مُنعقَد

سرگرمیاں

۱- طلبہ مختلف گروہ بنا کر پاکستان کے ہر صوبے کے رسم و رواج پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

۲- طلبہ دوست کے نام ایک خط لکھیں گے جس میں اپنے شہر کی خوبیاں بیان کریں گے۔

رنگ بھریے۔

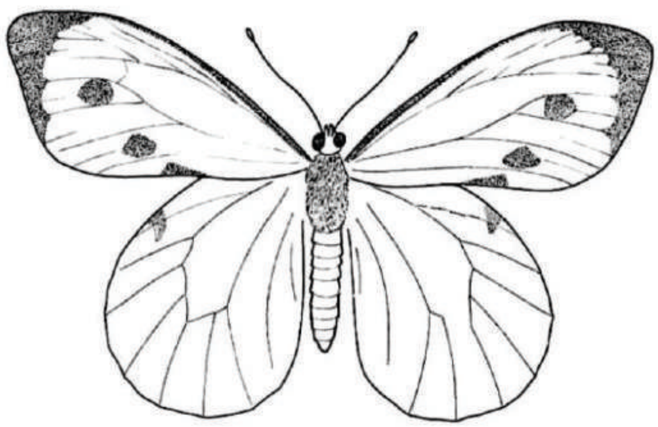

برائے اساتذہ

۱- طلبہ کو پاکستانی ثقافت میں شامل دیگر اشیا کے بارے میں معلومات فراہم کیجیے۔

۲- ایک چارٹ تیار کرائیے جس میں پاکستان کے چاروں صوبوں کے نام اور ان کے چند مشہور کھانوں کے نام درج ہوں۔

۳- طلبہ کے سامنے ایسے لفظ پڑھیے جن کے اعراب بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ انھیں جملوں میں استعمال بھی کیجیے۔ مثلاً: کُشتی - کَشتی - منتظِر - منتظَر - اِخلاق - اَخلاق وغیرہ

حاصلاتِ تعلّم:

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- سابقے اور لاحقے کی مدد سے الفاظ بنا سکیں۔

۲- الفاظ (مرکب، پیچیدہ) کا درست املا کر سکیں۔ مثلاً: علیٰحدہ، بالکل، خطرناک وغیرہ۔

کاغذ

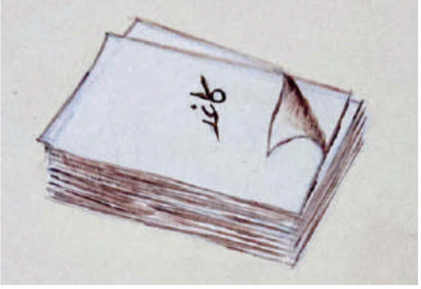

نازُک نازُک پتلا پتلا
سفید گلابی نیلا پیلا
یہی ہے چِٹّھی یہی لفافہ
یہی لیے ہے رُوپ ٹکٹ کا
اس پر چھپ کر بنَیں کتابیں
جن کو ہم بستے میں دابیں
شایع ہوں اخبار اسی پر
دیکھے نقش و نگار اسی پر
اس کے پھول کھلونے یارو
دام ہیں اونے پونے یارو
دنیا بھر میں نوٹ بھی اس کے
ہم نے دیکھے ووٹ بھی اس کے
کاغذ کے ہیں کام ہزاروں
کاغذ کے ہیں کام ہزاروں

(خاطؔر غزنوی)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) اس نظم میں کون کون سے رنگوں کے کاغذ کا ذکر کیا گیا ہے؟

(ب) ہم کاغذ کو کس کس طرح استعمال کرتے ہیں؟

(ج) علم کے پھیلاؤ میں کاغذ کیا کردار ادا کرتا ہے؟

(د) کاغذ ناپید ہونے کی صورت میں ہماری زندگی کن مشکلات کا شکار ہو سکتی ہے؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- کاغذ کے ہیں ہزاروں:

(الف) دوست (ب) کام (ج) وطن (د) چہرے

۲- بستے میں رکھتے ہیں:

(الف) کھلونے (ب) کتابیں (ج) کپڑے (د) برتن

۳- کاغذ کے پھول اور کھلونے ہوتے ہیں دام میں:

(الف) اونے پونے (ب) اُلٹے سیدھے

(ج) بہت سستے (د) بہت مہنگے

۴- کاغذ ہی لیے ہوئے ہے ٹکٹ کا:

(الف) انداز (ب) پھول (ج) روپ (د) لباس

۵- کاغذ ہی چٹھی ہے اور کاغذ ہی:

(الف) لفافہ (ب) بستہ (ج) تھیلا (د) بیگ

سوال ۳: خالی جگہ پُر کر کے مصرعے مکمل کیجیے:

۱- یہی ہے چٹھی یہی ....

۲- شایع ہوں............. اسی پر

۳- دام ہیں............. یارو

۴- ہم نے دیکھے............. بھی اسی کے

۵- کاغذ کے ہیں............. ہزاروں

سوال ۴: درج ذیل الفاظ یاد کیجیے اور اُنھیں بغیر دیکھے اپنی کاپی میں خوش خط لکھیے:

بالکل - خطرناک - لاتعداد - فی الحال - حال آں کہ - بہ ہر حال - وغیرہ - چناں چہ - کیوں کہ - لہٰذا

سرگرمیاں

۱- طلبہ اس کتاب کے پہلے دو نثری اسباق میں سے سابقوں اور لاحقوں کی فہرست دل کش چارٹ کی صورت میں تیار کر کے کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں گے۔

۲- طلبہ کمرۂ جماعت میں باری باری ''کاغذ کی اہمیت اور استعمال'' کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

۳- طلبہ تفریحی سرگرمی کے طور پر کاغذ کے پھول یا کھلونے (جہاز، کشتی وغیرہ) بنائیں گے۔

برائے اساتذہ

چارٹ اور کھلونوں کی تیاری یا کمرۂ جماعت میں اظہارِ خیال کے حوالے سے طلبہ کی علمی و فکری رہ نمائی کیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- مختلف کہانیاں، واقعات پڑھ کر ان کی خوبیاں اور خامیاں واضح کر سکیں۔
۲- حروفِ ندا، استعجاب وغیرہ کا استعمال کر سکیں۔
۳- مطالعے کے لیے لائبریری کا استعمال کر سکیں۔

نائیک محمد اشرف

”خدائے بزرگ و برتر کی قسم جب تک ہمارے دشمن ہمیں اٹھا کر بُحَیرۂ عرب میں نہ پھینک دیں، ہم ہار نہیں مانیں گے۔ پاکستان کی حفاظت کے لیے تنہا لڑوں گا۔ اُس وقت تک لڑوں گا جب تک میرے ہاتھوں میں سکت اور میرے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی موجود رہے گا۔ مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ اگر کبھی ایسا وقت آ جائے کہ پاکستان کی حفاظت کے لیے جنگ لڑنی پڑے تو آپ کسی صورت میں ہتھیار نہ ڈالیں اور پہاڑوں، جنگلوں، میدانوں اور دریاؤں تک جنگ جاری رکھیں۔“

یہ وہ الفاظ ہیں جو بابائے قوم حضرت قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے پاکستان بن جانے کے بعد پوری قوم سے مخاطِب ہو کر کہے تھے۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہماری بَرّی، فِضائی اور بحری فوجوں اور پاکستان کے عوام نے قائدِ اعظمؒ کے فرمان ' ”اتحاد، تنظیم اور یقینِ محکم“ پر عمل کر کے دِکھایا۔

دشمن نے ٦ ستمبر ۱۹۶۵ء کو بغیر کسی اعلانِ جنگ کے پاکستان پر حملہ کیا۔ اُس نے لاہور پر واہگہ، برکی اور بَھینی کے مقامات پر تین اطراف سے زبردست حملے کیے۔ اس حملے کی خبر ملتے ہی اُس علاقے کے کمانڈر جنرل سرفراز نے اپنے شیر دل جوانوں سے خطاب کیا:

”پاکستان کے جوانو! آخری سپاہی تک، آخری گولی تک لڑو۔ سنگینوں سے، خالی ہاتھوں سے، ناخنوں سے لڑو تاکہ اپنے وطن کا ایک انچ بھی دشمن کے قبضے میں نہ جانے پائے۔“

لاہور کے محاذ پر پاکستان کا دفاع کرنے والے مجاہد اور شہید اپنے جنرل کے ایک ایک حرف پر عمل کر کے دشمن کی راہ میں ایک ایسی دیوار بن گئے، جس سے ٹکرا کر دشمن اپنی لاتعداد فوج اور جدید جنگی

سامان کے باوجود اپنا سر پھوڑ کر رہ گیا۔ شیر دل اور سرفروش سپاہیوں نے ''اللہ اکبر'' کے نعروں کی گونج میں دشمن کے ہر حملے کو ناکام بنادیا۔

کشمیر، لاہور اور سیالکوٹ کے ساتھ ساتھ دشمن نے سندھ کے ریگستان میں اپنی فوجوں کو جھونک دیا۔ دشمن کو اُمید تھی کہ سندھ کے ریگستان سے گزر کر اُس کی فوجیں بڑی آسانی سے حیدر آباد تک پہنچ جائیں گی، لیکن ہماری صحرائی فوج کے ہر سپاہی نے دشمن کا مقابلہ اُسی جرأت، بہادری، جاں بازی اور سرفروشی سے کیا جس کا مظاہرہ وہ کشمیر، لاہور اور سیالکوٹ کے محاذوں پر کر رہے تھے۔ نائیک محمد اشرف بھی اسی صحرائی فوج کے ایک شیر دل اور جاں باز سپاہی تھے۔

۲۲ ستمبر ۱۹۶۵ء کو سلامتی کونسل کی قرارداد کے مطابق سارے محاذوں پر فائر بندی ہو چکی تھی، لیکن دشمن، بعض علاقوں میں مسلسل خلاف ورزی کر رہا تھا۔ ان علاقوں میں سندھ راجستھان میں سندرا کی چوکی بھی شامل تھی۔ اس چوکی کی حفاظت کے لیے ہمارے جو تھوڑے سے سپاہی موجود تھے، ان میں نائیک محمد اشرف بھی شامل تھے۔ وہ مشین گن دستے کی کمان کر رہے تھے۔ دشمن نے اس چوکی پر بڑی بھاری تعداد اور طاقت سے حملہ کیا تھا۔ ہمارے تھوڑے سے شیر دل اور جاں باز سپاہیوں کو دشمن کی تعداد اور طاقت خوف زدہ نہ کر سکی۔ وہ حملہ ہوتے ہی مقابلے میں ڈٹ گئے۔ دشمنی فوج اُن پر مشین گنوں سے گولیاں برساتی رہی مگر ہمارے جاں باز جوان اُن گولیوں کو اپنے آہنی ارادوں اور جرأت و دلیری کی ڈھال پر روکتے رہے۔

توپیں گرج رہی تھیں، گولے سنسناتے ہوئے چاروں طرف سے برس رہے تھے، گولے زمین کا سِینہ چیر رہے تھے اور ہر طرف گرد و غُبار کی چادر تنی ہوئی تھی۔ دشمن اپنی پوری طاقت سے کوشش کر رہا تھا کہ سُندرا کی چوکی پر قبضہ کر لے، لیکن اُس کی یہ کوشش ناکامی سے دوچار ہوتی رہی، اس لیے کہ اُس کا مقابلہ نائیک محمد اشرف جیسے پاکستانی جاں باز سے تھا۔

نائیک محمد اشرف بموں کے دھماکوں، سنسناتی گولیوں اور زخمی ہوتے ہوئے سپاہیوں کے درمیان اپنی مشین گن کے ذریعے دشمن کے سپاہیوں کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا رہے تھے۔ لیکن دشمنی سپاہی تھے کہ ختم ہونے میں نہیں آ رہے تھے۔ وہ بڑی تعداد میں آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے، یہاں تک کہ دشمنی

حملہ آور فوجیں بہت قریب آ گئیں۔

اُس وقت نائیک محمد اشرف اگر چاہتے تو اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ سکتے تھے۔ لیکن انھوں نے اپنی جان کی پروا کیے بغیر دشمنی سپاہیوں کو اپنی مشین گن کی گولیوں کی زد میں لے لیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دشمن کی پوری پلاٹون کا صفایا کر دیا اور سُندر اچوکی پر دشمنی حملہ آوروں کے قبضہ کرنے کے ارادے کو خاک میں ملا دیا۔ اس مقابلے میں نائیک محمد اشرف شدید زخمی ہو گئے تھے۔ جب اُن میں زخموں کی تاب نہ رہی تو وہ نڈھال ہو کر اپنی مشین گن سمیت گر پڑے۔ مگر اُن کے شدید مقابلے کی وجہ سے دشمن کے حملے کا زور ٹوٹ چکا تھا اور اس کے رہے سہے سپاہی اپنی جانیں بچا کر بھاگ رہے تھے۔

نائیک محمد اشرف نے دشمن کے حملے کو جان کی بازی لگا کر ناکام بنا دیا اور وطن کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان نثار کر دی۔ شُجاعت، فرض شَناسی اور جاں نثاری کے صلے میں حکومتِ پاکستان نے نائیک محمد اشرف شہید کو ''تمغائے شجاعت'' کے فوجی اعزاز سے نواز کر ان کی خدمات کو سراہا۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) پاکستان کی حفاظت کے لیے قائدِ اعظمؒ نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے کیا فرمایا تھا؟

(ب) دشمن نے ۱۹۶۵ء میں ہمارے ملک میں لاہور کے کون کون سے مقامات پر حملے کیے؟

(ج) نائیک محمد اشرف شہید نے کس محاذ پر دشمن کا مقابلہ کیا؟

(د) نائیک محمد اشرف شہید کو کون سا تمغا دیا گیا؟

(ہ) وہ کیوں بہادری سے لڑتے رہے؟

(و) نائیک محمد اشرف شہید کن حالات میں مشین گن پر بیٹھے رہے؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- دشمن نے بغیر اعلانِ جنگ پاکستان پر حملہ کیا:
(الف) ٦ ستمبر ۱۹٦۵ء کو (ب) ٦ اکتوبر ۱۹٦۵ء کو
(ج) ٦ نومبر ۱۹٦۵ء کو (د) ٦ دسمبر ۱۹٦۵ء کو

۲- نائیک محمد اشرف کو فوجی اعزاز سے نوازا گیا:
(الف) تمغاے جرأت (ب) تمغاے بسالت
(ج) تمغاے شجاعت (د) نشانِ حیدر

۳- مجاہدوں نے دشمن کی راہ میں کھڑی کر دی:
(الف) دیوار (ب) اینٹ (ج) کانٹوں کی باڑ (د) تصویر

۴- اِس سبق سے جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم حفاظت کریں:
(الف) فوج کی (ب) چوکیوں کی (ج) جنگی سامان کی (د) وطن کی

۵- نائیک محمد اشرف سپاہی ایک روشن مثال ہیں:
(الف) طاقت کی (ب) شجاعت کی (ج) حفاظت کی (د) قیادت کی

سوال ۳: درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے اور اُن کو جملوں میں استعمال کیجیے:

جاں باز - نڈھال - بکتر بند - دفاع - خوف زدہ

سوال ۴: درست تلفظ کے مطابق اعراب لگائیے:

شجاعت - نثار - جرأت - امید - صحرائی - مسلسل - بکتر بند - محاذ

سوال ۵: آپ اہلِ وطن کی خدمت بہ حیثیت ایک طالبِ علم کس طرح کر سکتے / سکتی ہیں؟ تحریر کیجیے۔

سوال ٦: غلط املا درست کر کے لکھیے:

سحرائی - کرارداد - کھلاف - تاقت - ذد - بذرگ - سیر دل - ہرف - سفایا - ایزاز

☆ استاد نے بچّوں سے کہا: اے بچّو! ادھر آؤ، آج حیرت ہے عبداللہ بھی وقت سے پہلے آ گیا۔
ارے عبدالوہاب! ملتان سے کب آئے؟
دادی نے بچّوں سے کہا: آؤ بچّو! کہانی سن لو۔
درج بالا جملوں میں ”اے بچّو!، آؤ بچّو!“ میں بچّوں کو آواز دی جا رہی ہے۔ جو لفظ کسی کو پُکارنے کے

لیے بولے جاتے ہیں، انھیں ''حروفِ ندا'' کہتے ہیں۔

اوپر والے جملوں میں عبداللہ کے وقت سے پہلے آنے پر حیرت اور عبدالوہاب کے ملتان سے یہاں آنے پر استاد کو تعجب اور حیرت ہو رہی ہے۔ جو الفاظ حیرت اور تعجب کو ظاہر کرتے ہیں انھیں ''حروفِ استعجابیہ'' کہتے ہیں۔

سوال ۷: آپ پانچ پانچ جملے ایسے لکھیے جن میں حروفِ ندا اور حروفِ استعجابیہ استعمال ہوئے ہوں۔

سوال ۸: ذیل میں چند الفاظ دیے گئے ہیں۔ انھیں اپنی/اپنے ٹیچر کے ساتھ دہرائیے اور ان کا تلفظ یاد رکھیے۔ بار بار دہرائیے تاکہ یہ صحیح طور پر ادا کیے جا سکیں:

بُحَیرَہ - مُحکَم - اُمیّد - آہنی - خَتم

سوال ۹: سبق کے ساتھ دی گئی تصویر غور سے دیکھیے اور آپ کے ذہن میں جو خیالات آئیں انھیں اپنے قریب بیٹھے ساتھی کو بتائیے۔

سوال ۱۰: اس سبق سے آپ نے کیا سیکھا؟ کون سی نئی معلومات ملیں؟ کون سے نئے لفظ سیکھے؟ کیا بات یاد رکھنے کی ہے؟ یہ سب یہاں لکھیے۔

____

____

____

____

____

سرگرمی

طلبہ کسی اور شہید فوجی کے بارے میں اسکول کی لائبریری یا اخبارات سے معلومات جمع کریں گے اور حاصل کردہ معلومات کمرۂ جماعت میں سنائیں گے۔

برائے اساتذہ

طلبہ کو لائبریری لے جائیے اور ضروری معلومات اکٹھی کرنے میں اُن کی مدد کیجیے۔ اگر ہو سکے تو ایسے اخبارات یا رسائل انھیں لا کر دیجیے تاکہ وہ ان میں سے معلومات جمع کر سکیں۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- لفظ کے اعراب بدلنے سے معانی میں تبدیلی پہچان کر انھیں جملوں میں استعمال کر سکیں۔

۲- پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر پیش کردہ پروگراموں پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

۳- نثر پڑھتے ہوئے نئے الفاظ کو اُن کے مطلوبہ معنی میں سمجھ سکیں۔

۴- عبارت پڑھ کر اس سے متعلق اطلاقی، تجزیاتی اور جائزاتی سوالوں کے جواب دے سکیں۔

۵- مختلف شعبوں مثلاً: طب، سائنس، تعلیم اور ادب وغیرہ سے متعلق اپنے خیالات اور احساسات سولہ سے بیس جملوں میں تحریر کر سکیں۔

۶- رسائل اور اخبار کا مطالعہ کر سکیں۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی

اکیسوِیں صدی معلومات کی صدی ہے۔ دنیا نے ہر شعبے میں اپنی مہارت اور صلاحیّت سے نُمایاں ترقّی کی ہے، تاکہ زندگی کو آرام دِہ اور پُر سکون بنایا جاسکے۔ اِنھی ترقیوں میں ایک ترقّی ہے "اِنفارمیشن ٹیکنالوجی"۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی کا مطلب نِت نئی معلومات کو برقی ذرائع سے جمع کرنا اور دوسروں تک پہنچانا

ہے۔اسے خبر پہنچانے یا اطلاع دینے کے ذریعے بھی کہتے ہیں۔ دنیا میں اب اطلاعات کا ایک ذخیرہ جمع ہو گیا ہے اور ان اطلاعات کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے مختلف ذرائع استعمال کیے جا رہے ہیں۔ انھیں خبر رسانی کے ذرائع بھی کہتے ہیں۔ میڈیا کے کئی ذرائع ہیں ان میں پرنٹ میڈیا (اخبارات، رسائل، میگزین وغیرہ) اور الیکٹرونک میڈیا (ٹی وی، خبروں کی ویب سائٹ وغیرہ) کے ساتھ ساتھ سوشل نیٹ ورکنگ (سوشل میڈیا میں سماجی رابطے کی ویب سائٹ جن میں فیس بک، ٹوئٹر، واٹس ایپ، انسٹا گرام وغیرہ شامل ہیں) نے انفارمیشن ٹیکنالوجی کی دنیا کو جادوئی صورت دے دی ہے۔انٹرنیٹ کے ذریعے ساری دنیا کی معلومات لمحے بھر میں حاصل کی جا سکتی ہیں۔اب ہم چند لمحوں میں اپنا پیغام دنیا کے کسی بھی خطے میں بہ آسانی پہنچا سکتے ہیں۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ان تمام ذرائع میں انٹرنیٹ ایک ایسا نظام ہے، جس نے پوری دنیا کا نقشہ تبدیل کر دیا ہے۔ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ معلومات انٹرنیٹ ہی پر موجود ہے، جس میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

اس ٹیکنالوجی کے اثرات بڑی تیزی سے ہر قوم کے نوجوانوں، بچوں، بوڑھوں پر پڑ رہے ہیں۔ زرعی اور صنعتی ترقی کی طرح انفارمیشن ٹیکنالوجی نے بھی دنیا کو "انفارمیشن سوسائٹی" میں تبدیل کر دیا ہے۔ دنیا میں اب معلومات کی سرحدیں مٹ سی گئی ہیں اور پوری دنیا میں معلومات کا ایسا ذخیرہ اور خزانہ بڑھتا چلا جا رہا ہے جس سے دنیا تیزی سے ترقی کی منازل طے کرتی چلی جا رہی ہے۔

معلومات کی اس ترقی نے تجارت و حرفت، تعلیم و تربیت، تفریح، ادب، سائنس، طب اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ اس پورے عمل سے انسانی زندگی پر عمدہ

اثرات مُرَتَّب ہو رہے ہیں۔

ہم پاکستان میں مختلف شُعبوں میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کے سہارے ترقی کر رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں کمپیوٹر کی تعلیم کے ذریعے بچوں میں یہ صلاحیت پیدا کی جارہی ہے کہ وہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ذریعے اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو تیز کر سکیں۔ اب ہمارے ہاتھوں میں موجود موبائل فون صرف دو لوگوں سے رابطے کا ذریعہ نہیں بلکہ اس کے ذریعے ہم ساری دنیا سے رابطے میں ہیں۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ان فوائد سے انسانی معاشرے میں انقلاب آگیا ہے۔ تعلیمی اور تعمیراتی کاموں سے لے کر موسم کے حالات کھیل کے میدان، مواصلاتی سیّاروں اور ستاروں کی نقل و حرکت تک کے علم کی غرض سے اس ٹیکنالوجی سے مدد لی جارہی ہے۔ شاید ہی دنیا میں زندگی کا کوئی شعبہ ایسا ہو جس پر اس ٹیکنالوجی سے کام نہ لیا جارہا ہو۔ یہ اب ہماری زندگی کا لازمی حصہ ہے جس کے بغیر ہم دنیا میں ترقی کا کوئی زِینہ طے نہیں کر سکتے۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) انفارمیشن ٹیکنالوجی سے کیا مراد ہے؟

(ب) انٹرنیٹ کے ذریعے ہم اپنی صلاحیتوں میں کیسے اضافہ کر سکتے ہیں؟

(ج) اس مضمون میں استعمال ہونے والے درج ذیل الفاظ سے آپ کیا سمجھے؟ بیان کیجیے۔

صنعت و حرفت، انفارمیشن سوسائٹی، سوشل میڈیا، مواصلات

(د) انفارمیشن ٹیکنالوجی کے تحت پیدا ہونے والی تبدیلیاں کون کون سی ہیں؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے درست جوابات پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱۔ موجودہ زمانے میں معلومات کا تیز ترین میڈیا ہے:

(الف) پرنٹ (ب) الیکٹرونک (ج) سوشل (د) ویب سائٹ

۲۔ اِن میں سے سماجی رابطے کی ویب سائٹ ہے:

(الف) ٹوئٹر (ب) ٹیکنالوجی (ج) انٹرنیٹ (د) پرنٹ میڈیا

۳۔ تعلیمی سرگرمیوں کو مؤثر بنایا جارہا ہے:

(الف) انفارمیشن سوسائٹی کے ذریعے (ب) انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ذریعے

(ج) سائنسی طریقوں کے ذریعے (د) پرنٹ میڈیا کے ذریعے

۴۔ موجودہ دُنیا میں انقلاب کا انداز ہے:

(الف) تعلیمی (ب) اِطّلاعاتی (ج) تعمیراتی (د) مواصلاتی

۵۔ آج کل لوگ ایک دوسرے سے رابطے کے لیے زیادہ تر استعمال کر رہے ہیں:

(الف) خبروں کی ویب سائٹ (ب) ٹی وی کی ویب سائٹ

(ج) سماجی ویب سائٹ (د) معلوماتی ویب سائٹ

سوال ۳: انٹرنیٹ کے ذریعے کیا فائدے حاصل کیے جاتے ہیں؟ ۱۵ جملوں پر مشتمل مضمون لکھیے۔

سوال ۴: اپنی کتاب سے دس نئے الفاظ تلاش کر کے اُن کے معنی بھی تحریر کیجیے۔

سوال ۵: ایسے پانچ الفاظ کا چارٹ مرتّب کیجیے جن کے اعراب تبدیل ہو جانے سے معنی بدل جاتے ہیں۔

جیسے: اَخلاق - اِخلاق، کَشتی - کُشتی، مُصوِّر - مُصوَّر، مقرِّر - مُقرَّر، مُخاطِب - مُخاطَب

سرگرمیاں

۱۔ طلبہ ٹی وی پر پیش کردہ کسی معلوماتی پروگرام کی خوبیوں اور خامیوں پر آپس میں بات کریں گے۔

۲۔ طلبہ انفارمیشن ٹیکنالوجی میں استعمال ہونے والی مختلف اشیا کے خوب صورت چارٹ تیار کر کے کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں گے۔

برائے اساتذہ

۱۔ طلبہ پر انٹرنیٹ کے استعمال کی اہمیت واضح کیجیے۔

۲۔ تعلیمی سرگرمیوں میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کی اہمیت سے طلبہ کو آگاہ کیجیے اور بعد ازاں تجزیاتی / جائزاتی سوالات کر کے اُن کا امتحان لیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ :

۱- عبارت سن کر تجزیاتی سوالات کے جواب دے سکیں۔

۲- واحد کو جمع میں تبدیل کر سکیں۔

۳- سبق کا مرکزی خیال لکھ سکیں۔

۴- فعل سے فاعل بنا سکیں۔

۵- فیس معافی کی درخواست لکھ سکیں۔

ہم اور ہمارا ماحول

ماحول کے لغوی معنی ہیں ''اِرد گرد کی جان دار اور بے جان اشیا''۔ ہر وہ چیز جو ہمارے اِرد گرد موجود ہے اور ہم پر اثر ڈالتی ہے وہ ہمارا ماحول ہے۔ مجموعی طور پر زمین، فضا، پانی اور جو کچھ ان میں موجود ہے، ہمارا ماحول ہے۔

زندگی کے لیے سازگار ماحول ضروری ہے۔ چناں چہ قدرت نے انسان کو اس وقت دنیا میں بھیجا جب زمین کا ماحول اس کی زندگی کے لیے سازگار ہو گیا۔ جیسے جیسے انسانی آبادی میں اضافہ ہونے لگا، ویسے ویسے اس کی ضروریات بھی بڑھنے لگیں۔ آبادی کے پھیلاؤ اور معاشرے کی تشکیل نے زمین کے ماحول کو متاثر کرنا شروع کیا۔ بستیاں بسانے کے لیے جنگلات کی کٹائی اور کھانا پکانے کے لیے آگ کا استعمال شروع ہوا۔ یہ ماحول میں تبدیلی کا نقطۂ آغاز تھا۔ انسان کی معاشرتی ترقی کے ساتھ ساتھ ماحول کا

بگاڑ بھی بڑھتا چلا گیا، یہاں تک کہ اس بگاڑ نے خود انسان کی بقا کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔

ہمارے ماحول میں تبدیلی کا سب سے بڑا سبب آلودگی ہے۔ آلودگی ایک ایسا عمل ہے جو ہماری زمین، فضا اور پانی کی طبیعی، کیمیائی اور حیاتیاتی خصوصیات میں ناپسندیدہ اور نقصان دہ تبدیلیاں پیدا کرتا ہے، جس سے مختلف بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ کارخانوں اور گاڑیوں سے نکلنے والا دھواں ہماری فضا کو آلودہ کر رہا ہے۔ اس دھوئیں میں کاربن، نائٹروجن اور سیسے کے زہریلے مرکبات شامل ہوتے ہیں جو ہماری صحت کے لیے نقصان دہ ہیں۔

کارخانوں اور فیکٹریوں میں استعمال ہونے والے کیمیکل کا زہریلا فضلہ اور آبادیوں کا گندا پانی عام طور پر ندی نالوں اور دریاؤں میں بہا دیا جاتا ہے۔ ان زہریلے مادّوں سے پانی آلودہ ہو جاتا ہے، جس سے نہ صرف آبی حیات متاثر ہوتی ہے، بلکہ اس کے استعمال سے انسان و حیوان بھی مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جب یہ پانی زراعت کے لیے استعمال ہوتا ہے تو کئی مضرِ کیمیائی اجزا پیدا ہونے والی فصل کا حصہ بن کر ہمارے جسم میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے فصلوں پر کیڑے مار ادویات کا استعمال کیا جاتا ہے، جس سے پیداوار میں تو اضافہ ہو جاتا ہے، لیکن ان کے استعمال سے مٹی کی اوپر کی تہہ کی زرخیزی کم ہو جاتی ہے۔

ماحولیاتی تبدیلی دورِ حاضر کا بڑا مسئلہ ہے۔ اس کے مضرِ اثرات کی وجہ سے نہ صرف انسان بلکہ دیگر

جان دار بھی متاثر ہو رہے ہیں۔ گزشتہ دو صدیوں میں توانائی کے حصول، صنعتی ترقی، بڑھتی ہوئی آبادی اور قدرتی وسائل کے بے دریغ استعمال نے ماحول کا توازن بُری طرح بگاڑ دیا ہے۔ زمین کا درجۂ حرارت بڑھ رہا ہے، جس سے مختلف علاقوں کی آب و ہوا تبدیل ہو جائے گی، پانی اور خوراک کی قلت پیدا ہو گی، سمندر کی سطح میں اضافہ ہوگا اور موسم میں شدّت آئے گی۔

اس خوف ناک صورتِ حال سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم آلودگی کے مسئلے پر قابو پائیں، درختوں اور جنگلات کی تعداد بڑھائیں، قدرتی ماحول کو محفوظ رکھنے کے لیے اقدامات اٹھائیں اور ایسی تمام چیزوں پر پابندی لگائیں، جو ہمارے ماحول کے لیے مضر ہیں۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) ماحول سے کیا مراد ہے؟

(ب) ماحول میں تبدیلی کا آغاز کس طرح ہوا؟

(ج) آلودگی کیا ہے؟

(د) گاڑیوں اور کارخانوں کا دھواں ہماری صحت کے لیے کیوں مضر ہے؟

(ہ) ندی نالوں اور دریاؤں کا پانی کس طرح آلودہ ہوتا ہے؟

(و) ماحولیاتی تبدیلی کے اثرات سے بچنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

(ز) اس سبق کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱۔ ماحول کے لغوی معنی ہیں:

(الف) آب و ہوا　(ب) وادیاں اور پہاڑ

(ج) دریا و سمندر　(د) اِرد گرد کی ہر چیز

۲۔ جنگلات کی کٹائی کا سب سے زیادہ اثر پڑا:

(الف) موسم پر　(ب) آب و ہوا پر　(ج) زمین پر　(د) ماحول پر

۳۔ انسان کی بقا کو خطرے میں ڈال دیا:

(الف) ماحولیاتی تبدیلی نے (ب) موسمی تبدیلی نے

(ج) آب و ہوا کی تبدیلی نے (د) آلودگی نے

۴۔ فیکٹریوں کے زہریلے کیمیکل سے آلودہ پانی نقصان پہنچاتا ہے:

(الف) جنگلات کو (ب) آبی مخلوق کو

(ج) فضا میں موجود گیس کو (د) مٹی کی زرخیزی کو

۵۔ مٹی کی اوپری تہہ کی زرخیزی کم کر دیتی ہے:

(الف) کیڑے مار دوا (ب) کیمیائی کھاد

(ج) پانی کی آلودگی (د) زمین کی نمکیات

سوال ۳: واحد کی جمع بنائیے:

دوا، اثر، وسیلہ، جُز، ضرورت

سوال ۴: درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

سازگار، بگاڑ، ناپسندیدہ، بے دریغ، آبِ حیات

☆ اردو میں استعمال ہونے والے عربی کے بعض الفاظ ایسے ہیں جن کے پہلے حرف کے بعد "الف" لگانے سے فاعل بن جاتا ہے، جیسے: صبر سے صابر۔

سوال ۵: درج ذیل الفاظ سے اسی طرح "الف" لگا کر فاعل بنائیے:

علم، شکر، شعر، حمد، عبد

سوال ٦: فیس معافی / چھُٹی کی درخواست لکھیے۔

سرگرمیاں

۱۔ طلبہ آلودگی کی مختلف اقسام کو تصویری / تحریری صورت میں ظاہر کرنے کے لیے چارٹ بنائیں گے۔

۲۔ طلبہ اپنے اسکول یا محلّے میں درخت لگائیں گے۔

برائے اساتذہ

ماحول کو صاف سُتھرا رکھنے کی کوششوں میں طلبہ کی رہ نمائی کیجیے اور اُن کا حوصلہ بڑھائیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- قومی تیوہاروں پر جذبہ حُب الوطنی کا مظاہرہ کر سکیں اور منعقدہ تقاریب میں لوگوں کے ساتھ مل جل کر خوشی منا سکیں۔

۲- اسکول میں منعقدہ تقاریب کے محاسن مع استدلال بیان کر سکیں۔

۳- اشعار اور نظمیں یاد کر کے انفرادی اور اجتماعی طور پر ترنم، لے اور آہنگ سے پڑھ سکیں۔

وَطن کا ترانہ

کرے کُل جہاں کو روشن ترا چاند اور ستارہ
مِرے پاک دیس تُو ہے مجھے جان سے بھی پیارا

یہ تری سُہانی شامیں یہ ترے حسیں سویرے
ہیں مری نظر کی راحت وطنِ عزیز میرے

ترے حسن، تیری اُلفت سے دل و نظر ہوں روشن
تری بستیاں ہوں جگمگ، ترے دشت و دَر ہوں روشن

ترے شہر جگمگائیں ترے کھیت مسکرائیں
رہیں نورِ علم و حکمت سے بسی تِری فضائیں

ہیں جہالت اور غریبی تو گئے دنوں کا قصّہ
یہاں عِلم عام ہوگا کہ ہے جس میں سب کا حصّہ

میں مٹاؤں گا غریبی، یہ ہے عَزم میرا سچّا
مرے دیس تجھ میں بھوکا نہ رہے گا کوئی بچّا

مرے ہم وَطن جہاں میں تِری آب رُو بڑھائیں
تجھے پیار کرنے والے، کبھی کوئی دُکھ نہ پائیں

مرے سر پہ چمکے دمکے ترا چاند اور ستارا
مرے پاک دیس تُو ہے مجھے جان سے بھی پیارا

(شان الحق حقی)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) نظم کے پہلے شعر میں شاعر نے کسے اپنی جان سے بھی پیارا قرار دیا ہے؟

(ب) وطن کا ترانہ سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

(ج) وطن سے محبت کیوں ہوتی ہے؟

(د) اس نظم میں شاعر نے وطن کے لیے بہت سی دعائیں مانگی ہیں۔ آپ ان میں سے کوئی دو دعائیں نثر میں لکھیے۔

(ہ) آپ بڑے ہو کر اپنے وطن کی خدمت کس طرح کریں گے؟

سوال ۲: دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- پاک وطن کا چاند اور ستارہ کل جہاں کو کرے گا:

(الف) آباد (ب) روشن (ج) خُوش (د) دِل کش

۲- مری نظر کی راحت ہیں وطن کی سُہانی:

(الف) شامیں (ب) صبحیں (ج) راتیں (د) باتیں

۳- اے وطن ترے شہر:

(الف) مُسکرائیں (ب) گُنگنائیں (ج) جگمگائیں (د) لہلہائیں

۴- وطن کی آب رو بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اضافہ کریں:

(الف) وطن کی عظمت میں (ب) وطن کی دولت میں

(ج) وطن کی عزت میں (د) وطن کی شہرت میں

۵- اِس نظم میں وطن کے حوالے سے زیادہ تر اظہار کیا گیا ہے:

(الف) دِلی محبت کا (ب) نیک خواہشات کا

(ج) غُربت مٹانے کا (د) علم پھیلانے کا

سوال ۳: ایک جیسی آواز والے الفاظ کو ہم قافیہ الفاظ کہتے ہیں۔

درج ذیل الفاظ کے ہم قافیہ الفاظ نظم سے تلاش کر کے لکھیے:

۱- ستارہ ________ ۲- میرے ________

۳- مسکرائیں ________ ۴- چمکے ________

سوال ۴: درج ذیل الفاظ کو ان کے معانی سے ملائیے:

جیسے:

الفاظ	معانی
دیس	بے علمی
جہالت	وطن
عزم	محبت
اُلفت	ارادہ
آبرُو	عزت

سوال ۵: خالی جگہ پُر کر کے مصرع مکمل کیجیے:

۱- کرے کُل جہاں کو روشن ________

۲- ________ نہ رہے گا کوئی بچّا

۳- ترے شہر جگمگائیں ________

۴- میں مٹاؤں گا غریبی ________

۵- ________ تری آبرُو بڑھائیں

سوال ۶: دیے گئے مصرعوں کو سادہ نثر میں لکھیے:

جیسے:

مصرع	نثر
۱- کرے کُل جہاں کو روشن ترا چاند اور ستارہ	تیرا چاند اور ستارہ کُل جہاں کو روشن کرے۔
۲- مِرے پاک دیس تو ہے مجھے جان سے بھی پیارا	
۳- مِرے دیس تجھ میں بھوکا نہ رہے گا کوئی بچّا	
۴- مِرے ہم وطن جہاں تری آب رُو بڑھائیں	
۵- مِرے سَر پر چمکے دمکے ترا چاند اور ستارہ	

سوال ۷: ان لفظوں کے متضاد لکھیے:

روشن، شام، جہالت، شہر، دُکھ، غریبی، عام

سرگرمیاں

۱- کسی قومی دن کے موقعے پر طلبہ اسکول میں تقریب کا اہتمام کریں گے۔

۲- اسکول میں منعقدہ کسی تقریب کی خصوصیات پر طلبہ کمرۂ جماعت میں باری باری اظہارِ خیال کریں گے۔

۳- طلبہ قومی موضوعات پر مبنی نظمیں گھر یا لائبریری سے تلاش کر کے لائیں گے اور کمرۂ جماعت میں ترنّم سے پڑھیں گے۔

برائے اساتذہ

تقریبات کے انعقاد اور نظموں کے انتخاب میں طلبہ کی رہ نمائی کیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ :

۱- صوتی تکرار پر مشتمل جملوں کو سُن کر دوسروں کو سُنا سکیں۔
۲- عام معاشرتی موضوعات پر مبنی مختصر کہانی لکھ سکیں۔
۳- فعل سے فاعل بنا سکیں اور فعل کی فاعل اور مفعول کے ساتھ مطابقت پیدا کر سکیں۔
۴- مجوّزہ موضوع پر چار پیرا گراف کا مربوط و منظّم مضمون لکھ سکیں۔

میرا وَطن رہے سَلامت

جماعت پنجم کی اُستانی نگہت صاحبہ جیسے ہی جماعت میں داخل ہوئیں، تمام طلبہ نے اُٹھ کر اُن کا اِستقبال کیا۔ سلام دُعا کے بعد نگہت صاحبہ نے بات چیت کا آغاز کیا۔

''آپ سب کے علم میں ہے کہ جشنِ آزادی کے سلسلے میں آپ کے اسکول کی جانب سے ہفتۂ آزادی منایا جا رہا ہے۔''

''جی جناب!'' کئی لڑکیوں نے بہ آوازِ بلند کہا۔

''آج میں آپ کو پاکستان کے قومی ترانے کے حوالے سے معلومات فراہم کروں گی۔''

''ٹھیک ہے جناب!'' سب نے ایک آواز ہو کر کہا۔

استانی صاحبہ نے کہا: ”دنیا کے ہر ملک کی پہچان اُس کے قومی ترانے سے ہوتی ہے۔ ترانہ ملک و قوم کی آزادی، اس کی عزت و سلامتی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔“

”آپ نے درست فرمایا جناب!“ عارف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جب قوم ترانہ سنایا جاتا ہے تو اُس کے احترام میں سب کھڑے ہو جاتے ہیں۔“

”استانی! یہ قومی ترانہ لکھا کس نے ہے؟“ سمیرا نے معصومانہ سوال کیا۔

”آپ نے بہت اچھا سوال پوچھا۔“ اُستانی صاحبہ نے سمیرا کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ ”میں آپ کو بتاتی ہوں۔“

”ہمارا وطن پاکستان ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو وجود میں آیا تو اُس وقت ہمارا قومی ترانہ نہیں تھا۔ ملک کے پہلے وزیرِ اعظم لیاقت علی خان نے ۱۹۴۹ء میں قومی ترانہ تیار کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی۔ کمیٹی کا پہلا اجلاس یکم مارچ ۱۹۴۹ء کو کراچی میں ہوا، جس کے بعد اخبارات کے ذریعے ملک کے شعرا کو قومی ترانہ لکھنے اور موسیقار حضرات کو اس کی دُھن ترتیب دینے کی دعوت دی گئی۔“

”کیا ایسے کاموں کی بھی دعوت دی جاتی ہے جناب!“ حارث نے پوچھا۔

”جی ہاں! تاکہ اچھے اچھے ترانے جمع کیے جا سکیں اور پھر اُن میں سے بہترین ترانہ منتخب کیا جائے۔ کوئی کام اچھے طریقے سے مکمل کرنے کے لیے اس بات کو بہت زیادہ افراد تک پہنچایا جاتا ہے۔“ اُستانی صاحبہ نے وضاحت کی۔

”جی اچھا!“ مریم نے بات سمجھتے ہوئے کہا۔

استانی صاحبہ نے بتایا کہ ترانہ منتخب ہونے سے پہلے احمد جی چھاگلا سے ترانے کے لیے دُھن بنوائی گئی۔ چھاگلا صاحب ایک ماہر موسیقی تھے۔ ان کی بنائی گئی دُھن منظور کر لی گئی۔ اب اس دُھن پر ترانے کے بول لکھنے کے لیے شاعروں سے کہا گیا۔ اس طرح کمیٹی کو مجموعی طور پر ۷۲۳ ترانے موصول ہوئے۔ اِن ترانوں میں سے کمیٹی کو ۳ ترانے پسند آئے، جو محمد حفیظ جالندھری، احمد شجاع اور زیڈ اے بخاری کے لکھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد ۱۴/ اگست ۱۹۵۴ء کو پاکستان کی مرکزی کابینہ نے حفیظ جالندھری کا لکھا ہوا ترانہ پاکستان کے قومی ترانے کے طور پر منظور کر لیا۔ یہ ترانہ ۱۳/ اگست ۱۹۵۴ء کو پہلی مرتبہ ریڈیو

پاکستان سے نشر ہوا۔ یوں دُنیا کے قومی ترانوں میں ایک خوب صورت ترانے کا اضافہ ہو گیا۔"

"ہاں، یہ تو ہے۔ استانی صاحبہ!" انصار بولا۔

"آج میں آپ کو اس ترانے کی تشریح بتاتی ہوں۔"

"واہ! پھر تو بڑا ہی مزا آئے گا۔" فرحانہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"بچو! ہمارے قومی ترانے میں تین بند ہیں اور ہر بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہے۔ پہلے ہم اس ترانے کا ایک ایک بند پڑھتے ہیں اور پھر اُس کی تشریح کرتے ہیں۔"

"بہت اچھا! میں پہلا بند سناؤں؟" عارف جوش میں آ کر اُٹھا۔

"ہاں عارف! سناؤ، تم تو اکثر اسمبلی میں ترانہ پڑھتے ہی ہو۔" اُنھوں نے اُس کی حوصلہ افزائی کی۔

پاک سر زمین شاد باد　　کِشوَرِ حسین شاد باد

تو نشانِ عزمِ عالی شان　　اَرضِ پاکستان

مرکزِ یقین شاد باد

عارف نے بند پڑھا۔ اُستانی صاحبہ نے کلاس کے تمام طلبہ پر نظر دوڑائی اور بولیں: "اس بند میں شاعر کہتا ہے کہ اے میرے وطن کی پاک زمین! خدا کرے کہ تُو ہمیشہ خوش رہے، اے میرے خوب صورت وطن، تو ہمیشہ خوش و خُرّم رہے۔ اے پیاری سر زمین! تیرا وجود بلند ارادے کا نشان ہے۔ ہماری یہ پاک سر زمین، ایمان و یقین کا یہ مرکز ہمیشہ سلامت رہے۔"

دوسرا بند پڑھنے کے لیے اُستانی صاحبہ نے صائمہ سے کہا۔ اس نے پڑھنا شروع کیا:

پاک سر زمین کا نظام　　قوتِ اُخُوّتِ عوام

قوم، ملک، سلطنت　　پایندہ تابندہ باد

شاد باد منزلِ مراد

اُستانی صاحبہ نے دوسرے بند کی تشریح کرتے ہوئے کہا:

"اس پاک سر زمین کا قانون اور انتظام اور اس کی اصل طاقت لوگوں کی آپس میں محبت کی وجہ سے ہے۔ یہاں کے باشندے بھائی بھائی بن کر رہتے ہیں۔ یہ قوم، یہ وطن اور یہ ریاست ہمیشہ قائم رہے اور

روشنی بخشتی رہے۔ اللہ ہماری تمناؤں کی اس منزل کو تا قیامت شاد و آباد رکھے۔"

اس تشریح کے بعد اُستانی صاحبہ نے آخری بند سنانے کے لیے حمید سے کہا، وہ پڑھنے لگا:

پرچمِ ستارہ و ہِلال   رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال   جانِ اِستقبال

سایۂ خدائے ذوالجلال

نگہت صاحبہ نے تیسرا بند مکمل ہوتے ہی کہنا شروع کیا: "اس بند میں حفیظ جالندھری فرماتے ہیں: ہمارے وطن کا چاند اور ستارے والا سبز پرچم اپنی قومی ترقی اور عُروج کا نشان ہے۔ یہ پرچم ہمارے شان دار ماضی کا نمایندہ ہے، یہ ہمارے حال کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے اور ہمارے مستقبل کی حیات و بقا ظاہر کرتا ہے۔ اللہ بزرگ و برتر کا سایہ اس وطنِ پاک کی ہمیشہ حفاظت کرتا رہے۔ (آمین)!

یہ کہہ کر اُستانی صاحبہ نے طلبہ کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"آج قومی ترانے کا مفہوم ہم درست طور پر سمجھ گئے۔" صائمہ نے کہا۔

"شکریہ جناب!" عارف نے کہا۔

کلاس ختم ہونے کی گھنٹی لگ چکی تھی، اُستانی صاحبہ نے رخصت چاہی اور کمرۂ جماعت سے باہر نکل گئیں۔

مشق

سوال ا: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) قومی ترانے سے قبل کیا چیز تیار کی گئی تھی؟

(ب) قومی ترانے کی منظوری کس تاریخ کو ہوئی؟

(ج) کمیٹی نے سیکڑوں ترانوں میں سے کل کتنے ترانے منتخب کیے تھے؟

(د) ترانے کی تیاری کے لیے کمیٹی کن کے کہنے پر بنائی گئی؟

(ہ) پہلی بار قومی ترانہ کس تاریخ کو پیش کیا گیا؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- ہمارے ملک کے پہلے وزیرِ اعظم تھے:
(الف) سلامت علی خان (ب) نزاکت علی خان
(ج) لیاقت علی خان (د) صداقت علی خان

۲- چھاگلا صاحب نے تیار کی:
(الف) ملّی نغمے کی دُھن (ب) قومی ترانے کی دُھن
(ج) ملی ترانے کی دُھن (د) قومی نغمے کی دُھن

۳- مقابلے کے لیے قومی ترانے وصول ہوئے:
(الف) ۸۲۳ (ب) ۶۲۳ (ج) ۹۲۳ (د) ۷۲۳

۴- قومی ترانے میں ہیں:
(الف) دو بند (ب) تین بند (ج) چار بند (د) پانچ بند

۵- ہر بند مشتمل ہے:
(الف) تین مصرعوں پر (ب) چار مصرعوں پر
(ج) پانچ مصرعوں پر (د) چھے مصرعوں پر

۶- جب ہمارے وطن کا قومی ترانہ پڑھا جاتا ہے تو ہم احتراماً:
(الف) آنکھیں بند کر لیتے ہیں (ب) ہاتھ باندھ لیتے ہیں
(ج) کھڑے ہو جاتے ہیں (د) سر جُھکا لیتے ہیں

۷- ''ہِلال'' کا مطلب ہے:
(الف) پورا چاند (ب) آدھا چاند (ج) نیا چاند (د) بڑا چاند

سوال ۳: پانچ جملوں میں قومی ترانے کا مفہوم بیان کیجیے۔

☆ ''آنے جانے، کھانے پینے اور اُٹھنے بیٹھنے میں احتیاط کیجیے۔''
اِس جملے میں آنے جانے، کھانے پینے اور اُٹھنے بیٹھنے سے صوتی تکرار ظاہر ہو رہی ہے۔

سوال ۴: صوتی تکرار پر مشتمل دو جملے تحریر کیجیے۔

☆ ''اسمانے فاطمہ کو تحفہ بھیجا۔''

- وہ لفظ جس میں کسی کام کا کرنا پایا جائے، اُسے فعل کہتے ہیں۔
- وہ اسم جو کام کرنے والے کو ظاہر کرے اُسے فاعل کہتے ہیں۔
- وہ اسم جس پر کام کا اثر ہو اُسے مفعول کہتے ہیں۔

درج بالا جملے میں: لفظ اسما، فاعل ہے۔ لفظ تحفہ، مفعول ہے۔ لفظ بھیجا، فعل ہے۔

سوال ۵: تین جملے تحریر کیجیے جن میں فعل سے فاعل اور مفعول کا ربط ہو۔

سوال ٦: دیے گئے الفاظ کی تذکیر و تانیث کیجیے:

بیٹا، اُستانی، چڑا، مالن، عورت، مرغا

سرگرمیاں

۱۔ طلبہ دو ٹیمیں بنا کر قومی ترانے کی تشریح کرنے کا مقابلہ کریں گے۔
۲۔ طلبہ کسی مجوزہ موضوع (یومِ آزادی، تحریکِ آزادی، درختوں کے فوائد وغیرہ) پر مختصر مضمون لکھ کر کمرۂ جماعت میں سنائیں گے۔
۳۔ طلبہ چار گروہوں میں تقسیم ہو کر کسی سماجی تقریب کی کہانی بیان کریں گے۔ سب سے عمدہ کہانی پر استاد/ استانی اس گروپ کو اس مہینے کے ستاروں کا لقب دیں گی۔

برائے اساتذہ

۱۔ طلبہ کو قومی ترانے کی اہمیت سے واقف کرائیے۔
۲۔ ہر طالب علم کو قومی ترانہ زبانی یاد کرائیے۔
۳۔ ایک چارٹ تیار کرائیے جس پر قومی ترانہ خوب صورت تحریر کیا گیا ہو۔
۴۔ طلبہ سے گروپوں میں تقسیم ہو کر عمدہ کہانی سنانے کی حوصلہ افزائی کیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱- کتاب کا متن سُن کر اس سے متعلق اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات بتا سکیں۔
۲- غلط فقرات کو دُرست کر سکیں۔
۳- رسائل اور اخبارات کے لیے مضمون لکھ کر طباعت / اشاعت کے لیے بھیج سکیں۔
۴- قدرتی آفات اور ہنگامی صورت حال میں اپنی اور دوسروں کے بچاؤ کی تدبیر کر سکیں۔
۵-حالاتِ حاضرہ کے مسائل پر مؤثر اور مدلّل مباحثہ کر سکیں۔

اسکاؤٹنگ

اسکاؤٹنگ کی تنظیم طلبہ میں نظم وضبط، کردار کی بہتری اور ملک و قوم کی خدمت کا جذبہ بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس کا آغاز لندن میں ہوا۔ لارڈ بیڈن پاول نے ۱۹۰۷ء میں یہ تنظیم قائم کی۔ اِبتدا میں مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے بیس نوجوانوں کا کیمپ پرل ہاربر نامی جگہ پر لگایا گیا۔ شروع میں اس کا نام بوائے اسکاؤٹس تھا۔ ۱۹۰۹ء اس تنظیم کی پہلی ریلی میں لڑکیاں بھی بغیر مدعو کیے پہنچ گئیں اور اسکاؤٹ بننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ لارڈ بیڈن پاول نے اپنی بہن کی مدد سے لڑکیوں کے لیے بھی ایک ادارہ قائم کیا۔ اس طرح گرل گائیڈز نامی تنظیم وجود میں آئی۔ ۱۹۲۸ء میں گرل گائیڈز کی باقاعدہ عالمی تنظیم قائم ہوگئی، پاکستان میں بھی یہ دونوں تنظیمیں سرگرمی سے اپنا کام کر رہی ہیں۔

اس تنظیم میں شامل بچّوں کو پیغام رسانی کے مختلف طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ اسکاؤٹوں کو تربیت کے لیے جنگلوں اور ویرانوں میں لے جایا جاتا ہے، تاکہ ان میں خود اعتمادی پیدا ہو اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت پڑ سکے۔ تربیت کے دوران مختلف مقامات پر خیمے اسکاؤٹس خود نَصب کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مشکل حالات اور کم وسائل کے باوجود ضرورت کی چیزیں تیار کرنے کا فن بھی انھیں سکھایا جاتا ہے۔ آگ بجھانے، چھوٹے موٹے پُل اور راستے تعمیر کرنے کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ یہ کیمپ عموماً شہر سے باہر دور دراز مقامات پر لگائے جاتے ہیں۔ ضلعی، صوبائی اور قومی سطح پر لگنے والے ان کیمپوں میں اسکاؤٹس کے مختلف گروپ حصّہ لیتے ہیں تاکہ مل جُل کر کام کرنے کا موقع ملے اور مختلف زبانوں اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے بچوں میں ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔ اسکاؤٹنگ کی تنظیم اسکاؤٹس کو عملی تربیت دیتی ہے اور مشکلات کا شکار لوگوں کی مدد کے لیے تیار کرتی ہے۔ اسکاؤٹوں کو نیکی اور بھلائی کے کاموں کی ترغیب کے علاوہ کھانا پکانے، تیراکی اور زخمیوں کو ابتدائی طبّی امداد فراہم کرنے کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

دورانِ تربیت یہ اسکاؤٹ دن بھر کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ رات کے وقت مختلف کھیل تماشوں میں حصہ لیتے ہیں۔ سب سے اچھا پروگرام پیش کرنے والوں میں انعامات تقسیم کیے جاتے ہیں۔ بہترین اسکاؤٹوں کو بین الاقوامی کیمپ بھیجا جاتا ہے، جہاں وہ اپنے ملک کی نمایندگی کرتے ہیں۔ ہر طالب علم اس کا رُکن بن سکتا ہے، اسکاؤٹ تحریک میں شامل ہوتے وقت اسکاؤٹ باادب کھڑے ہو کر اسکاؤٹ سائن بنا کر "اسکاؤٹ وعدہ" دہراتے ہیں کہ:

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ، حضرتِ محمد رسول اللہ خاتم النّبیین صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَسَلَّم اور پاکستان کے عائد کردہ فرائض کی ادائیگی، دوسروں کی مدد اور اسکاؤٹ قانون کی پابندی میں اپنی پوری کوشش کروں گا۔

اسکاؤٹ مندرجہ ذیل قانون پر عمل کرتے ہیں۔

۱۔ اسکاؤٹ قابل اعتماد ہوتا ہے۔

۲۔ اسکاؤٹ وفادار و فرمانبردار ہوتا ہے۔

۳۔ اسکاؤٹ خوش اخلاق و مددگار ہوتا ہے۔

۴۔ اسکاؤٹ سب کا دوست اور ہر اسکاؤٹ کا بھائی ہوتا ہے۔

۵۔ اسکاؤٹ مہربان اور بہادر ہوتا ہے۔

۶۔ اسکاؤٹ کِفایت شعار ہوتا ہے۔

۷۔ اسکاؤٹ پاکیزہ اور ہنس مُکھ ہوتا ہے۔

سات سال سے گیارہ سال تک کے اسکاؤٹس "شاہین اسکاؤٹ" کہلاتے ہیں۔ اُن کا نَصبُ العَین "بلند پرواز" ہوتا ہے۔ ان کا اعلیٰ ترین رینک بیج "علامہ اقبال بیج" ہوتا ہے۔

گیارہ سال سے سترہ سال تک کے اسکاؤٹس "بوائے اسکاؤٹ" کہلاتے ہیں۔ اُن کا نَصبُ العَین "اَلمُستعِد" ہوتا ہے۔ ان کا اعلیٰ ترین رینک بیج "قائداعظم بیج" ہوتا ہے۔

سترہ سال سے پچیس سال تک کے اسکاؤٹس "روور اسکاؤٹ" کہلاتے ہیں۔ اُن کا نَصبُ العَین "خدمت" ہوتا ہے۔ ان کا اعلیٰ ترین رینک بیج "صدارتی روور اسکاؤٹ بیج" ہوتا ہے۔

اب لڑکیوں کو بھی اس تحریک میں "گرلز ان اسکاؤٹنگ" کے نام سے شامل کر لیا گیا ہے۔

اسکاؤٹس کا سلام بھی منفرد ہوتا ہے۔ یہ اپنے دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں کو اپنی پیشانی پر رکھ کر سلام کرتے ہیں۔

ان کا تالیاں بجانے کا انداز بھی دوسروں سے مختلف اور بہت ہی خوب ہوتا ہے۔

اس بات کی علامت کے طور پر اسکاؤٹ جب سلام کرتے ہیں تو وہ اپنی پیشانی پر تین انگلیاں رکھ کر سلام کرتے ہیں۔ اس تنظیم کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ بانیِ پاکستان جناب قائدِ اعظم محمد علی جناح کو جب اس تنظیم کے چیف اسکاؤٹ کا عہدہ پیش کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں پہلے اسکاؤٹ بننا پسند کروں گا۔ چناں چہ ۲۲ دِسمبر ۱۹۴۷ء کو پُر وقار تقریب میں انھوں نے اپنا بایاں ہاتھ جھنڈے پر رکھ کر دائیں ہاتھ سے اسکاؤٹس کا نشان بنا کر، اسکاؤٹ کا وعدہ پڑھا۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) اسکاؤٹ کی تربیت کے دو بنیادی مقاصد بتائیے۔

(ب) اس تنظیم کا آغاز کب اور کہاں ہوا؟

(ج) گرل گائیڈز نامی تنظیم قائم کرنے کی کیا وجہ تھی؟

(د) اسکاؤٹنگ کے کتنے اصول ہیں؟ کوئی پانچ اصول لکھیے۔

(ہ) قائدِاعظم اس تنظیم سے کب منسلک ہوئے؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- اسکاؤٹنگ کا آغاز لارڈ بیڈن پاول نے کیا:

(الف) ۱۹۰۹ء میں (ب) ۱۹۰۷ء میں

(ج) ۱۹۴۷ء میں (د) ۱۹۹۹ء میں

۲- اسکاؤٹس مشکل میں پھنسے ہوئے لوگوں کی کرتے ہیں:

(الف) مدد (ب) خدمت (ج) قیادت (د) رہ نمائی

۳- دن بھر کام کاج میں مصروف رہنے کے بعد اسکاؤٹس رات کو حصّہ لیتے ہیں:

(الف) سرگرمی میں (ب) باتوں میں

(ج) کھیل تماشوں میں (د) مقابلوں میں

۴- اسکاؤٹس اپنا خیمہ خود کرتے ہیں:

(الف) صحیح (ب) نصب (ج) تہہ (د) تیار

۵- اسکاؤٹنگ سے طلبہ میں خاص طور پر پیدا ہوتا ہے:

(الف) فن (ب) حوصلہ (ج) نظم و ضبط (د) اطمینان

۶- اسکاؤٹنگ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ طلبہ کو تیار کیا جائے:

(الف) کھیلوں میں حصّہ لینے کے لیے (ب) پیغام رسانی کے لیے

(ج) قانون پر عمل کے لیے (د) عملی زندگی کے لیے

سوال ۳: درج ذیل الفاظ کے جملے بنائیے:

علامت - مددگار - کفایت شعار - پاکیزہ - ہنس مکھ

سوال ۴: دیے گئے درست بیان پر (✓) اور غلط بیان پر (✗) کا نشان لگائیے۔

۱- سب اسکاؤٹس کو اپنا دوست سمجھوں گا۔ (   )

۲- صرف ملک کے قانون پر عمل کروں گا۔ (   )

۳- بیڈن پاول نے اسکاؤٹنگ لڑکیوں کے لیے شروع کی۔ (   )

۴- ۱۹۲۸ء میں گرل گائیڈز کی قومی تنظیم قائم ہوئی۔ (   )

سوال ۵: صحیح جملوں پر (✓) اور غلط جملوں پر (✗) کا نشان لگائیے۔

۱- میں نے کراچی جانا ہے۔ (   )

۲- دہی کھٹّا ہے۔ (   )

۳- لوگو! خُدا سے ڈرو۔ (   )

۴- بہ راہ مہربانی ہمارے گھر تشریف لائیے۔ (   )

۵- میں کن لفظوں میں آپ کا شکریہ ادا کروں۔ (   )

سوال ۶: سبق میں لفظ ''پُر وقار'' استعمال ہوا ہے جو دو لفظوں ''پُر'' اور ''وقار'' سے مل کر بنا ہے۔
اسی طرح ''پُر'' لگا کر پانچ الفاظ بنائیے۔

سرگرمیاں

۱- طلبہ کمرۂ جماعت میں اسکاؤٹس / گرل گائیڈز حاصل کردہ تجربہ بیان کریں گے۔

۲- طلبہ مختلف موضوعات پر مضمون لکھ کر کسی رسالے میں اشاعت کے لیے بھجوائیں گے۔

۳- طلبہ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو کر مختلف اقسام کی ہنگامی صورتِ حال سے نمٹنے کی تدابیر پر گفتگو کریں گے۔ مثلاً: گلی میں بارش کا پانی بھر جانا، گٹر لائن بند ہونے کی صورت میں گلی سے پانی کا نکاس، سیلاب یا زلزلے سے نمٹنے کا طریقۂ کار، آگ لگ جانے کی صورت میں بچاؤ کے طریقے وغیرہ۔

برائے اساتذہ

کمرۂ جماعت میں ہونے والی سرگرمیوں کی نگرانی کیجیے اور مضمون نویسی کے سلسلے میں طلبہ کی رہ نمائی فرمائیے۔

ہنگامی صورتِ حال سے نمٹنے کے طریقۂ کار اور تدابیر پر گفتگو کیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ :

۱- نظم کو اُن کی نوعیت کے مطابق موزوں تاثرات سے پڑھ سکیں۔
۲- اشعار پڑھنے میں شعر خوانی کا مخصوص انداز اپنا سکیں۔
۳- مناسب تاثرات کے ساتھ مزاحیہ / طنزیہ تقریر کر سکیں۔
۴- اپنی پسند کے خاکے / تصاویر / اشکال بنا کر ان کی خوبیاں بیان کر سکیں۔
۵- سُنی / پڑھی ہوئی پہیلیاں بوجھ کر ان کے جواب لکھ سکیں

ٹوٹ بٹوٹ کے مُرغے

ٹوٹ بٹوٹ کے دو مُرغے تھے — دونوں تھے ہُشیار
اِک مُرغے کا نام تھا گیٹو — اِک کا نام گٹار

اِک مُرغے کی دُم تھی کالی — اِک مُرغے کی لال
اِک مُرغے کی چونچ نِرالی — اِک مُرغے کی چال

اِک پہنے پتلون اور نیکر
اِک پہنے انگریزی ٹوپی
اِک پہنے شلوار
اِک پہنے دستار

اِک کھاتا تھا کیک اور بسکٹ
ایک چباتا لونگ سُپاری
اِک کھاتا تھا نان
ایک چباتا پان

دونوں اِک دن شہر کو نکلے
پہلے سبزی منڈی پہنچے
لے کر آنے چار
پھر لنڈے بازار

اِک ہوٹل میں انڈے کھائے
اِک ہوٹل میں سوڈا واٹر
اِک ہوٹل میں پائے
اِک ہوٹل میں چائے

پیٹ میں جوں ہی روٹی اُتری
دونوں اُچھلے، ناچے، کُودے
مُرغے ہوش میں آئے
دونوں جوش میں آئے

اِک بولا میں باز بہادر
اِک بولا میں لکّڑ بھگّا
تو ہے نِرا بٹیر
اِک بولا میں شیر

(صُوفی غلام مصطفیٰ تبسمؔ)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) ٹوٹ بٹوٹ نے کتنے مُرغے پالے تھے؟

(ب) مُرغوں کو ہوش کس وجہ سے آیا؟

(ج) مُرغے کھانا کھانے کے لیے کہاں گئے؟

(د) کھانا کھا کر دونوں نے کیا کِیا؟

(ہ) اس نظم کو کیا بات مزاحیہ بناتی ہے؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- مُرغے گھومنے کے لیے گئے:

(الف) بازار (ب) شہر (ج) گاؤں (د) جنگل

۲- اِک ہوٹل میں مُرغوں نے کھائے:

(الف) پائے (ب) چھولے (ج) نان (د) چپس

۳- اِک مُرغے کی دُم تھی:

(الف) سفید (ب) کالی (ج) سُرخ (د) پیلی

۴- ’’دستار‘‘ کا مطلب ہے:

(الف) ٹوپی (ب) پگڑی (ج) چادر (د) تاج

۵- ’’بہادری‘‘ خوبی ہوتی ہے:

(الف) باز کی (ب) بٹیر کی (ج) لگڑ بھگّے کی (د) مرغے کی

سوال ۳: دیے گئے الفاظ اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

جوش، سبزی منڈی، چائے، بہادر، چال

سوال ۴: اس نظم میں بیان کی گئی کہانی کو سادہ نثر میں لکھیے۔

سرگرمیاں

۱۔ طلبہ یہ نظم، شعر خوانی کا مخصوص انداز اپناتے ہوئے موزوں تاثرات کے ساتھ پڑھیں گے۔
۲۔ طلبہ کسی مزاحیہ یا طنزیہ موضوع پر کمرۂ جماعت میں مناسب تاثرات کے ساتھ تقریر کریں گے۔
۳۔ طلبہ نظم پڑھ کر نظم کے مضمون کے مطابق اپنی اپنی پسند کی تصاویر / خاکے / اشکال بنا کر اُستاد / اُستانی صاحبہ کو دکھائیں گے اور کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں گے۔ اس کے بعد اپنے اپنے فن پارے کی خوبیاں بیان کریں گے۔
۴۔ طلبہ مختلف اخبارات / رسالوں سے اپنی پسند کی پہیلیاں جمع کریں گے اور کمرۂ جماعت میں ایک دوسرے کو سُنا کر تحریری صورت میں آویزاں کریں گے۔

برائے اساتذہ

۱۔ نظم کو درست الفاظ، لب و لہجے اور آہنگ سے نظم کی بلند خوانی کیجیے۔
۲۔ نظم میں شامل نئے الفاظ کے معنی تختہ سیاہ کی مدد سے طلبہ کو لکھ کر سمجھائیے۔
۳۔ نئے الفاظ کے تلفظ کی ادائی میں ان کی مدد کیجیے۔
۴۔ دورانِ نظم خوانی بیان کردہ قصّے سے طلبہ کو واقف کرائیے۔
۵۔ طلبہ کو اس نظم میں موجود سبق سے آگاہ کیجیے کہ لڑائی کا نتیجہ محض نقصان پر مبنی ہوتا ہے۔
۶۔ طلبہ کے مابین پہیلیاں سننے، سنانے اور جواب بتانے کا مقابلہ منعقد کیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- استاد کی دی جانے والی نسبۃً طویل ہدایت سن کر اس پر عمل کر سکیں۔
۲- مختلف پیشوں سے متعلق کرداروں کو رول پلے کی صورت میں پیش کر سکیں۔
۳- موضوعات کی نوعیت کے اعتبار سے آدابِ گفتگو کا خیال رکھ کر حصہ لے سکیں۔
۴- لفظی اشاروں کی مدد سے بیس سطور پر مشتمل کہانی/ مضمون لکھ سکیں۔

سقّے کا گدھا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سقّا لوگوں کے گھروں پر پانی پہنچا کر اپنی گزر بسر کرتا تھا۔ اس کا کُل سرمایہ ایک مَریَل سا گدھا تھا، جس پر وہ چمڑے کی مشکوں کے ذریعے پانی ڈھونے کا کام کرتا تھا۔ سخت محنت کرنے اور مناسب غذا نہ ملنے کی وجہ سے گدھے کی حالت ابتر ہو چکی تھی۔

ایک دن شاہی اِصطَبل کے داروغہ نے اس کم زور و ناتواں گدھے کو دیکھا، جس کی پُشت پر اس کی طاقت سے زیادہ وزن لدا ہوا تھا اور وہ بہ مشکل چل پا رہا تھا۔ اسے گدھے پر بڑا ترس آیا۔ داروغہ نے سقّے سے کہا کہ تم بہت ظالم ہو۔ اس جان ور پر رحم کرو، اس طرح تو یہ مر جائے گا۔ اسے کچھ دن آرام کرنے دو اور خوب کھلاؤ پلاؤ تاکہ یہ تن درست و توانا ہو کر دوبارہ تمھاری خدمت کر سکے۔ سقّے نے عاجِزی سے ہاتھ جوڑے اور جواب دیا کہ حضور! خود مجھے دو وقت کی روٹی نصیب نہیں، دن رات محنت و مَشَقَّت کرنے کے بعد بھی میرے بیوی بچوں کو پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں ہوتا، میں اس گدھے کو اچھی خوراک کہاں سے کھلاؤں؟

یہ بات سُن کر نیک دل داروغہ رنجیدہ ہو گیا۔ اس نے ہم دردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سقّے سے کہا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو چند روز کے لیے اپنا گدھا میرے حوالے کر دو۔ میں اسے شاہی اصطبل میں

گھوڑوں کے ساتھ رکھوں گا۔ وہاں جو تازہ گھاس، چنے اور دانہ گھوڑوں کے لیے آتا ہے، وہ تمھارے گدھے کو بھی کھانے کو ملے گا۔ اس طرح یہ گدھا چند دنوں میں صحت مند ہو جائے گا۔ داروغہ کی یہ بات سَقّے کے دل کو لگی اور اس نے اپنا مَرِیَل گدھا اس کے حوالے کر دیا۔ داروغہ نے اسے لے جاکر شاہی اَصطبل میں باندھ دیا اور وہاں کے ملازموں کو ہدایت کر دی کہ وہ گدھے کے کھانے پینے کا خیال رکھیں۔

گدھا شاہی اَصطبل پہنچا تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں! ہر طرف عربی اور تُرک نسل کے شان دار گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ دو دو، تین تین نوکر ایک ایک گھوڑے کی خدمت پر مامور تھے۔ کوئی دانہ کھلا رہا ہے تو کوئی پانی پلا رہا ہے، کوئی مالِش کر رہا ہے تو کوئی کھرِیرا کرنے میں مشغول ہے۔

گدھے نے یہ منظر دیکھا تو اپنا منھ آسمان کی جانب اٹھایا اور شِکوہ کرتے ہوئے کہا:

"اے ربِّ عالَم! بے شک میں ایک معمولی گدھا ہوں، لیکن کیا تو میرا رب نہیں ہے؟ کیا گھوڑوں کی طرح میں تیری مخلوق نہیں ہوں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ دن رات محنت کرنے کے باوجود مجھے پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا اور دوسری طرف یہ گھوڑے ہیں جنھیں ایسا عیش و آرام مُیَسَّر ہے۔"

ابھی گدھے کے گلے شِکوے جاری تھے کہ اَصطبل میں چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی۔ معلوم ہوا کہ دشمن نے حملہ کر دیا ہے۔ گھوڑوں کے سائیس دوڑے دوڑے آئے، گھوڑوں پر زینیں کَسِیں اور انھیں سپاہیوں کے حوالے کر دیا۔

شام ڈھلے گھوڑے میدانِ جنگ سے واپس آئے تو ان کی چمکیلی جِلد خاک و خون سے لِتھڑی ہوئی تھی

اور جسم زخموں سے چُور تھے۔ گدھے نے یہ منظر دیکھا تو خوف سے لَرز اُٹھا۔ اس نے اپنا منھ ایک بار پھر آسمان کی طرف اُٹھایا اور رو کر کہنے لگا: ''اے میرے مالک! مجھے معاف فرما۔ میں نے تیری ناشکری کی اور تجھ سے شِکوَہ کیا۔ اب میں خوش ہوں کہ تو نے مجھے گدھا بنایا گھوڑا نہیں۔''

پیارے بچّو! اس حکایت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی کی ظاہری شان و شوکت کے فِریب میں آ کر خود کو بد قسمت مت سمجھو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اپنی حکمت و دانائی کے تحت پیدا کیا ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے کہ ہمارے لیے کیا اچھا ہے اور کیا بُرا۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) سَقّا کیا کام کرتا تھا؟

(ب) سَقّے کا گدھا کم زور اور ناتواں کیوں تھا؟

(ج) داروغہ کو گدھے پر کیوں تَرس آیا؟

(د) شاہی اَصطبل میں گدھا کیا دیکھ کر حیران ہوا؟

(ہ) گدھے نے اللہ تعالیٰ سے معافی کیوں مانگی؟

(و) اس حکایت سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱۔ گھروں پر پانی بھرنے والوں کو کہا جاتا ہے:

(الف) نائی (ب) حلوائی (ج) سَقّا (د) بڑھئی

۲۔ مناسب خوراک نہ ملنے کی وجہ سے گدھے کی حالت ہو گئی:

(الف) بہتر (ب) خراب (ج) بُری (د) ابتر

۳۔ سقّے کو نصیب نہیں تھی:

(الف) سونے کو چارپائی (ب) اوڑھنے کو رضائی

(ج) دو وقت کی روٹی (د) رہنے کی جگہ

۴- اِس کہانی کا سب سے اہم کردار ہے:

(الف) گھوڑا　(ب) گدھا　(ج) داروغہ　(د) سقّا

۵- سائیس کا کام دیکھ بھال کرنا ہے:

(الف) گدھوں کی　(ب) ملازموں کی

(ج) گھوڑوں کی　(د) بادشاہوں کی

سوال ۳: درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

سرمایہ - سامان ڈھونا - پُشت - اصطبل - مامور

سوال ۴: مترادف الفاظ کو آپس میں ملائیے:

جیسے:

کم زور	مشقت
محنت	توانا
عیش	ناتواں
شان	آرام
تن درست	شوکت

سوال ۵: یہ کہانی آپ کو کیسی لگی؟ پانچ جملوں میں لکھیے۔

سوال ٦: دیے گئے الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے بیس سطور میں ایسے جملے لکھیے جو ایک واقعاتی کہانی کا لطف دیں:

دادی جان، لڑائی، سعدیہ، سعید، کتاب، کھیل، تکیہ، چھٹی کا دن، کھلونا، صلح، دوستی

سرگرمیاں

۱- طلبہ اپنی پڑھی یا سنی ہوئی کہانی کاپی پر لکھ کر لائیں گے اور جماعت میں پڑھ کر سنائیں گے۔

۲- طلبہ کمرۂ جماعت میں رول پلے کی صورت میں مختلف پیشوں سے متعلق کرداروں پیش کریں گے۔

برائے اساتذہ

۱- طلبہ کو کہانی لکھنے میں مدد فراہم کیجیے۔

۲- طلبہ سے گفتگو کے دوران جائزہ لیجیے کہ وہ طویل ہدایات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کتنی اہلیت رکھتے ہیں؟

۳- طلبہ کو آدابِ گفتگو سے آگاہ کیجیے اور دیکھیے کہ وہ ان آداب کی پاس داری کرتے ہیں یا نہیں۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- کم از کم پانچ ہزار (۵۰۰۰) الفاظ ۷۰ سے ۸۰ فی صد تک درست تلفظ سے ادا کر سکیں۔
۲- عبارت میں موجود مواد و معلومات کو اپنے ذاتی تجربات و مشاہدات سے جوڑ سکیں۔
۳- کسی موضوع پر درست تلفظ، رفتار، تاثرات، اعتماد اور دلائل کے ساتھ تقریر کر سکیں۔
۴- مختلف ذرائع سے مواد اکٹھا کر کے اپنی تقاریر تیار کر کے پیش کر سکیں۔
۵- سبق میں دی گئی معلومات ترتیب، تسلسل اور ربط کے ساتھ لکھ سکیں۔
۶- ذاتی، تعلیمی، مذہبی اور سماجی کاموں کی از خود منصوبہ بندی کر کے ان پر عمل درآمد کر سکیں۔

اسٹیٹ بینک میوزیم (عجائب گھر) اور آرٹ گیلری

میوزیم (عجائب گھر) ایک ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں کسی قوم کی علمی، تاریخی، ثقافتی اہمیت کے حامل فن پاروں کو نہ صرف محفوظ کیا جاتا ہے، بلکہ انھیں نمائش کے لیے بھی پیش کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں کئی عمدہ قسم کے میوزیم اور آرٹ گیلریاں موجود ہیں۔ انھی میں ایک اسٹیٹ بینک میوزیم اور اس کی آرٹ گیلری بھی ہے۔

اسٹیٹ بینک میوزیم اور آرٹ گیلری (نگار خانے) کا قیام ۲۰۰۴ء میں عمل میں لایا گیا۔ یہ میوزیم کراچی کی مشہور شاہ راہ ایم-اے-جناح روڈ پر واقع ہے۔ اسٹیٹ بینک میوزیم کی یہ عمارت ماضی میں ہندوستان کے شاہی بینک (امپیریل بینک آف انڈیا) کی عمارت تھی، لیکن اب اس میں آثارِ قدیمہ کے نوادرات موجود ہیں۔ اس عمارت کی سیر کرتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وقت پیچھے کی جانب سفر کر رہا ہو۔

یہ میوزیم اس لیے بنایا گیا تھا کہ اسٹیٹ بینک کی تاریخی عمارت کے ساتھ ساتھ اس کے تمام تہذیبی و علمی ورثے کی حفاظت کی جائے۔ یہ اہم مقصد حاصل کرنے کے لیے ضروری تھا کہ ایک ایسی جگہ بنائی جائے جس میں سکّہ سازی اور آرٹ کے نادر ترین نمونے لوگوں کو ضروری معلومات فراہم کرتے دکھائی دیں۔ اس پورے عمل سے ملک میں عُلوم و فُنون کے شہ پاروں کی تاریخ اور روایت کی حوصلہ افزائی ہوئی

اور دیگر عجائب خانوں کے ساتھ ثقافتی تبادلے کو تقویت بھی ملی۔ میوزیم میں موجود یہ نوادرات جمع کرنے میں ٦ سال کا وقت لگا ہے۔

میوزیم میں چھے گیلریاں موجود ہیں۔ پہلی گیلری اسٹیٹ بینک کی تاریخ سے متعلق، دوسری بینک کے گورنروں سے متعلق، تیسری سکّوں پر مشتمل، چوتھی کرنسی گیلری، پانچویں اسٹیمپ گیلری اور چھٹی آرٹ گیلری ہے۔

میوزیم میں قدیم، نادر اور نایاب سکّوں کا ذخیرہ بھی موجود ہے۔ ان سکّوں میں ۵۰۰ سال قبلِ مسیح (ق.م) میں استعمال ہونے والے سکّے بھی موجود ہیں جو جنوبی ایشیا میں استعمال ہونے والی اوّلین کرنسی تھی۔ ۳۰۰ ق م میں ہندوستان پر جب سکندرِ اعظم نے حملے کیے تو اس وقت کے سکّے بھی یہاں موجود ہیں،

جن پر یونانی دیوتاؤں سے متعلق تصاویر کَندہ ہیں۔ ان سکّوں پر ہم یونانی قصّے کہانیوں کے کرداروں کی تصاویر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اکثر سکّوں پر ایک جانب یونانی کردار ''ہرکیولَس'' اور دوسری جانب یونانی دیوتاؤں کے بادشاہ ''زِیُوس'' کی تصویر کَندہ ہے۔ جہلم کے مقام پر سکندرِ اعظم نے ہندوستانی بادشاہ پورَس کو شکست دی تھی۔ اس فتح کی یادگار کے طور پر سکندرِ اعظم نے جو یادگاری سکّہ جاری کیا، وہ بھی اس میوزیم میں موجود ہے۔ سکندرِ اعظم کے بعد آنے والے حکمرانوں اور یونانی تہذیب کے آثار سکّوں کی صورت میں

اسٹیٹ بینک میوزیم میں محفوظ ہیں۔ اسی لیے اسے پاکستان میں سکّوں کا پہلا عجائب گھر (مَنی میوزیم آف پاکستان) (Money Museum of Pakistan) بھی کہا جاتا ہے۔

مغلوں کے دورِ حکومت میں سکّوں پر چہروں اور شکلوں کی جگہ فارسی خطّاطی نے لے لی۔ مغلیہ دور کے دیگر بادشاہوں کے مقابلے میں جلال الدین اکبر بادشاہ کے دور کے سکّے سب سے الگ ہیں۔ ان سکّوں پر عموماً بیل بُوٹے بنے ہوئے ہیں اور یہ سکّے گول اور چوکور شکل میں ہیں۔ میوزیم میں مغل دور کا ایک ایسا سکہ بھی موجود ہے، جس پر مغل ملکہ نور جہاں کا نام کندہ ہے۔ نور جہاں واحد مغل ملکہ ہیں، جن کا نام سکّے پر کندہ کیا گیا۔ یہاں پر شیر شاہ سوری کے دور کے سکّے بھی موجود ہیں، جنھیں روپیا کہا جاتا ہے۔

مغل دور کا خاتمہ ہوا تو سکّوں کے ڈیزائن بھی تبدیل ہوئے۔ سکھوں کے دور کے سکّوں پر بابا گرُو نانک کی تصویر کَندہ ہوتی تھی۔ ٹیپو سلطان کے دور کے سکّوں پر ہاتھی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ اسی طرح انگریز دور کے سکّوں پر انگریز فرماں رواؤں کی تصاویر کندَہ ہوتی تھیں۔

اس میوزیم میں موجود نوٹوں کی کرنسی گیلری بھی نوٹوں کی تاریخ بیان کرتی ہے۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر موجودہ عہد تک پاکستان میں کاغذی نوٹوں کے جاری کردہ تمام نمونے اس میوزیم میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

میوزیم کی دو چھتی (mezzanine floor) پر نام ور مُصَوِّر صادِقَین کے چار عظیم الشان فنِّ دیواری یا چھتی فن پارے (murals) موجود ہیں۔ دنیا میں صادِقَین کے فن پاروں کا یہ سب سے بڑا

مجموعہ ہے۔ عمارت کے سُتونوں کو بھی صادِقین کے فن پاروں سے مزیّن کیا گیا ہے۔ میوزیم میں صادِقین کی بنائی ہوئی ساٹھ فٹ لمبی اور آٹھ فٹ چوڑی دیواری پینٹنگ بھی موجود ہے، جس میں ان ۴۶ دانش وَروں کو دکھایا گیا ہے جنھوں نے اس دنیا پر اپنے اَثَرات مَرتّب کیے ہیں۔ اس میوزیم کا ایک حصہ دورِ حاضر کے نوجوان فن کاروں کے لیے مخصوص ہے، جن کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے فن پاروں کو بغیر کسی معاوضے کے نُمایش کے لیے رکھا جائے۔

جنوبی ایشیا کے تاریخی و تہذیبی نوادِرات محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ میوزیم اسٹیٹ بینک کی تاریخ، رُقُوم، سکّوں، مالیاتی پالیسی اور اس کے بدلتے ہوئے انداز سے متعلق آگاہی بھی فراہم کرتا ہے۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) عجائب گھر کسے کہا جاتا ہے؟

(ب) اسٹیٹ بینک میوزیم اور نگار خانوں کا قیام کب اور کہاں عمل میں آیا؟

(ج) اسٹیٹ بینک میوزیم کیوں بنایا گیا؟

(د) اسٹیٹ بینک میوزیم میں کس کس دور کے سکّوں کا ذخیرہ موجود ہے؟

(ہ) میوزیم میں کون کون سے نگار خانے موجود ہیں؟

(و) میوزیم کا ایک حصّہ نوجوان فن کاروں کے لیے کیوں مخصوص ہے؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- میوزیم میں موجود نوادرات کو جمع کرنے میں وقت لگا:

(الف) ۶ سال (ب) ۷ سال (ج) ۸ سال (د) ۹ سال

۲- واحد مغل ملکہ جس کا نام سکے پر کندَہ کیا گیا:

(الف) نور جہاں (ب) ممتاز محل (ج) زینت محل (د) نورالنساء

۳- میوزیم میں نگار خانے موجود ہیں:

(الف) ۴ (ب) ۵ (ج) ٦ (د) ۷

۴- میوزیم کے ذریعے ہمیں معلومات ملتی ہیں:

(الف) تاریخی (ب) علمی (ج) مالی (د) شاہی

۵- پرانے دور میں سکے اتنے اہم تھے کہ اُن پر تصویریں نقش تھیں:

(الف) اہم لوگوں کی (ب) بیل بوٹوں کی (ج) خطّاطی کی (د) جان وروں کی

سوال ۳: کیا آپ نے کبھی کسی عجائب گھر کا دورہ کیا ہے؟ اس کے بارے میں تحریر کیجیے۔

سوال ۴: درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

نمایش- نادر- ورثہ- قدیم- کندہ

سرگرمی

۱- طلبہ اپنے اساتذہ کے ساتھ کسی میوزیم کی سیر کریں گے اور حاصل شدہ معلومات تحریر کریں گے۔

راستا تلاش کیجیے۔ اس خرگوش کو بہت بھوک لگی ہے اور گاجر بھی کھانی ہے۔

برائے اساتذہ

۱- عجائب گھر کی اہمیت سے طلبہ کو روشناس کرائیے۔

۲- اگر آپ نے کسی میوزیم کا دورہ کیا ہو تو اس کی روداد طلبہ کے سامنے پیش کیجیے۔

۳- ایسے چارٹ تیار کیے جائیں جن کے ذریعے قبل مسیح، عیسوی، ہجری سال سے طلبہ کو واقف کیا جا سکے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ :

۱- مختلف ذرائع سے لطائف اور اقوالِ زریں جمع کر کے تاثرات کے ساتھ سنا سکیں۔

۲- یاد کی ہوئی نظم خوش خط لکھ سکیں۔

۳- نظم کے اشعار کی سادہ تشریح لکھ سکیں۔

۴- تحریری عبارت (نظم) میں زبان وبیان کی خامیاں تلاش کر سکیں۔

تِتلی

باغ میں رہنے والی تِتلی / پھول سے گہنے والی تِتلی
چُپکے چُپکے گانے والی / بستی سے شرمانے والی
اچھی تِتلی حال سُنا دے / مجھ کو تُو اک بات بتا دے
شہر سے تجھ کو نفرت کیوں ہے؟ / باغ سے اتنی اُلفت کیوں ہے؟
کیوں نہیں جاتی چمَن سے باہر؟ / اپنے سبز وطن سے باہر
ہاں میں سمجھا، ہاں میں سمجھا / پھول ہیں تیری جان، میں سمجھا
پھولوں پر تُو دل سے فدا ہے / پھولوں کا رس تیری غذا ہے
ہر غنچے پر گِرتی ہے تُو / خوش بُو لیتی پھرتی ہے تُو
یک ساں صبح وشام ہے تجھ کو / اپنے کام سے کام ہے تجھ کو
کاش! مجھے بھی شوق ہو، تِتلی / کام کا یوں ہی ذوق ہو، تِتلی
پھول سے جتنی تجھ کو ہے اُلفَت / مجھ کو کتابوں سے ہو محبَّت

عِلم کے ہر دم پھول چُنوں میں
کھیلنے والے کی نہ سنوں میں

(اختر شیرانی)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) تتلی کہاں رہتی ہے؟
(ب) تتلی کو باغ سے اُلفت کیوں ہے؟
(ج) تتلی کے لیے صبح و شام یک ساں کیوں ہیں؟
(د) اس نظم میں تتلی کی کون سی خوبی بیان کی گئی ہے؟
(ہ) شاعر نے اپنے لیے کیا دعا مانگی ہے؟
(و) اس نظم سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

سوال ۲: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- تتلی کا وطن ہے:
(الف) باغ (ب) جنگل (ج) درخت (د) بستی

۲- تتلی کی غذا ہے:
(الف) پھول (ب) پتّے (ج) پھولوں کا رس (د) گھاس

۳- تتلی ہر غنچے سے لیتی پھرتی ہے:
(الف) رنگ (ب) خوش بو (ج) ذائقہ (د) روشنی

۴- نظم ''تتلی'' کے شاعر ہیں:
(الف) اسماعیل میرٹھی (ب) اختر شیرانی (ج) علامہ اقبال (د) محمد حسین آزاد

۵- تتلی کی جان ہے:
(الف) پھل (ب) پھول (ج) دریا (د) سمندر

سوال ۳: اس نظم میں جو ملتی جلتی آواز والے الفاظ (قافیے) آئے ہیں، ان کی نشان دہی کیجیے۔

سوال ۴: نیچے دیے ہوئے مصرعوں کو صحیح لفظوں سے مکمل کیجیے:

۱- چکیے چکیے __________ والی

۲- پھول ہیں تیری __________ میں سمجھا

۳- کام کا یونہی __________ ہو تتلی

۴- مجھ کو __________ سے ہو محبت

سوال ۵: ان اشعار کا مطلب سادہ جملوں میں لکھیے:

۱- یک ساں صبح و شام ہے تجھ کو — اپنے کام سے کام ہے تجھ کو

۲- پھول سے جتنی تجھ کو ہے الفت — مجھ کو کتابوں سے ہو محبت

سرگرمیاں

۱- طلبہ یہ نظم یاد کر کے خوش خط لکھیں گے۔

۲- طلبہ کسی موضوع پر نظم لکھیں گے پھر دوستوں کے مشورے سے خامیاں تلاش کر کے درست کریں گے۔

۳- طلبہ لطائف اور اقوالِ زرّیں جمع کر کے کمرۂ جماعت میں تاثرات کے ساتھ سنائیں گے۔

برائے اساتذہ

۱- طلبہ کو اشعار کی نثر لکھنے میں مدد کیجیے نیز مزید نظمیں تلاش کرنے میں مدد کیجیے۔

۲- سرگرمیوں کے حوالے سے طلبہ کی مدد، رہ نمائی اور نگرانی کیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- سادہ خط لکھ سکیں۔
۲- لغت میں الفاظ کے معنی تلاش کر سکیں۔
۳- استفہامیہ جملے بنا سکیں۔
۴- سو تک گنتی اردو ہندسوں میں لکھ سکیں۔

خط

۳۰ جنوری ۲۰۲۳ء

الف ب ج

کراچی

عزیز دوست اریب

اَلسَّلام عَلیکم!

معذرت خواہ ہوں کہ تمھیں خط لکھنے میں تاخیر ہو گئی، مگر

ع "ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا"

جب بھی خط لکھنے بیٹھا بجلی دھوکا دے گئی اور ارادہ موقوف ہوا۔ ایک بار تو سوچا کہ کہیں سے چراغ لے آؤں مگر "جن" کا خیال آتے ہی ارادہ بدل دیا۔ خدا خدا کر کے آج موقع ملا تو یہ خط لکھ رہا ہوں اور معاشرتی حالات پر کڑھ رہا ہوں۔

ملک میں مسائل حد سے زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ بجلی کی آنکھ مچولی نے طلبہ کے لیے پڑھنا مشکل کر دیا ہے۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے نہ صرف طلبہ، بلکہ معاشرے کے تمام طبقات متاثر ہیں۔ درزی، ویلڈر، مکینک، جفت ساز، چوڑی ساز، سب کو شکوہ ہے کہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے ان کا کاروبار متاثر ہو رہا ہے۔ بجلی کے ساتھ ساتھ گیس کی کمی سونے پر سہاگا ہے۔ بچے بغیر ناشتا کیے اسکول جانے پر مجبور ہیں۔ گھروں کے چولھے ٹھنڈے پڑے ہیں۔ تندوروں پر لمبی لمبی قطاریں لگی ہیں۔ سڑکوں پر گاڑیوں کا ازدحام ہے۔ تنگ راستوں پر گاڑیاں دوڑتی نہیں رینگتی ہیں۔ وقت اور ایندھن دونوں کا زیاں ہوتا ہے۔ گاڑیوں سے

نکلنے والا دھواں ماحول کو بُری طرح متاثر کر رہا ہے۔ جِلد اور سانس کی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اب تک ہمیں اس مسئلے کی اہمیت کا احساس ہی نہیں۔

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ہم اپنے حالات سے کتنے لا تعلق ہیں۔ بڑھتی آبادی اور گھٹتے وسائل ہمارے تاریک مستقبل کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ وطنِ عزیز کو اس وقت قِلّتِ آب کے مسئلے کا سامنا ہے۔ زراعت کے لیے پانی کی شدید قلّت پیدا ہو چکی ہے۔ پینے کے لیے پانی خریدا جا رہا ہے۔ اگر اس مسئلے پر فوری توجہ نہ دی گئی تو ایک وقت آئے گا کہ پینے کا پانی بھی نایاب ہو جائے گا۔

آب رسانی و نکاسی کا نظام بھی توجہ طلب ہے۔ جگہ جگہ کچرے کے ڈھیر پڑے ہیں، گٹر اُبل رہے ہیں لیکن کسی کو کوئی پروا نہیں۔

ارے! معاف کرنا۔ میں بھی کیا باتیں لے بیٹھا۔ یہ تو ہمارے ملک کے عام مسائل ہیں جن سے سب واقف ہیں۔ خط لکھنے کا مقصد اپنی خیریت دینا اور تمھارا حال پوچھنا تھا۔ مجھے اُمید ہے کہ تم جلد خط کا جواب لکھ کر اپنی خیریت سے آگاہ کرو گے۔ اپنے والدین کو میرا سلام کہنا۔ اجازت چاہوں گا۔

اللہ حافظ

فقط تمھارا دوست

ا-ب-ج

حیدرآباد

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) کاتب کا تعلق کس شہر سے ہے؟

(ب) مکتوب اِلیہ کس شہر کا رہنے والا ہے؟

(ج) کاتب اور مکتوب الیہ کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟

(د) خط تاخیر سے لکھنے کی کیا وجہ تھی؟

(ہ) بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے معاشرہ کس طرح متاثر ہو رہا ہے؟

(و) جِلد اور سانس کی بیماریاں پھیلنے کا بنیادی سبب کیا ہے؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- طلبہ و طالبات کے لیے پڑھنا دشوار ہو گیا؟
(الف) اسکول بند رہنے کی وجہ سے (ب) کتابیں نہ ہونے کی وجہ سے
(ج) لوڈشیڈنگ کی وجہ سے (د) مہنگائی کی وجہ سے

۲- جفت ساز کا کام ہے:
(الف) کپڑے سینا (ب) جوتے بنانا (ج) گھڑی ٹھیک کرنا (د) اوزار بنانا

۳- سانس کی بیماریاں پھیلنے کا سبب ہے:
(الف) گندا پانی (ب) کچرے کے ڈھیر (ج) گاڑیوں کا دھواں (د) بڑھتی آبادی

۴- خط میں بیان کیے گئے ہیں:
(الف) پیشے (ب) مسائل (ج) ذاتی حالات (د) اِرادے

۵- خط میں اپنا پتا لکھا جاتا ہے:
(الف) صفحے کے شروع میں بائیں طرف (ب) صفحے کے شروع میں دائیں طرف
(ج) صفحے کے آخر میں بائیں طرف (د) صفحے کے آخر میں دائیں طرف

سوال ۳: درج ذِیل الفاظ کے جملے بنائیے:

موقوف، آنکھ مچولی، ازدحام، آگاہ، معذرت

سوال ۴: اپنے والد کو خط لکھ کر انھیں اپنی تعلیمی کارکردگی کے بارے میں بتائیے۔

سوال ۵: دیے گئے اردو ہندسوں کو انگریزی ہندسوں میں لکھیے۔

۸۱	۱۰	۷۹	۵۳	۳۸
۵۶	۷۰	۹۷	۱۴	۲

سوال ۶: دیے گئے الفاظ کی مدد سے استفہامیہ جملے بنائیے:

کیا؟ کب؟ کیوں؟ کیسے؟ کون؟ کہاں؟

سرگرمی کسی اخبار کے مدیر کو خط لکھیے کہ عوام کو کتنے معاشرتی مسائل درپیش ہیں۔

برائے اساتذہ بچوں کو خطوط کے مختلف نمونے لکھنے میں مدد فراہم کیجیے۔ نیز خط نویسی کی مشق بھی کرائیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- نئے الفاظ کو ان کے مطلوبہ معنی میں سمجھ سکیں۔
۲- مضمون سے متعلق اعلیٰ ذہنی سطح کے سوالوں کے جواب دے سکیں۔
۳- پڑھی ہوئی باتیں یاد رکھ کر بہ وقتِ ضرورت دہرا سکیں۔
۴- سابقے اور لاحقے کی مدد سے نئے الفاظ بنا سکیں۔
۵- جملے درست تلفظ، روانی اور تسلسل کے ساتھ ادا کر سکیں۔

ہم اور ہماری زمین

ہماری زمین نظامِ شمسی کے آٹھ سیّاروں میں سے ایک ہے۔ دیگر سات سیّاروں میں عُطارِد، زُہرہ، مِرّیخ، مشترِی، زُحل، یورینس اور نیپچوُن بھی اس میں شامل ہیں۔ ان سیّاروں میں سورج کی جانب سے زمین کا نمبر تیسرا ہے۔ اس کا ایک چاند بھی ہے۔ صدیوں تک زمین کو گیند کی طرح گول اور ساکت سمجھا جاتا رہا۔ بعدازاں سائنسی تحقیق نے یہ راز افشا کیا کہ زمین سنگترے کی طرح چپٹی اور متحرک ہے۔

زمین دو طرح سے حرکت کرتی ہے۔ ایک سورج کے گرد اور دوسری اپنے محور کے گرد۔ زمین کی محوری گردش سے دن اور رات بنتے ہیں اور سورج کے گرد مداری گردش سے ماہ و سال۔ زمین کی سورج کے گرد گردش دائرے کی شکل میں نہیں بلکہ بیضوی شکل میں ہوتی ہے، جس کی وجہ سے زمین پر موسمی تغیر رُونما ہوتا ہے۔ زمین کو اپنے محور کے گرد ایک چکر مکمل کرنے میں ۲۳.۹۳ گھنٹے ملتے ہیں یعنی ایک

دن چوبیس گھنٹوں کا نہیں ہوتا بلکہ چوبیس گھنٹوں سے کچھ کم وقتوں کا ہوتا ہے۔ ہماری زمین سورج کے گرد ایک چکر ۲۶.۳۶۵ دنوں میں مکمل کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک سال ۳۶۵ دنوں کا نہیں، بلکہ اس سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے۔ اس لیے ہر چوتھے سال فروری کے مہینے میں ایک دن کا اضافہ کر دیا جاتا ہے، یعنی ہر چوتھے سال فروری کا مہینا ۲۸ دنوں کے بہ جائے ۲۹ دنوں کا ہوتا ہے۔ اس سال کو لیپ کا سال کہا جاتا ہے جو ۳۶۵ دنوں کے بہ جائے ۳۶۶ دنوں کا ہوتا ہے۔

نظامِ شمسی میں زمین وہ واحد سیّارہ ہے جس پر زندگی موجود ہے۔ اس کی بنیادی وجہ زمین پر پانی اور آکسیجن کا وجود ہے۔ یہی وہ عناصر ہیں جو ہماری زمین کو دیگر سیاروں سے خاص اور منفرد بناتے ہیں۔ زمین کے ۷۱ فی صد حصے پر پانی پھیلا ہوا ہے، جس کا زیادہ تر حصہ سمندروں پر مشتمل ہے جب کہ زمین کے کرۂ ہوائی کا ۲۱ فی صد آکسیجن ہے۔ زمین ہی وہ سیارہ ہے جس پر انسانی زندگی کے لیے پانی اور آکسیجن کے ساتھ ساتھ مناسب حرارت اور روشنی بھی موجود ہے۔

زمین پر انسانی زندگی کا آغاز حضرت آدمؑ سے بتایا جاتا ہے۔ حضرت آدمؑ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو کرۂ ارض پر زندگی پہلے سے موجود تھی۔ لاکھوں قسم کے نباتات و حیوانات زمین پر اپنا وجود رکھتے تھے، جن میں انسان کا اضافہ بہت ہی معمولی تھا۔ لیکن انسان نے عقل و شعور کو کام میں لا کر زمین کی دیگر مخلوقات پر غلبہ حاصل کر لیا اور زمین کا مختارِ کُل بن بیٹھا۔

ارتقائی مراحل سے گزرتا ہوا انسان جدید دور میں داخل ہوا اور سائنسی علوم کی مدد سے ترقی کے زینے بڑی تیزی سے طے کرنے لگا۔ ترقی کے نشے میں چُور انسان کے ہاتھوں زمین کا ماحول بُری طرح متاثر ہوا۔ صنعتی ترقی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی آلودگی اور ماحولیاتی تبدیلیوں نے کئی قسم کے جان دار صفحۂ ہستی سے مٹا دیے۔ اکثر جان داروں کی زندگیاں خطرات سے دوچار ہیں اور نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ خود انسان کو اپنی بقا کی فکر لاحق ہے کیوں کہ آہستہ آہستہ زمین پر کھیت اور باغات کم ہونے لگے

ہیں، کھانے اور زندگی بسر کرنے کا سامان کم ہوتا چلا جارہا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے ناتے اپنی ذمے داریاں محسوس کرے اور ایسے اقدامات سے گریز کرے جن سے زمین کا ماحول تباہ ہو رہا ہے۔ اگر ہم نے اپنی یہ ذمّے داری پوری نہ کی تو عین ممکن ہے کہ یہ زمین جو زندگی کی معاون اور ضامن ہے، ہماری بقا کی ضمانت واپس لے لے۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) زمین کی سورج کے گرد گردش کس شکل کی ہے؟

(ب) لیپ کا سال کسے کہتے ہیں؟

(ج) ہر چوتھے سال فروری کے مہینے میں ایک دن کا اضافہ کیوں کیا جاتا ہے؟

(د) زمین پر زندگی کا وجود ہونے کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

(ہ) زمین پر جان داروں کی زندگی خطرات سے دوچار ہے۔ کیوں؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگایئے:

۱- سورج کی جانب سے سیّاروں میں زمین کا نمبر ہے:

(الف) دوسرا　(ب) تیسرا　(ج) چوتھا　(د) پانچواں

۲- نظامِ شمسی کے سیّاروں میں صرف ایک چاند ہے:

(الف) عطارد کا　(ب) زہرہ کا　(ج) مریخ کا　(د) زمین کا

۳- ہر چوتھے سال ایک دن کا اضافہ کیا جاتا ہے:

(الف) جنوری کے مہینے میں　(ب) فروری کے مہینے میں

(ج) مارچ کے مہینے میں　(د) اپریل کے مہینے میں

۴- کسی سیارے پر زندگی ہونے کی بنیادی نشانیاں ہیں:

(الف) نباتات اور حیوانات　(ب) سمندر اور پہاڑ

(ج) حرارت اور روشنی　(د) پانی اور آکسیجن

۵- ماحول کی آلودگی کی بڑی وجہ ہیں:

(الف) سمندر (ب) گیسیں (ج) صنعتیں (د) کُرّہ ہوائی

سوال ۳: درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

ساکت، متحرک، محور، بقا، بیضوی

☆ اردو میں نئے الفاظ بنانے کے لیے بعض اوقات اصل لفظ سے پہلے کسی جزو کا اضافہ کردیا جاتا ہے جو اصل لفظ کے معنی میں تبدیلی یا اضافہ کردیتا ہے۔ اس جزو کو جو اصل لفظ سے پہلے آتا ہے، سابقہ کہتے ہیں۔ مثلاً:

ادب سے بے ادب، سمجھ سے ناسمجھ، تعداد سے لاتعداد

سوال ۴: اب آپ درجِ ذیل سابقوں کی مدد سے دو دو نئے الفاظ بنایئے:

ان، بے، نا، لا، بد، خوش، غیر، اہل

☆ بعض اوقات نیا لفظ بنانے کے لیے اصل لفظ کے بعد کسی لفظ کا اضافہ کردیا جاتا ہے، جو اصل لفظ کے معنی میں اضافہ یا تبدیلی کردیتا ہے۔ ایسے لفظ کو لاحقہ کہا جاتا ہے۔ جیسے: دولت سے دولت مند، خوف سے خوف ناک، سائنس سے سائنس دان۔

سوال ۵: آپ درجِ ذیل لاحقوں کی مدد سے دو دو نئے الفاظ بنایئے:

مند، دان، ناک، انگیز، آرا، بان، پرست

سرگرمیاں

طلبہ نظامِ شمسی کا چارٹ بنائیں گے، جس میں تمام سیّارے سورج کے گرد گردش کرتے ہوئے دکھائے گئے ہوں۔ چارٹ کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں گے۔

برائے اساتذہ

۱- سبق کے علاوہ زمین اور نظامِ شمسی سے متعلق اضافی معلومات طلبہ کو فراہم کریں اور نظامِ شمسی کا چارٹ بنانے میں طلبہ کی مدد کیجیے۔

۲- پہلے سے متعینہ جملوں کے کارڈ بنایئے یا تختۂ تحریر پر لکھیے۔ انھیں درست تلفظ، روانی اور تسلسل سے طلبہ کے سامنے ادا کیجیے۔ پھر طلبہ سے یہی جملے ادا کروایئے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ :

۱- اسکول اور محلّے کا فلاحی کاموں میں از خود حصّہ لے سکیں۔

۲- اشعار اور نظمیں یاد کر کے انفرادی اور اجتماعی طور پر ترنم، لے اور آہنگ سے پڑھ سکیں۔

۳-سابقے اور لاحقے کی مدد سے الفاظ بنا سکیں۔

۴ نظموں میں دیے گئے مناظر، کیفیات اور حالات کی تشریح و توضیح کر سکیں۔

ایمان دار لڑکا

ایک لڑکا تھا بڑا ایمان دار
آزمایش ہو چکی تھی چند بار

ایک دن وہ نیک دل اور با حیا
اپنے ہم سائے کے گھر میں تھا گیا

تازہ تازہ بیر ڈلیا میں بھرے
بے حفاظت گھر میں ایسے ہی دھرے

لیکن اس نے بیر کو چھیڑا نہیں
ہو نہ جائے شبہ چوری کا کہیں

آگیا اتنے میں ہم سایہ وہاں
کھیل میں مصروف تھا لڑکا جہاں

اپنے بیروں میں نہ پائی کچھ کمی
ہو کے خوش لڑکے سے بولا آدمی

بیر یہ تم نے چُرائے کیوں نہیں؟
کیوں چُراتا ؟ چور تھا کیا میں کہیں؟

چور جب بنتا کہ جب کوئی دیکھتا
دیکھنے کو میں خود ہی موجود تھا

واہ وا! شاباش لڑکے واہ وا!
تو جوان مردوں سے بازی لے گیا

(اسمٰعیل میرٹھی)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) لڑکا کہاں کھیلنے گیا تھا؟

(ب) ڈلیا میں لڑکے نے کیا چیز دیکھی؟

(ج) لڑکے نے بیروں کو کیوں نہیں چھیڑا؟

(د) آدمی لڑکے سے کیوں خوش ہوا؟

(ہ) لڑکا جواں مردوں سے بازی کیوں لے گیا؟

سوال ۲: نظم کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱۔ بیر رکھے ہوئے تھے:

(الف) ٹوکری میں (ب) تھیلے میں

(ج) ڈلیا میں (د) چھبڑی میں

۲۔ لڑکا کھیل رہا تھا:

(الف) پڑوس کے گھر میں (ب) اپنے گھر میں

(ج) دوست کے گھر میں (د) خالہ کے گھر میں

۳۔ لڑکے نے بیروں کو نہیں چھیڑا کیوں کہ:

(الف) بیر پسند نہیں تھے (ب) بیر خراب تھے

(ج) بیر تھوڑے سے تھے (د) بیر اس کے نہیں تھے

۴۔ لڑکے میں یہ خوبی تھی:

(الف) سچ بولنے کی (ب) ایمان داری کی

(ج) بغیر اجازت چیز نہ لینے کی (د) چوری نہ کرنے کی

۵۔ آدمی لڑکے سے خوش تھا۔اس لیے کہ :

(الف) گھر کی حفاظت ہو گئی (ب) بیر چوری نہیں ہوئے

(ج) لڑکے نے صحیح جواب دیا (د) بیر پورے تھے

سوال ۳: اس نظم میں کیا کیفیت بیان کی گئی ہے۔

سوال ۴: درج ذیل دیے ہوئے لفظوں میں دیے ہوئے سابقے لگا کر نئے لفظ بنائیے:

جیسے: با + حیا = باحیا یا ہم + سایہ = ہم سایہ

وطن	وضو	جماعت	عمر	ادب
نصیب	قسمت	صورت	بُو	ایمان

سرگرمیاں

۱۔ طلبہ تین یا چار گروہوں میں تقسیم ہو کر بے اجازت کسی کی کوئی چیز نہ اٹھانے کے فائدے بیان کریں گے۔استاد/استانی زیادہ فائدے بتانے والے گروپ کو انعام دیں گے۔

۲۔ طلبہ مختلف گروپوں میں تقسیم ہو کر نظم کے شعروں کی تشریح کریں گے۔

۳۔ طلبہ نظم یاد کر کے انفرادی یا مجموعی طور پر کورس کی شکل میں ترنم سے پڑھیں گے۔

برائے اساتذہ

۱۔ طلبہ کی سر گرمیوں کی نگرانی کیجیے اور ضروری رہ نمائی کیجیے۔

۲۔ طلبہ کے تلفّظ اور شعری آہنگ کی رہ نمائی کیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- استاد کی گفتگو/ ہدایات سُن کر اپنے ساتھیوں کو دُرست طور پر بتا سکیں۔
۲- کہانی سن کر اس میں موجود کرداروں/ واقعات کا تجزیہ ترتیب وار بیان کر سکیں۔
۳- کرداروں کی مناسبت سے مکالموں کی اثر انگیز ادائی کر سکیں۔
۴- تقریب/ تیوہار/ میلے یا نمایش کو دیکھ کر اپنی پسند و ناپسند کی توجیہ کر سکیں۔
۵- اسکول میں ہونے والی تقریبات میں ذاتی مشاہدات اور تجربات پر مبنی تین سے چار منٹ کی تقریر کر سکیں۔
۶- تقریبات اور مذہبی و قومی تیوہاروں کا آنکھوں دیکھا حال سولہ سے بیس جملوں میں تحریر کر سکیں۔
۷- کرداروں کی مناسبت سے مکالموں کی اثر انگیز ادائی کر سکیں۔
۸- تعلیمی تقریبات میں میزبانی/ معاونت کر سکیں۔

سال کے بارہ مہینے

(اسٹیج کا منظر)

داہنی جانب خوب صورتی سے سجایا گیا ڈائس رکھا ہے۔ درمیان میں ایک بہت ہی دِیدہ زیب صوفہ سیٹ رکھا ہوا ہے۔ اس پر اسکول کے پرنسپل صاحب تشریف فرما ہیں۔ بائیں جانب کنارے پر چھوٹی سی سیڑھی لگائی گئی ہے، جس کے ذریعے مہمان اسٹیج پر آ، جا سکتے ہیں۔ اسٹیج کی سب سے دِیدہ زیب اور دل کش چیز اس کی پشت پر سجا ہوا بینر ہے، جس میں پاکستان کے سبز ہِلالی پرچم کو ملک کے مختلف خوب صورت مناظر کے درمیان سے اُبھارا گیا ہے۔ ہال بچوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ لوگ پروگرام کے آغاز کے بے چینی سے منتظر ہیں۔

(ایک آواز اُبھرتی ہے) عزیز بچو! السّلام علیکم۔

سامعین: (زوردار آواز میں) وعلیکم السّلام!

مسٹر سال: (ایک استاد) جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آج کی تقریب تمام دوستوں کو بارہ مہینوں کے بارے میں معلومات دینے کے لیے مرتّب کی گئی ہے۔

بچّے (اقراریہ لہجے میں): ہمیں معلوم ہے سر!

مسٹر سال: میں وقت ضایع کیے بغیر اپنے مہمانوں کو اسٹیج پر آنے کی دعوت دوں گا۔ میرے پہلے مہمان

ہیں: ”سبز ہلالی پرچم“۔

[سبز ہلالی پرچم (باوقار لباس میں ایک طالب علم) آئے اور انھوں نے اپنی نشست سنبھال لی]

میری دوسری مہمان ہیں ”مس قومی ترانہ“۔[اسٹیج پر ترانے کی دُھن اُبھری اور مِس قومی ترانہ (ایک طالبہ) بڑی شان سے آکر اپنی کرسی پر براجمان ہو گئیں]

[میرے اگلے مہمان ہیں”مینارِ پاکستان“ (مینارِ پاکستان (ایک کاغذی خاکہ پہنے ایک طالب علم) بڑے وقار سے آکر اپنی مخصوص نشست پر بیٹھ گیا۔]

میں اب پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ کلام پاک سے کرتا ہوں۔(مسٹر سال نے خود ہی تلاوت کی، نعت کے تین اشعار پڑھے اور اعلان کیا کہ اب ہمارا قومی ترانہ سنایا جائے گا۔) ہم سب ادب اور احترام سے کھڑے ہو کر سماعت کریں گے۔اس کے بعد مسٹر سال سامعین سے مخاطب ہوئے:

مسٹر سال: اب میں ساتھی کمپیئر ”میڈم مہینا“ کو زحمت دوں گا کہ وہ پروگرام کو آگے بڑھائیں۔

(ایک طالبہ میڈم مہینا کے کردار میں اسٹیج پر آئیں تو بچوں نے تالیاں بجا کر اُنھیں داد دی)

میڈم مہینا: (میڈم نے مسٹر سال کا شکریہ ادا کیا اور بچوں سے بولیں) پیارے بچّو! سال کے بارہ مہینوں کی مناسبت سے ہم نے تمام مہینوں کے کردار آپ کے سامنے پیش کرنے کا اہتمام کیا ہے جو باری باری اسٹیج پر آکر اپنے خاص واقعات کا ذکر کریں گے۔ سب سے پہلے میں بلا رہی ہوں...... جنوری آپا کو...... تو تشریف لاتی ہیں...... جنوری آپا۔

جنوری آپا: میرے دوستو! سدا سلامت رہو۔

بچّے: آمین!

جنوری آپا: پیارے بچّو! یکم جنوری کو ساری دنیا میں نئے سال کا جشن منایا جاتا ہے۔لوگ خیر اور سلامتی سے سال گزرنے کی دعائیں بھی کرتے ہیں۔(جنوری آپا یہ کہہ کر رخصت ہو جاتی ہیں)

میڈم مہینا: اب میں اظہارِ خیال کے لیے دعوت دے رہی ہوں...... مس فروری کو۔

مس فروری: (تالیوں کی گونج میں اسٹیج پر آتی ہیں) میں تمام ساتھیوں کو یہ بتانا چاہوں گی کہ میرے مہینے کی بڑی اہمیت ہے۔

بچّے(اِستعجابیہ انداز سے): اچھّا! وہ کیسے؟

مس فروری: میری اِبتدا ہوتے ہی ۵ تاریخ کو پورا پاکستان، اپنے کشمیری بھائیوں سے اظہارِ یک جہتی کے طور پر "یومِ کشمیر" مناتا ہے۔ کشمیر...... پاکستان کا دل اور اس کا لازمی حصہ ہے۔ ۵ فروری کو ہم اپنے کشمیری بھائیوں کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور انھیں اپنے وجود کا حصہ بنائے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

سامعین: واہ! واہ، واہ! ...... ماشاءاللہ۔اِن شاءاللہ!

میڈم مہینا: اب میں ایک اہم مہینے کو بلانے جا رہی ہوں۔ وہ ہے...... مسٹر مارچ!

مسٹر مارچ: (ہاتھ لہراتے ہوئے اسٹیج پر آتے ہیں۔ سب بچے لہکنے لگتے ہیں) ساتھیو! میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ ۲۳/ تاریخ میرے مہینے کی خاص تاریخ ہے۔ پاکستان کے وجود کی اِبتدا اسی تاریخ سے ہوئی، جب لاہور میں ٹھیک اسی جگہ جہاں اب مینارِ پاکستان واقع ہے، ہمارے پیارے وطن کے قیام کی قرارداد منظور کی گئی جسے "قراردادِ پاکستان" کے نام سے موسُوم کیا گیا۔

بچّے: ہاں! اور یہ دن ہم "یومِ پاکستان" کے نام سے ہر سال مناتے ہیں۔

مسٹر مارچ: بالکل صحیح! پاکستان میں اس دن عام تعطیل ہوتی ہے اور اسکول، کالج، یونی ورسٹی، لائبریری، غرض ہر جگہ میرے ہی قصے ہوتے ہیں۔ (مسٹر مارچ رخصت ہوتے وقت مینارِ پاکستان اور "سبز ہلالی پرچم" سے ہاتھ ملاتے ہیں)

میڈم مہینا: اور اب تشریف لاتے ہیں بہار کے رنگ سے سجے "ماہِ اپریل"۔

ماہِ اپریل: دوستو! میرے مہینے کے دو دن نہایت اہم ہیں۔ ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو ہمارے عظیم رہ نما علامہ اقبال کا انتقال ہوا اور ۲۲ اپریل کو ساری دنیا یومِ ارض مناتی ہے۔

میڈم مہینا: اب ہم بلاتے ہیں "مس مئی" کو کہ وہ آ کر اپنے بارے میں بتائیں۔

مس مئی: میرا آغاز ہی ایک تیوہار سے ہوتا ہے جو یکم مئی "یومِ مزدور" کے طور پر پوری دنیا میں منایا جاتا ہے۔ ساری دنیا کے لوگ اس دن محنت کشوں کی محنت اور عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔ ۲۸ مئی کو ہمارا ملک ایٹمی طاقت بن گیا۔ یہ دن ہم یومِ تکبیر کے طور پر مناتے ہیں۔

میڈم مہینا: اب میں مسٹر جُون اور مس جولائی کو ایک ساتھ اسٹیج پر بلاؤں گی۔

مسٹر جون اور مس جُولائی: ہمارے مہینوں میں مون سُون ہوائیں چلتی ہیں۔ سیاہ بادل چھا جاتے ہیں اور

خوب برسات ہوتی ہے۔ بچّے خاص طور پر ہمیں بہت زیادہ یاد رکھتے ہیں، کیوں کہ ہم انھیں گرمیوں کی چھٹیوں کا تحفہ جو دیتے ہیں۔

بچّے: یہ تو ہے! ان مہینوں میں دل خوش ہو جاتا ہے۔

میڈم مہینا: اب میں مسٹر سال کو ایک بار پھر زحمت دوں گی کہ وہ اسٹیج پر تشریف لائیں اور مزید مہمانوں کو دعوتِ خطاب دیں۔

(مسٹر سال ہاتھ ہلاتے ہوئے ایک بار پھر اسٹیج پر آتے ہیں اور آکر مائک سنبھال لیتے ہیں)

مسٹر سال: شکریہ میڈم مہینا۔ میں اب خطاب کی دعوت دے رہا ہوں مسٹر اگست کو۔

(مسٹر اگست کی آمد پر تمام بچے کھڑے ہو کر تالیاں بجا کر اِستقبال کرتے ہیں۔ مہمانانِ گرامی بھی بچّوں کا ساتھ دیتے ہیں)

مسٹر اگست: دوستو! میں آپ کو فخریہ طور پر یہ بتانا چاہوں گا کہ مجھے تمام مہینوں پر برتری حاصل ہے۔ کیوں کہ اس ماہ ۱۴/ اگست آتی ہے اور اس دن ہمارا پیارا پاکستان قائم ہوا۔ پوری قوم بڑے جوش و خروش سے آزادی کا جشن مناتی ہے۔ یہ دن پاکستانی عوام کے لیے کسی طرح عید سے کم نہیں ہے۔

طلبہ: واہ وا! مزا آگیا! کیا شان دار بات بتائی ہے!

مسٹر سال: اب میں گزارش کروں گا مسٹر ستمبر سے کہ وہ تشریف لائیں۔

مسٹر ستمبر: سامعین! میرے حصّے میں دو تیوہار آتے ہیں، پہلا اہم دن ۶/ ستمبر کا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں ہمارے دشمن نے رات کے اندھیرے میں چھپ کر ہمارے وطن پر چڑھائی کر دی تھی۔ ہماری بہادر فوج نے دشمن کا حملہ ناکام بنایا اور انھیں ناکوں چنے چبوا دیے۔ ہم اس دن ''یومِ دفاعِ پاکستان'' مناتے ہیں۔ اگلے ہی دن ۷ ستمبر کو ''یومِ فضائیہ'' منایا جاتا ہے۔ اس دن ہماری فضائیہ کے عظیم ہوا باز ایم۔ایم۔عالم نے چند سیکنڈوں میں دشمن کے بہت سے طیّارے فضا ہی میں مار گرائے تھے۔ پھر ۸ ستمبر کو پوری دنیا میں یومِ خواندگی منایا جاتا ہے۔ اس کے بعد ۱۱ ستمبر بابائے قوم قائدِ اعظم کا یومِ وفات ہے۔

مسٹر سال: اور اب تشریف لاتے ہیں مسٹر اکتوبر۔

مسٹر اکتوبر: میرے مہینے کی ١٦/ تاریخ کو پاکستان کے پہلے وزیرِ اعظم اور قائدِ اعظم کے دستِ راست، لیاقت علی خان شہید ہوئے۔ اس دن تحریکِ پاکستان کے اِس عظیم رہ نما کو خراجِ تحسین پیش کیا جاتا ہے۔

میرے دوستو! میرے مہینے کی ۵ تاریخ کو پوری دنیا یومِ استاد مناتی ہے جو اپنی محنت سے ملک و قوم کے ہونہاروں کو علم کے زیور سے آراستہ کرتے ہیں۔

مسٹر سال: میں اب زحمت دوں گا مسٹر نومبر کو کہ وہ آکر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

مسٹر نومبر: میں وہ مہینا ہوں جس میں پاکستان کا خواب دیکھنے والے عظیم لیڈر علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کا یومِ پیدائش ۹/ نومبر کو منایا جاتا ہے۔ پورے پاکستان میں اُن کی عظیم خدمات کو یاد کرنے کے لیے شان دار تقارِیب کا اِہتمام کیا جاتا ہے۔ اس مہینے کی ٢٠ تاریخ کو پوری دنیا یومِ اطفال مناتی ہے۔

مسٹر سال: اور اب میں زحمت دے رہا ہوں آخری مہینے، مسٹر دسمبر کو۔

مسٹر دسمبر: مجھے یوں بھی عزت حاصل ہے کہ پاکستان کے بانی قائدِ اعظمؒ ٢٥/ دسمبر کو پیدا ہوئے۔ اس دن ملک میں عام تعطیل ہوتی ہے۔ تقاریب منعقد کی جاتی ہیں، جن میں اُن کی شخصیت کو بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس تاریخ کو بین الاقوامی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی یاد منائی جاتی ہے۔

مسٹر سال: اب میں اس خُوب صورت اور پُر بہار تقریب کے اختتام پر جناب پرنسپل صاحب کو اختتامی خطاب کی دعوت دے رہا ہوں۔

پرنسپل صاحب (نہایت پُر مسرّت انداز میں): عزیز بچّو! آج میری خوشی کی انتہا نہیں ہے، کیوں کہ آپ لوگوں نے جس شان دار اور انوکھے انداز سے یہ تقریب منعقد کی، اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس تقریب میں حصہ لینے والے ہر بچے کو سلام پیش کرتا ہوں اور اس کے لیے سرٹیفکیٹ کے علاوہ نقد انعام کا بھی اعلان کرتا ہوں۔

اس اعلان کے بعد تمام بچّے، استاد اور سامعین دیر تک واہ، وا- واہ وا کے نعرے بلند کرتے ہیں، تالیاں بجا بجا کر پرنسپل صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں۔

(تقریب شان دار طریقے سے اختتام کو پہنچتی ہے)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) اسٹیج کو تحریکِ پاکستان کے کن عظیم راہ نماؤں کی تصاویر سے سجایا گیا تھا؟

(ب) پروگرام میں سال کے کتنے مہینوں نے شرکت کی؟

(ج) کشمیریوں سے اظہارِ یک جہتی کا دن ہم کس تاریخ کو مناتے ہیں؟

(د) کس ماہ کا استقبال تمام شرکا نے کھڑے ہو کر کیا؟

(ہ) ۲۳/مارچ کو کون سا اہم واقعہ رونما ہوا تھا؟

(و) کون سے دو مہینوں کو اسٹیج پر ایک ساتھ بلایا گیا؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- بانیِ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کا یومِ پیدائش ہے:

(الف) ۲۵ دسمبر کو (ب) ۲۵ جنوری کو (ج) ۲۵ فروری کو (د) ۲۵ اگست کو

۲- ۲۳/مارچ کو ہم مناتے ہیں:

(الف) یومِ مزدور (ب) یومِ دفاع (ج) یومِ کشمیر (د) یومِ پاکستان

۳- جون، جولائی میں موسم ہوتا ہے:

(الف) سردی کا (ب) بہار کا (ج) گرمی کا (د) خزاں کا

۴- ہم مختلف قسم کے دن مناتے ہیں:

(الف) دوسروں کی خوشی کے لیے (ب) واقعات و شخصیات کی یاد منانے کے لیے
(ج) بڑے لوگوں کو سلام پیش کرنے کے لیے (د) مختلف تیوہار منانے کے لیے

۵- اِس سبق کا انداز ہے:

(الف) مزاحیہ (ب) تفریحی (ج) مکالماتی (د) تقریری

سوال ۳: درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو "نے–پر–کو–تک" کا درست استعمال کرتے ہوئے پُر کیجیے:

۱- بھائی جان.......... کراچی جانے کا ارادہ کیا تو میں انھیں بس اسٹاپ.......... پہنچا آیا۔

۲- قراردادِ پاکستان، لاہور میں مینارِ پاکستان کے مقام.......... منظور کی گئی۔

۳- شاہد.......... منظور کے آنے.......... آئس کریم.......... ہاتھ.......... نہ لگایا۔

۴- مہمانوں کے آنے.......... تم وہیں پر ٹھہرو۔

۵- میں نے بکری کے بچے.......... دیکھا، وہ سر سے پیر.......... سفید تھا۔

سوال ۴: دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

احسان، نشست، پتنگ بازی، تقریب، مزدور، شب برأت

سوال ۵: اس سبق کو پڑھ کر بیان کیے گئے قومی تیوہاروں کے نام لکھیے۔

سوال ۶: اسٹیج پر کن کن شخصیات کو مہمانوں کے طور پر بلایا گیا تھا؟

سوال ۷: آپ نے کسی قومی تقریب میں ضرور شرکت کی ہوگی۔ ایسی ہی کسی تقریب کا حال دس سطروں میں تحریر کیجیے۔

سرگرمیاں

۱- بچے اسی انداز میں ڈراما کمرۂ جماعت میں پیش کریں گے۔

۲- طلبہ اسکول میں ۱۴/ اگست یا ۲۵/ دسمبر کا دن منائیں گے اور کسی خاص مہمان کو بلا کر اس دن کی مناسبت سے تقریب منعقد کریں گے اور میزبانی کے فرائض بھی انجام دیں گے۔

برائے اساتذہ

۱- طلبہ کو سال کے تمام مہینوں کے نام یاد کرائیے۔

۲- سبق میں دیے گئے قومی تیوہاروں کے متعلق مختلف طلبہ سے جوابات حاصل کیجیے۔

۳- بارہ مہینوں کا ایک خوب صورت چارٹ مرتب کروائیے، جس میں ہر مہینے کے سامنے اسی مناسبت سے قومی تیوہار درج ہوں۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ :

۱- سُنی/پڑھی ہوئی اہم باتیں یاد رکھ کر دہرا سکیں۔

۲- عبارت سُن کر تجزیاتی سوالات کے جواب دے سکیں۔

۳- معلوماتی تحریر پڑھ کر اس کی معلومات ترتیب وار بیان کر سکیں۔

میں ہوں متوازن غذا

پیارے بچو! میرا نام متوازن غذا ہے۔ میں پودوں، پھل دار درختوں، جان وروں، معدنیات اور پانی سے مل کر بنتی ہوں۔ میں آپ کو صحت مند اور توانا بناتی ہوں، تاکہ آپ اپنے روزمرہ کے کام اچھی طرح انجام دے سکیں۔ میرے چھے اجزا ہیں جن کے نام پروٹین (گوشت)، نشاستہ (چکنائی)، معدنیات، حیاتین اور پانی ہیں۔

اب میں آپ کو بتاتی ہوں کہ میرے یہ اجزا آپ کو کیا فائدہ پہنچاتے ہیں؟

لحمیات

پانی کے بعد آپ کے جسم میں سب سے زیادہ مقدار لحمیات (پروٹین) کی ہوتی ہے۔ پروٹین

گوشت، مچھلی، انڈے، دودھ، دہی، گیہوں، مٹر، لوبیا، سیم کی پھلی، ماش، مونگ اور مسور کی دال وغیرہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ پروٹین (گوشت) آپ کے جسم کے خلیوں (Cells) کی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کرتا ہے اور انھیں مضبوط رکھتا ہے۔

نشاستہ

نشاستہ چاول، آلو، شکر قندی، مکئی، مونگ پھلی، گنے، شکر اور گڑ میں پایا جاتا ہے اور جسم کو قوت بخشتا ہے۔ اسے آپ ہمیشہ مناسب مقدار میں استعمال کریں۔

چکنائی

آپ چکنائی مختلف اشیاء سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مثلاً: مکھن، گھی اور مختلف بیجوں سے نکالا ہوا تیل۔ چکنائی آپ کے جسم میں حرارت اور قوت پیدا کرتی ہے مگر اس کا زیادہ استعمال ہاضمے کا نظام خراب کر دیتا ہے۔

حیاتین

حیاتین ایسے اجزا ہیں جو مختلف چیزوں میں تھوڑی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ یہ آپ کو مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ ان کی مختلف اقسام ہیں مثلاً: وٹامن K,E,D,C,B,A.

معدنیات

معدنیات آپ کے جسم میں خون کے نظام کو رواں رکھتی ہے۔ لاہوری نمک تو آپ کھانے میں اکثر استعمال کرتے ہیں، اس کے علاوہ دوسرے نمکیات سبزیوں، پھلوں اور دوسری غذاؤں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی کمی سے آپ مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

پانی

پانی غذا کے مختلف اجزا آپ کے جسم کے تمام حصوں میں لے جاتا ہے اور آپ کی غذا کو ہضم کرنے میں بھی مدد دیتا ہے۔ صحت مند رہنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ صاف ستھرا محفوظ پانی استعمال کریں۔ صاف پانی کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ فلٹر پلانٹ کا پانی استعمال کیا جائے۔ اگر آپ دیکھی

علاقوں میں رہتے ہیں اور کنووں، نلکوں اور نہروں کا پانی استعمال کرتے ہیں تو اس میں موجود معدنیات اور ریت کے ذرّات کو کسی باریک کپڑے سے چھانیں اور اُبال کر پیئیں۔

یہ بات آپ اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ اچھی غذا حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ سب گائے، بکریاں، مرغیاں اور مچھلیاں پالیں تاکہ آپ کو صحت مند متوازن غذا یعنی دودھ، انڈے اور گوشت حاصل ہو۔ دیہی علاقوں میں یہ عمل فوری طور پر شروع کیا جاسکتا ہے اور شہری علاقوں میں بھی بکریاں، مرغیاں اور مچھلیاں آپ کے گھر کی چھتوں پر پالی جاسکتی ہیں۔ اس عمل سے آپ کے غذائی مسائل بھی حل ہوں گے اور آپ صحت مند زندگی گزاریں گے۔

مشق

سوال ۱: سوال سُن کر جواب دیجیے:

(الف) متوازن غذا کیوں ضروری ہے؟

(ب) اچھی صحت برقرار رکھنے کے لیے کس چیز کی ضرورت ہے؟

(ج) پروٹین ہمارے جسم میں کیا کام انجام دیتا ہے؟

(د) نشاستہ کن چیزوں میں پایا جاتا ہے؟

(ہ) معدنیات کس نظام کو رواں رکھتے ہیں؟

(و) حیاتین کا کیا فائدہ ہے:

سوال ۲: دیے ہوئے الفاظ کو خوش خط لکھیے:

روزمرّہ	پروٹین	نشاستہ	حیاتین	چکنائی
پانی	خلیوں	حرارت	ہاضمہ	

سوال ۳: نیچے دیے ہوئے بیانات پڑھ کر صحیح جواب پر دائرہ لگائیے:

۱- لوبیا اور سیم کی پھلیوں میں پایا جاتا ہے:

(الف) نشاستہ (ب) حیاتین (ج) پروٹین (د) معدنی نمک

۲- چاول اور مونگ پھلی میں پایا جاتا ہے:

(الف) نشاستہ (ب) حیاتین (ج) پروٹین (د) معدنی نمک

۳- اس کے زیادہ استعمال سے ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے:

(الف) پروٹین (ب) چکنائی (ج) معدنی نمک (د) حیاتین

۴- ان کے استعمال سے ہم بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں:

(الف) نشاستہ (ب) چکنائی (ج) حیاتین (د) پروٹین

۵- غذا کو ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے:

(الف) نشاستہ (ب) پانی (ج) معدنی نمک (د) گوشت

سوال ۴: اس سبق سے آپ نے کیا سیکھا؟ کون سے نئے الفاظ پڑھے؟ کیا بات یاد رکھنے کی ہے؟ یہ سب یہاں لکھیے۔

____

____

____

____

برائے اساتذہ

طلبہ کو جوڑیوں (Pairs) میں تقسیم کر کے متوازن غذا کا ایک ایک جز تفویض کیجیے کہ پڑھیں اور اپنے ساتھ بیٹھی ہوئی طلبہ کی دوسری جوڑی کو اپنی تفہیم بتائیں۔ اس کے بعد متوازن غذا کے اجزا اور ان کی ضرورت و افادیت پر کل جماعتی بحث کرائیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- حروفِ جار، عطف اور شرط و جزا کا استعمال کر سکیں۔

سُلطانہ رَضیہ

سر پر اُس کے تاج سنہری
کمر سے بندھی ہوئی تلوار
جھک کر دی فوجوں نے سلامی
جب گھوڑے پر ہوئی سوار
دہلی کی سلطان تھی رضیہ
اپنی فوج کی تھی سالار
شان سے نکلی اُس کی سواری
سج گئیں گلیاں اور بازار
دانا، مُنصف اور بہادر
لاثانی اس کا کردار
اب تک ہے تاریخ میں روشن
اُس کی حکومت، اُس کا وَقار
راج دِلوں پر کرتی تھی وہ
لوگوں کو تھا اُس سے پیار

(فہمیدہ ریاض)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) سلطانہ رضیہ کون تھی؟

(ب) سلطانہ رضیہ میں کون کون سی خصوصیات تھیں؟

(ج) سلطانہ رضیہ کا کردار ہمیں کیا سبق سکھاتا ہے؟

(د) سلطانہ رضیہ کے علاوہ کسی ایک مشہور شخصیت کا نام لکھیے۔

(ہ) وہ کون لوگ ہوتے ہیں جو اچھے ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں؟

سوال ۲: سبق کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱۔ سلطانہ رضیہ سلطان تھیں:

(الف) آگرہ کی (ب) لاہور کی (ج) دہلی کی (د) فوج کی

۲۔ جب رضیہ سلطان کی سواری نکلتی تھی تو سج جاتے تھے:

(الف) شہر (ب) بازار (ج) گھوڑے (د) سالار

۳۔ رضیہ سلطانہ دانائی، انصاف اور بہادری میں تھی:

(الف) اوّل (ب) روشن (ج) بے مثال (د) باوقار

۴۔ اچھے حاکموں سے پیار کرتے ہیں:

(الف) عقل مند (ب) انصاف پسند (ج) بہادر (د) عوام

۵۔ سلطانہ رضیہ کی طرح خواتین بن سکتی ہیں:

(الف) فوجی افسر (ب) حکومتی عہدے دار (ج) ملک کی سربراہ (د) بہادر سپاہی

سوال ۳: درست مصرع لکھ کر شعر مکمل کیجیے:

۱۔ جھک کر دی فوجوں نے سلامی ______________

۲۔ ______________ لاثانی اُس کا کردار

۳۔ راج دلوں پر کرتی تھی وہ ______________

۴۔ اب تک ہے تاریخ میں روشن ______________

۵۔ ______________ لوگوں کو تھا اُس سے پیار

سوال ۴: اس نظم کو زبانی یاد کیجیے، درست انداز سے پڑھ کر سنائیے اور خوش خط لکھیے۔

سرگرمیاں

۱- طلبہ مختلف گروپوں کی شکل میں شعر خوانی کا مخصوص انداز اپنا کر سنائیں گے۔
۲- سلطانہ رضیہ کے علاوہ کسی اور مشہور تاریخی شخصیت کے بارے میں معلومات تلاش کریں گے اور کمرۂ جماعت میں سنائیں گے۔
۳- طلبہ تاریخی شخصیات کی تصاویر جمع کریں گے اور کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں گے۔

درج ذیل الفاظ تلاش کریں اور ان کے گرد دائرہ بنائیں

تاریخ، فوج، تلوار، گھوڑے، حکومت

گ	ح	ک	و	م	ت
ھ	ا	ف	ج	ت	ا
و	ت	ل	و	ا	ر
ڑ	و	ح	چ	ج	ی
ے	ی	ٹ	ن	ق	خ

برائے اساتذہ

۱- طلبہ کو شعر خوانی کا مخصوص انداز سکھانے کے لیے عملی نمونہ پیش کیجیے۔
۲- طلبہ کو مزید تاریخی شخصیات کی معلومات تصاویر جمع کرنے میں مدد کیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ :

۱- اشاراتی لفظ سُن کر کہانی سنا سکیں۔
۲- مکالماتی تحریریں مخصوص تاثرات اور آہنگ سے پڑھ سکیں۔
۳-حالاتِ حاضرہ پر اپنی رائے پیش کر سکیں۔
۴-کہانی سے متعلق اعلیٰ ذہنی سطح کے سوالوں کے جواب دے سکیں۔
۵-غیر شائستہ حرکات و سکنات کے مناسب تدارک میں اپنے ساتھیوں کو شامل کر سکیں۔

مُفت مَشوَرَہ

درختوں کے پتّے جھڑنا شروع ہو گئے تھے۔ رات میں ہلکی ہلکی ٹھنڈک رہنے لگی تھی۔ سردیوں کی آمد آمد تھی۔ ننھی چڑیا نے سوچا کہ گرمیاں تو ہنس کھیل کر گزار لیں، اب سردیوں کی کچھ فکر کرنی چاہیے۔ اگر گھونسلا نہیں ہوا تو سردیوں میں ٹھِٹھر کر رہ جاؤں گی۔ آخر ایک روز اس نے گھونسلا بنانا شروع کیا۔ بچاری چھوٹی سی تو تھی، گھونسلا بنانا کیا جانے ! جو کچھ سُن رکھا تھا اس کے مطابق اِدھر اُدھر سے دو چار تنکے جمع کیے اور ایک درخت کی شاخ پر پتّوں کے درمیان انھیں رکھ کر سوچنے لگی کہ اب کیا کروں؟ کس سے پوچھوں کہ ان تنکوں کو کیسے جوڑا جائے؟ اسی سوچ میں تھی کہ اتنے میں ایک ہُدہُد اسی درخت پر آبیٹھا۔ سلام دعا کے بعد ہُدہُد کہنے لگا:

"کہو ننھی منّی، یہ تنکے کیوں لیے بیٹھی ہو؟"
"سوچ رہی ہوں کہ ایک گھونسلا بنالوں۔ سردیاں آرہی ہیں، چند تنکے تو جمع کرلیے ہیں، اب انھیں جوڑنے کی فکر ہے۔"
ننّھی چڑیا نے جواب دیا۔ اس کی بات سن کر ہُدہُد قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا:
"اری بے وقوف! بھلا تنکوں سے کہیں گھونسلا بنا ہے۔ گھونسلا تو درخت کو کھود کر بنایا جاتا ہے۔"
چڑیا حیرت سے بولی: "درخت کو کھود کر! درخت کو کھود کر بھلا کیسے؟"
"لو بھلا یہ کون سا مشکل کام ہے۔" ہُدہُد نے کہا، اور یہ کہہ کر اس نے اپنی لمبی اور نوک دار چونچ درخت پر بار بار مارنی شروع کی۔ کھُٹ۔ کھُٹ۔ کھُٹ۔ اس کی تیز چونچ لگنے سے آواز پیدا ہوئی اور درخت سے لکڑی کا تھوڑا سا بُرادہ نکل آیا۔ درخت کے تنے پر چھوٹا گڑھا پڑ گیا۔ "دیکھا! اِس طرح کھودتے رہنے سے بڑی سی کھوہ بن جاتی ہے۔ میں تو اسی طرح گھونسلا بناتا ہوں۔ ہم سارے ہُدہُد یہی کرتے ہیں۔ درختوں کے تنوں کو کھود کر اُن میں رہتے ہیں، تم بھی یہی کرو۔"
یہ کہہ کر ہُدہُد تو اُڑ گیا، مگر ننھی چڑیا کو پریشان کر گیا۔ وہ سوچنے لگی کہ اگر ہُدہُد کی بات مان لوں تو اس جیسی تیز چونچ کہاں سے لاؤں، جس سے درخت کا تنا کھود ڈالوں؟ آخر اس نے سوچا کہ آزمانے میں حرج کیا ہے؟ اور اپنی چونچ درخت پر مارنے لگی۔ لیکن اس کی چھوٹی سی چونچ سے گڑھا تو کیا بنتا، الٹی اس کی چونچ زخمی ہوگئی۔
"اب میں کیا کروں؟" چڑیا نے اُداس ہو کر سوچا۔
اچانک اس کی نظر خرگوش پر پڑی جو درخت کے نیچے سے گزر رہا تھا۔
"بھائی خرگوش!" چڑیا نے آواز دی۔

''کہو ننھی منّی! کیا حال ہے؟'' خرگوش نے رُک کر اسے دیکھا اور بولا۔

''اچھے بھائی! مجھے گھونسلا بنانا سکھا دو نا۔'' خرگوش نے اس کی بات کا جواب دینے کے بہ جائے کہا: ''گھونسلا؟ بھلا میں گھونسلا بنانا کیا جانوں۔ ہم خرگوش تو زمین میں بِھٹ بنا کر رہتے ہیں۔'' خرگوش نے جواب دیا۔

''بِھٹ بنا کر! زمین میں؟'' چڑیا نے حیرت سے کہا۔

''ہاں! ہم اپنے پنجوں سے زمین کھودتے ہیں اور جب کافی گہرا گڑھا بن جاتا ہے تو اس میں رہنے لگتے ہیں۔ تم بھی بِھٹ کیوں نہیں بنا لیتیں؟ اچھا اب میں چلوں، مجھے دیر ہو رہی ہے۔ ابھی مجھے رات کے کھانے کے لیے سبزیاں جمع کرنی ہیں۔''

اس طرح خرگوش بھی چلا گیا اور ننھی چڑیا کو ایک نئی اُلجھن میں ڈال گیا۔ اب میں کیا کروں، بِھٹ کیسے بناؤں؟ وہ سوچنے لگی۔ آخر اس نے فیصلہ کیا کہ کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ سوچ کر اس نے درخت سے اتر کر اپنے چھوٹے چھوٹے کم زور پنجوں سے زمین کھودنی شروع کر دی لیکن ان نازک پنجوں میں اتنی طاقت کہاں سے آتی کہ زمین کھود سکیں۔ چونچ کی طرح اس کے پنجے بھی زخمی ہو گئے۔

یہ دیکھ کر چڑیا رونے لگی۔ ایک تو چونچ اور پنجے زخمی ہو گئے تھے، دوسرے رہ رہ کر یہ خیال بھی آتا تھا کہ اگر گھونسلا نہ بن سکا تو میں سردیوں میں ٹھٹھر کر مر جاؤں گی۔ اتنے میں وہاں سے بھالُو کا گزر ہوا۔ اسے روتا دیکھ کر بھالُو ٹھہر گیا اور کہنے لگا: ''کیا بات ہے ننھی منّی! کیوں رو رہی ہو؟''

چڑیا نے اسے ساری بات بتائی۔ بھالُو اس کی بات سُن کر مسکرایا اور کہا: ''دیکھو ننھی منّی! میں تمھیں ایک ایسی ترکیب بتاتا ہوں کہ تمھیں نہ گھونسلا بنانا پڑے گا اور نہ بِھٹ۔''

''اچھا! ضرور بتائیے۔'' چڑیا خوش ہو کر بولی۔

''تم ایسا کرو کہ میری طرح غار میں رہا کرو۔ نہ کھودنے کی مصیبت، نہ بنانے کا غم! بس جاؤ اور رہنا شروع کرو۔ جنگل میں بہت سے غار ہیں، چھوٹے بھی اور بڑے بھی۔ تم ان میں سے کسی ایک میں کیوں نہیں چلی جاتیں۔ چلو اٹھو، شاباش اور رونا بند کرو۔'' یہ کہہ کر بھالُو صاحب تو چل دیے اور ننھی چڑیا کو ایک نئی پریشانی سے دوچار کر گئے۔

بے چاری چڑیا پہاڑ پر پہنچی۔ وہاں پہنچ کر اس نے ایک چھوٹا سا غار بھی تلاش کر لیا، لیکن مصیبت یہ تھی کہ اس میں بہت ساری چمگادڑیں رہتی تھیں۔ چڑیا نے سوچا کہ میں ایک کونے میں رہ لوں گی۔ لیکن جب وہ غار کے ایک کونے میں جاکر بیٹھی تو اسے احساس ہوا کہ غار کی زمین پتھریلی ہے اور اس میں پتھروں کی چھوٹی چھوٹی باریک تیز نوکیں نکلی ہوئی ہیں جو بیٹھنے پر چُبھتی ہیں۔ تب اس نے سوچا کہ غار میں بھی تنکے جمع کر کے ایک چھوٹا سا گھونسلا جیسا تو بنانا ہی پڑے گا۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ تنکے لاؤں یا نہیں کہ چمگادڑوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ بے چاری چڑیا بڑی مشکلوں سے وہاں سے جان بچا کر بھاگی۔ آخر پھر اسی درخت پر آ بیٹھی۔ اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا اور رات قریب تھی۔ اپنی بے بسی دیکھ کر چڑیا کا دل بھر آیا اور وہ زور زور سے رونے لگی۔ اس کی ننھی منّی آنکھوں سے ٹَپ ٹَپ آنسو گرنے لگے۔ اتفاق سے اس وقت اُس درخت کے نیچے سے ایک ڈاکٹر صاحب گزر رہے تھے۔ چڑیا کی آنکھوں سے نکلے ہوئے آنسو اُن کے چہرے پر پڑے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اُوپر دیکھ کر بولے :

”ارے ننھی منّی! تم کیوں رو رہی ہو؟“ یہ کہہ کر جو انھوں نے آگے ہاتھ بڑھایا تو چڑیا ان کی انگلی پر آ بیٹھی۔ ڈاکٹر صاحب جنگل ہی میں ایک چھوٹے سے مکان میں رہتے تھے۔ وہ بہت محبت کرنے والے انسان تھے۔ اکثر جنگل کے جان وروں کی مدد کرتے اور ان کا علاج کرتے، اسی لیے جنگل کے سب جان ور ان سے مانُوس تھے اور ان سے محبت کرتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی انگلی پر بیٹھی چڑیا نے اپنی ساری بات انھیں کہہ سنائی۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنا بیگ زمین پر رکھ دیا اور اپنا ہاتھ چڑیا کے سر پر پھیرنے لگے۔ پھر انھوں نے چڑیا کو اپنی ہتھیلی پر بٹھایا اور بیگ سے دوا نکال کر چڑیا کے زخموں پر لگائی اور بولے :

”ننھی منّی! میری باتیں غور سے سننا اور ہمیشہ یاد رکھنا۔ پہلی بات تو یہ کہ تمھیں اس دنیا میں مشورہ دینے والے بہت ملیں گے جو بالکل مفت مشورہ دیں گے، لیکن ان میں سے ہر ایک کی بات مان لینے سے نقصان ہی ہوگا۔ جو شخص ہر ایک کا مشورہ مان لیتا ہے، وہ کہیں کا نہیں رہتا۔ مشورہ دینے والے اپنے حالات کے مطابق تمھیں مشورہ دیں گے۔ جیسا کہ ہُدہُد، خرگوش اور بھالُو نے تمھیں دیا، لیکن ان کے مشورے صحیح ہونے کے باوجود تمھارے کسی کام کے نہیں تھے، کیوں کہ تم اُن سے مختلف ہو۔ ایک چڑیا، ہُدہُد کے

گھر میں یا بِھٹ میں یا غار میں نہیں رہ سکتی۔ اسے گھونسلے ہی میں رہنا پڑے گا۔ ہُدہُد کی تیز نوک دار چونچ ہے تو اسے درخت کھود کر گھر بنانا آسان ہے اور یہ کام کسی دوسرے کے بس کا نہیں۔"

چڑیا نے زور زور سے سر ہلا کر "ہاں" کہا اور بولی: "تو پھر اب میں کیا کروں؟"

"تم چُوں چُوں چڑیا کے پاس جاؤ، وہ تمھیں گھونسلا بنانا بھی سکھائے گی، آج کی رات تمھیں اپنے گھونسلے میں سونے بھی دے گی اور کھانا بھی کھلائے گی۔ وہ بہت اچّھی چڑیا ہے۔"

چڑیا نے جواب دیا: "بہت اچّھا! اب میں ایسا ہی کروں گی اور بہت جلد گھونسلا بنانا بھی سیکھ لوں گی۔ ڈاکٹر صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ، آپ نے میری مدد بھی کی اور مجھے کام کی بات بھی سکھائی۔"

یہ کہہ کر چڑیا پُھر سے اُڑ گئی اور ڈاکٹر صاحب بھی روانہ ہو گئے۔ چُوں چُوں چڑیا نے ننھی چڑیا کو نہ صرف اپنے گھونسلے میں رکھا، اسے کھانا کھلایا، بلکہ اسے گھونسلا بنانا بھی سکھا دیا۔ آج ننھی منّی چڑیا اپنے گھونسلے میں رہتی ہے۔

(ڈاکٹر رؤف پاریکھ)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) یہ کہانی کس کے متعلق ہے؟
(ب) ہدہد نے چڑیا کو کیا مشورہ دیا؟
(ج) چڑیا کے پنجے کیوں زخمی ہو گئے؟
(د) چڑیا غار سے کیوں بھاگی؟
(ہ) ڈاکٹر صاحب کون تھے اور اُنھوں نے کیا مشورہ دیا؟
(و) کہانی میں کون کون سے جان وروں کا ذکر کیا گیا ہے؟
(ز) اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

سوال ۲: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- چڑیا سوچ رہی تھی کہ:

(الف) گھر بنالوں (ب) کھچڑی پکالوں

(ج) گھونسلا بنالوں (د) گانا گالوں

۲- درخت کھود کر گھونسلا بناتا ہے:

(الف) خرگوش (ب) ہُدہُد (ج) بھالو (د) کوّا

۳- خرگوش رہتے ہیں:

(الف) پنجرے میں (ب) گھونسلے میں (ج) بِھٹ میں (د) کھوہ میں

۴- بھالو نے چڑیا کو رہنے کا مشورہ دیا:

(الف) گھر میں (ب) درخت میں (ج) غار میں (د) بِل میں

۵- غار کی زمین تھی:

(الف) پتھریلی (ب) زہریلی (ج) نوکیلی (د) گیلی

سوال ۳: خالی جگہوں کو صحیح لفظوں سے پُر کیجیے:

۱- درختوں کے پتّے ____________ شروع ہو گئے تھے۔

۲- اگر ____________ نہ ہوا تو سردیوں میں ____________ کر رہ جاؤں گی۔

۳- اگر ہدہد کی بات مان لوں تو اس جیسی ____________ کہاں سے لاؤں گی۔

۴- ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ تنکے لاؤں یا نہیں کہ ____________ نے اس پر حملہ کر دیا۔

۵- اتفاق سے درخت کے نیچے سے ایک ____________ گزر رہے تھے۔

سوال ۴: اس سبق میں سے ایک جیسے الفاظ چُن کر لکھیے:

جیسے: ہلکی ہلکی: ____________ ____________ ____________

____________ ____________ ____________

سوال ۵: اس کہانی میں جن جن جانوروں اور پرندوں کے نام آئے ہیں، اُن کی تصویریں بنا کر اُن کے بارے میں دو دو جملے لکھیے۔

سرگرمیاں

۱۔ طلبہ اسی طرح کی اور بھی کہانیاں تلاش کر کے ایک ڈائری تیار کریں گے۔
۲۔ طلبہ کہانی کو مکالماتی انداز سے کمرۂ جماعت میں پڑھیں گے۔
۳۔ طلبہ پڑھی ہوئی کہانی کو ترتیب وار بیان کریں گے۔
۴۔ طلبہ (استاد کی نگرانی میں) ایک دوسرے سے اشاراتی انداز سے سن کر کہانی سنائیں گے۔
مثلاً: کچھوے کا انداز اختیار کر کے اشارہ کرنا، تتلی کا انداز اختیار کر کے اشارہ کرنا، اونٹ کا انداز اختیار کر کے اشارہ کرنا۔ طلبہ ان اشاروں کی روشنی میں کوئی نہ کوئی کہانی سنائیں گے۔

خاکہ مکمل کیجیے اور رنگ بھریے۔

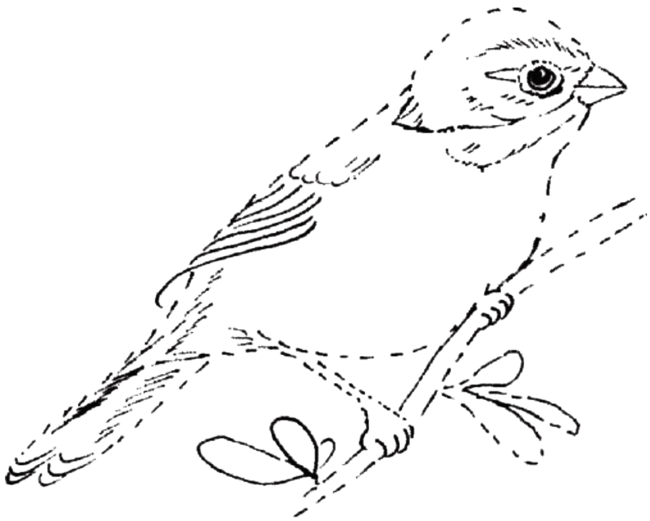

برائے اساتذہ

۱۔ طلبہ کو مزید کچھ جان وروں اور پرندوں کے گھروں اور خوراک کے بارے میں بتائیے۔
۲۔ طلبہ سے سبق میں دیے ہوئے جانوروں اور پرندوں کی تصویر بنوائیے۔
۳۔ غیر شائستہ حرکات و سکنات اور ان کے تدارک کے بارے میں نہایت سلیقے سے طلبہ سے گفتگو کیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم:

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ:

۱- نظم کو ان کی نوعیت کے مطابق روانی، آہنگ اور زیر و بم کے ساتھ پڑھ سکیں۔

۲- اسکول اور محلے کے فلاحی کاموں میں از خود حصہ لے سکیں۔

۳- واقعہ سن کر اسے اپنے تجربات اور مشاہدات سے مربوط کر سکیں۔

خضر کا کام کروں راہ نُما بن جاؤں

درد جس دِل میں ہو، میں اُس کی دوا بن جاؤں
کوئی بیمار اگر ہو، تو شِفا بن جاؤں
دُکھ میں ملتے ہوئے لب کی، میں دُعا بن جاؤں

اُف! وہ آنکھیں کہ ہیں بینائی سے محرُوم کہیں
روشنی جِن میں نہیں نُور جِن آنکھوں میں نہیں
میں اُن آنکھوں کے لیے نُور و ضِیا بن جاؤں

ہائے! وہ دل جو تڑپتا ہوا گھر سے نکلے
اُف! وہ آنسو جو کسی دیدۂ تر سے نکلے
میں اُس آنسو کے سکھانے کو ہَوَا بن جاؤں

دُور منزِل سے اگر راہ میں تھک جائے کوئی
جب مُسافر کہیں رستے سے بھٹک جائے کوئی
خضر کا کام کروں راہ نُما بن جاؤں

عُمر کے بوجھ سے جو لوگ دبے جاتے ہیں
ناتوانی سے جو ہر روز جھکے جاتے ہیں
اُن ضعیفوں کے سہارے کو عَصا بن جاؤں

(حامدُاللہ افسر)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) "خضر کا کام کروں راہ نُما بن جاؤں" سے شاعر کا کیا مطلب ہے؟

(ب) عصا بننے سے شاعر کی کیا مُراد ہے؟

(ج) آپ نابینا لوگوں کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں؟

(د) اس بند کی تشریح کیجیے:

عُمر کے بوجھ سے جو لوگ دبے جاتے ہیں
ناتوانی سے جو ہر روز جھکے جاتے ہیں
اُن ضعیفوں کے سہارے کو عَصا بن جاؤں

سوال ۲: نظم کی خاموش خوانی کیجیے اور درج ذیل سوالات کے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱۔ نابیناؤں کی آنکھوں کی ضرورت ہوتی ہے:

(الف) صفائی کی (ب) روشنی کی (ج) شفا کی (د) دوا کی

۲۔ "دیدۂ تر" کا مطلب ہے:

(الف) تڑپتا دل (ب) افسردہ شام (ج) روتی ہوئی آنکھیں (د) کم زور جسم

۳۔ "خضر کا کام کروں، راہ نُما بن جاؤں" کا مطلب ہے، خضر کی طرح راستا:

(الف) بنوں (ب) بناؤں (ج) دیکھوں (د) دِکھاؤں

۴۔ ہمیں بوڑھے لوگوں کے لیے بننا چاہیے:

(الف) باآدب (ب) نیک (ج) سہارا (د) اُجالا

۵۔ اِس نظم کا پیغام ہے:

(الف) درد کی دوا بننا (ب) خدمتِ خلق کرنا

(ج) راستا دکھانا (د) کمزوروں کا سہارا بننا

سوال ۳: ذیل کے الفاظ کے معنی بتایئے:

بِینائی - دِیدۂ تَر - راہ نُما - شِفا - لب -

ناتوانی - عَصا - ضعیف - نور وضیا - بھٹک جانا

سوال ۴: ان لفظوں کو مذکّر اور مؤنث کے خانوں میں الگ الگ لکھیے:

درد- دوا- مرض- شِفا- دِل- آنسو- منزل- مسافر- لاٹھی- عَصا

مُذَکَّر	مؤنَّث

سوال ۵: شاعر نے جو جو خواہشیں کی ہیں، اُنھیں "خدمت" کے عُنوان سے ایک مختصر مضمون میں لکھیے۔

سوال ۶: اس نظم میں سے اپنی پسند کے دو بند یاد کیجیے اور خوش خط لکھیے۔

سرگرمیاں

۱- طلبہ اس نظم کو گروپ کی شکل میں روانی اور زیر و بم کے لحاظ سے پڑھیں گے۔

۲- طلبہ گروپ کی شکل میں اپنے محلے کی خدمت کے لیے مختلف کاموں کا انتخاب کریں گے اور اُن میں عملی حصّہ لیں گے۔

برائے اساتذہ

۱- نظم پڑھنے کے دوران طلبہ کی رہ نمائی کیجیے۔

۲- طلبہ کے گروپوں نے اپنے لیے جو جو کام منتخب کیے ہوں، ان کاموں کی تفصیل ان سے معلوم کیجیے۔

فرہنگ

حمد

بحر: سمندر

بَر: زمین

عرشِ بَریں: آسمان

نہاں: چھپا ہوا

عیاں: ظاہر

توصیف: تعریف

مشتِ خاکی: اِنسان

نعت

فدا: قربان

بے کسوں: جن کا کوئی نہ ہو

رِہا: آزاد

مُدّعا: مقصد

ایفائے عہد

عہد: وعدہ

قول: بات

جلیل القدر: بزرگ

مڈبھیڑ ہونا: سامنا ہونا

معاہدہ: دو فریقین کے درمیان بات ہونا

معرکہ: میدانِ جنگ

سنگین: سخت تکلیف دہ، شدید سخت

تقلید کرنا: نقل کرنا

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

پاک دامنی: نیک سیرت ہونا

فروخت کرنا: سامان بیچنا

صادق: سچّا

امین: امانت رکھنے والا

تاکید: اصرار / بار بار کہنا

اُمّت: گروہ، جماعت

سعادت: نیکی، بھلائی

گھاٹی: دو پہاڑوں کے درمیان کا دارستا

استقامت: ثابت قدمی

جھٹلاتے: انکار کرتے

سچی کہانی

جَسد مبارک: جِسم مبارک

معمول: مستقل کیا جانے والا کام

کثرت: بہت دفعہ۔ بُہتات

مدعُو کرنا: دعوت پر بُلانا

مشغول: مصروف

آنکھوں میں خون اُترنا: شدید غصہ آنا

سچل سر مست رحمۃ اللہ علیہ

آنکھ کا تارا: سب کا لاڈلا / پیارا

راغب کرنا: متوجّہ کرنا

پیشین گوئی: کسی واقعے کا قبل اَز وقت بتانا

ہفت زبان: سات زبانوں کو جاننے والا

بھائی چارہ: اُخوّت، دوستی

عقیدت: ادب واحترام

بہار آئی

تَر: گیلی

پوشاک: لباس/ کپڑے

شجر: درخت

کھلکھلانا: ہنسنا/ لہرانا

مناظر: منظر کی جمع، تصویریں

تانیں: تان کی جمع (سُر)

درختوں سے پیار کرو

جھومنا: ہِلنا، لہرانا

سسکیاں لینا: آہستہ آہستہ رونا

تفریح: سیر تماشا

احسان فراموش: احسان بھلانے والا

مفید: فائدہ مند

ویران: سنسان

گردو غُبار: مٹی اور دُھول

بابو سرٹاپ کی سیر

درخواست: چھٹی کی عرضی

ٹھکانا: جگہ

منصوبہ: ارادہ

دنگ رہنا: حیران ہونا

سہولت: آسانی

بارونق: چہل پہل والا

راہداری: راستے کے درمیان سے گذرنے والا پتلا راستا

آمد: آنا/ آنے والے

منتظر: انتظار کرنے والے

اُجرت: مزدوری کے پیسے

نہالہ ہونا: بے حد خوش ہونا

سیّاح: ملک ملک کی سیر کرنے والے

قابلِ دید: دیکھنے کے لایق

حرارت: گرمی

لطف دوبالا ہونا: زیادہ مزا آنا

روداد: حال، احوال

سر ہونا: پیچھے پڑنا، ضد کرنا

اندیشہ: فکر، خوف

سراہنا: تعریف کرنا

مبہوت: حیران

جمِ غفیر: بہت ہجوم

ہمارا رہن سہن اور رسم و رواج

انفرادی: الگ

مقبول: مشہور

پکوان: کھانے

خوش لباس: اچھے کپڑے پہننے والے

پھرتیلا: بہت تیز

کاغذ

چٹھی: خط

رُوپ: شکل

نقش و نگار: پھول اور بُوٹی والا

نائیک محمد اشرف

بَرّی: زمینی

فضائی: ہوائی

اطراف: طرف کی جمع

محاذ: بلے مقابلے کی جگہ

سرفروش: جان قربان کرنے والا

جرأت: ہمت

گرج: ٹکرانے کی آواز

حملہ آور: حملہ کرنے والے

جاں نثار: جان قربان کرنے والے

انفارمیشن ٹیکنالوجی

مہارت: ہنر مندی، قابلیت

نمایاں: ظاہر

خیرہ کرنا: چیزوں کو جمع کرنا

خبر رسانی: خبر پہنچانا

زرعی: کاشت کے متعلق

صنعتی: بنایا ہوا/ دست کاری وغیرہ صعنت کے متعلق

حرفت: پیشہ، ہنر

مرتب: تیار، مکمل

زینہ: سیڑھی

خطے: علاقے

انقلاب: الٹ پلٹ ہونا

تعمیراتی: تعمیر سے متعلق

مواصلاتی: رابطے کے ذرائع/ ٹیلی وژن، ریڈیو، پرنٹر وغیرہ

ہم اور ہمارا ماحول

سازگار: موافق

طبعی: قدرتی

آبی حیات: پانی کے اندر رہنے والی مخلوق

مُضر: نقصان دہ

بے دریغ: کثرت سے

توازن: برابر ہونا، تناسب

قلت: کمی

وطن کا ترانہ

سُہانی: خُوب صورت، اچھی

اُلفت: چاہت، محبت

دشت: جنگل

عزم: ارادہ، حوصلہ

چمکے دمکے: روشن ہوئے، منور ہوئے

میرا وطن رہے سلامت

استقبال کرنا: خوش آمدید کہنا

شعرا: شاعر کی جمع (شعر کہنے والا)

منتخب کرنا: چُن لینا

خوش و خرم: مسرور، بہت خوش

عُروج: بلندی

مفہوم: مطلب

رخصت لینا: جانا، اجازت لینا

اسکاؤٹنگ

نَصب کرنا: لگانا

ہم آہنگی: ایک ساتھ ہونا، ہم آواز ہونا

رُکنیت: ممبر ہونا

مستعد: چاق و چوبند

عائد کرنا: ذمہ ہونا

کفایت شعار: بچت کرنے والا

نصب العین: مقصد

ٹوٹ بٹوٹ کے مرغے

نِرالی: انوکھی

دستار: ٹوپی/ پگڑی

باز: چیل (پرندہ)

ڈانگ: ڈنڈا، لاٹھی

سقّے کا گدھا

سَقّا: پانی بھرنے والا ماشکی

اَبتر: بہت بُری، خراب

پُشت: پیٹھ

عاجزی: انکساری

رنجیدہ: غم، اُداس

کھریرا: گھوڑے کے بدن کی مٹی صاف کرنے والا آلہ

سائیس: گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے والا

لرز اٹھا: کانپنے لگا

شکوہ: شکایت، گِلا

اسٹیٹ بنک میوزیم

حامل: رکھنے والا

آثارِ قدیمہ: پرانی چیزیں

فنون: فن کی جمع

نادر ترین: بہت قیمتی

شہ پارے: فن کے اعلیٰ نمونے

اوّلین: پہلی

نام کندہ ہونا: نام لکھا ہونا

فن پارے: کسی تحریر یا دستکاری کے نمونے

دانش ور: عقل مند

آگاہی: جاننا، علم ہونا

تتلی

گہنے: زیور

چمن: باغ

فدا: قربان

یک ساں: ایک جیسی

ذوق: دل چسپی

خط

تاخیر: دیر

دغا: دھوکا

ازدحام: رش

ایندھن: پیٹرول، گیس وغیرہ

سنگینی: سختی، شدت

جُفت ساز: جوتے بنانے والا

فوری: جلدی

نایاب: ناپید، کسی چیز کا بازار میں ختم ہو جانا

ہم اور ہماری زمین

سیّارہ: حرکت کرنے والا

ساکت: ایک جگہ رُکا ہوا

افشا: ظاہر

متحرک: حرکت کرنے والی

تغیّر: تبدیلی

منفرد: الگ

کرۂ ارض: زمین کا گولہ

شعور: عقل، پہچان

ارتقائی: ترقی پسند، ترقی کرتی ہوئی

معاون: مددگار

نظامِ شمسی: سورج کے گرد سیاروں کے گھومنے کا نظام

ایمان دار لڑکا

ایمان دار: سچا

آزمائش: امتحان

ہم سائے: پڑوسی

شبہ: شک

سال کے بارہ مہینے

دیدہ زیب: خوب صورت

دل کش: پسندیدہ

کھچا کھچ: مکمل بھرا ہوا

خوش گوار: خوش نما

مرتب کرنا: ترتیب دینا

سبز: ہرا

نشست: جگہ

بَراجمان ہونا: بیٹھنا

منفرد: انوکھا

خصوصیت: خُوبی، خاصیت

یک جہتی: اِتحاد

لہکنے: خوش ہونے

موسُوم کرنا: نام دینا

محنت کش: مزدور

سامعین: سننے والے

چنے چبوانا: مشکل میں ڈالنا

دستِ راست: حامی، مددگار

زحمت دینا: تکلیف دینا

خراجِ تحسین: سراہنا، تعریف کرنا

میں ہوں متوازن غذا

متوازن: موزوں

توانا: طاقت ور

حرارت: گرمی

دیہی: گاؤں

سُلطانہ رَضیہ

سلامی: تعظیم و عزّت دینا

سوار: کسی سواری پر بیٹھا ہوا

سالار: فوجی افسر، سردار

شان: عزّت

دانا: عقل مند

مُنصف: انصاف کرنے والی

لاثانی: بے مثال

راج: حکومت کرنا

وقار: سنجیدگی، شرافت

مفت مشورہ

جھڑنا: پتے گرنا

گڑھا: کھڈہ

اُلجھن: پریشانی

ٹھٹھر کر: سردی لگنا

بھٹ: خرگوش کے رہنے کی جگہ

کھوہ: گڑھا

خضر کا کام کروں راہ نما بن جاؤں

شفا: تندرست ہونا

لب: ہونٹ

ضِیا: روشنی، نُور

دیدَہ: آنکھ

ناتوانی: کم زوری

عَصا: لاٹھی